صدائے حق

زیر سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فی سبیل اللہ
NOT FOR SALE
Marfat.com

217618

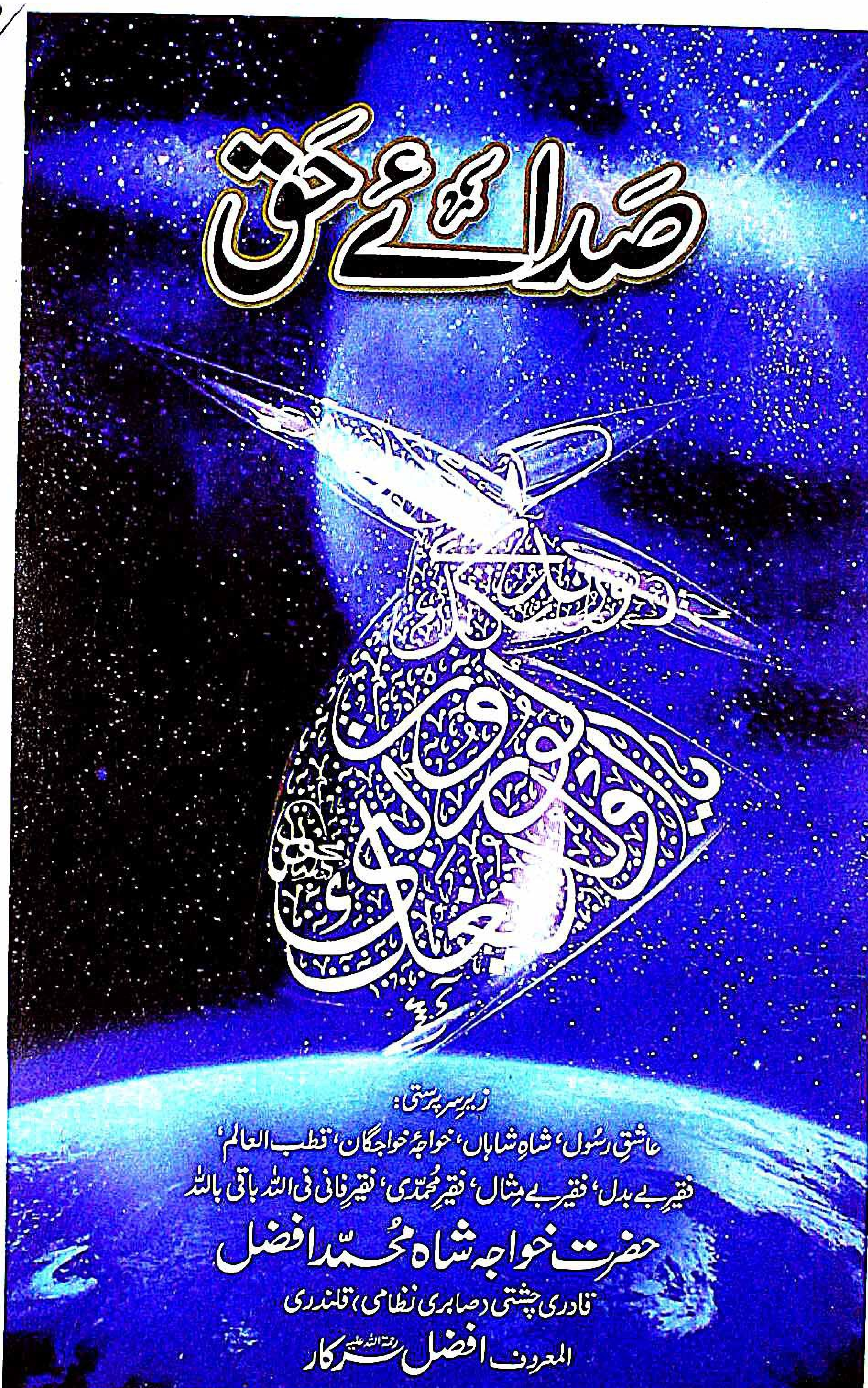

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ ۶۸-۶۷، بلاک ۷/۸، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ——————— صدائے حق (۸)

ترتیب و پیشکش ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
شوال المکرم ۱۴۳۴ھ اگست ۲۰۱۳ء	۳۰۰۰

۲۹۷۶۲
م ۳۱۴ ص
۱۱۷۵۳۰
۲/-

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلیّ اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے ''صدائے حق'' کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشدِ شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمّدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف ''افضل سرکار'' رحمتہ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین! جو جو میری نادانیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

گُزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
1	171	۲۷؍مئی ۲۰۱۱ء	میڈیا تمام برائیوں کی جڑ	9
2	172	۳؍جون ۲۰۱۱ء	میڈیا اور دجالی نظام	23
3	173	۱۰؍جون ۲۰۱۱ء	سیدنا معین الدین حسن حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ	37
4	174	۱۷؍جون ۲۰۱۱ء	غصے کے نقصان	54
5	175	۲۴؍جون ۲۰۱۱ء	حضرت نوح علیہ السلام	68
6	176	۳۰؍جون ۲۰۱۱ء	شبِ معراج	85
7	177	یکم جولائی ۲۰۱۱ء	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	100
8	178	۸؍جولائی ۲۰۱۱ء	حضرت خواجہ شاہ محمد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ	118
9	179	۱۵؍جولائی ۲۰۱۱ء	شبِ برأت	133
10	180	۲۲؍جولائی ۲۰۱۱ء	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	146
11	181	۲۹؍جولائی ۲۰۱۱ء	اللہ کے قوانین پر چلنا، دُنیا کی خواہشوں سے محفوظ رہنا۔	160
12	182	۵؍اگست ۲۰۱۱ء	رمضان المبارک	171
13	183	۱۲؍اگست ۲۰۱۱ء	یومِ بدر، بدرِ ثانی	183

Marfat.com

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
14	184	۱۹ر اگست ۲۰۱۱ء	شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ	198
15	185	۲۶ر اگست ۲۰۱۱ء	الوداع، لیلۃ القدر	214
16	186	۲ر ستمبر ۲۰۱۱ء	حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	230
17	187	۹ر ستمبر ۲۰۱۱ء	زبان کا صحیح استعمال	245
18	188	۱۶ر ستمبر ۲۰۱۱ء	امام مہدی کی تلاش، علاماتِ صغریٰ	258
19	189	۲۳ر ستمبر ۲۰۱۱ء	زمان کا خاتمہ، علاماتِ کبریٰ	270
20	190	۳۰ر ستمبر ۲۰۱۱ء	افضل سرکارؒ کی والدہ ماجدہ (ماں)	281
21	191	۷ر اکتوبر ۲۰۱۱ء	تقدیر پر ایمان	292
22	192	۱۴ر اکتوبر ۲۰۱۱ء	ادب کی اہمیت	303
23	193	۲۱ر اکتوبر ۲۰۱۱ء	ادب	313
24	194	۲۸ر اکتوبر ۲۰۱۱ء	حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ	323
25	195	۴ر نومبر ۲۰۱۱ء	حج	334

Marfat.com

میڈیا تمام برائیوں کی جڑ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سراپا جمال ہے اور جس کا پورا اجمال ہر جگہ ظاہر ہے، جو اگرچہ ستر ہزار پردوں میں مخفی ہے لیکن پھر بھی جو ہر اُس جگہ پر موجود ہے جہاں موجودگی ہو سکتی ہے اور ہر اُس جگہ بھی جہاں موجودگی نہیں ہو سکتی، وہ سب سے زیادہ شان والا اور جلال والا ہے۔

درود و سلام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، اس کے پیغمبر اور اُس کے رسُول پر، اُس ذاتِ پاک پر جو شاھد اور اپنی اُمت کے شافی ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو وفادار ہیں اور جو اس دُنیا کے نظام کو درہم برہم نہیں ہونے دیتے، جو اُن کے اللہ نے اُن کے سپرد کی ہے۔

لوگ اپنے اردگرد کے واقعات سے کیوں بے خبر

Marfat.com

ہیں ؛ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ دنیا کو اپنی گرفت میں لینے والا یہ فتنہ وفساد کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک ایسی زندگی جی رہے ہیں جو فقط ان کے اپنے گرد گھومتی ہے۔ وہ اس جھوٹی امید پر جی رہے ہیں کہ ان کے بچّوں کا مستقبل اُن کے اپنے مستقبل سے بہتر ہوگا۔

کوئی اس قدر سادہ اور معصوم کیسے ہوسکتا ہے ایسی بات سوچ کر ؟ یہ سچ ہے کہ ماضی کا وہ امن وسکون والا دور اب باقی نہیں رہا۔ اب تو بدنظمی اور مشکلات کا دور ہے، اب تو دُکھ اور غم کا زمانہ ہے، ناانصافی اور عدم اعتماد کا دور ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ سب زمان کے خاتمے کے دور میں داخل ہوچکے ہیں اور آخرت بس اگلے موڑ پر ہی آپ کی منتظر ہے، جہاں سے یوم میزان کی آہٹ آسانی سے سُنائی دے سکتی ہے۔ اللہ کے تمام انبیاء نے قیامت کی تصویر کشی کی ہے، لیکن یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے، نہ صرف اس کی ساری تفصیلات فراہم کیں بلکہ ان میں ابتدائی رنگ بھی بھر دیئے۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دور تھا جب دنیا کو وہ واضح تصویر دکھائی گئی کہ وقت کے خاتمے کے دور میں کیا ہونے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور آپ ﷺ کا اس دُنیا سے

Marfat.com

پردہ فرمانا علاماتِ صغریٰ کی پہلی نشانی تھی، اور اس دن سے لے کر ایسے لگا جیسے کہ کسی غیبی ہاتھ نے اس تصویر میں رنگ بھرنا شروع کر دیا ہے، جس کا خاکہ دُنیا کے وجود میں آنے کے وقت بنایا گیا تھا۔

یہ اکیسویں صدی ہے، سال ۲۰۱۱ء ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت فرمائے ہوئے ۱۴۳۲ھ سال ہو چکے ہیں۔ دھیرے دھیرے اور خاموشی سے، ایک ایک کر کے، دُنیا نے تمام صغریٰ نشانیاں دیکھ لی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وقت کے خاتمے کے دور میں افراتفری، گڑبڑ، خون ریزی اور انتشار ہوگا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب لفظ "ادب" کو بھلا دیا جائے گا۔ جب انسان کی نظروں میں رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔

سب سے مضبوط رشتہ جو کسی کا کسی سے ہو سکتا ہے، وہ دولت کا ہوگا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب دلوں میں شکوک وشبہات کا راج ہوگا۔ نظام کے بارے میں شکوک اور رشتوں کے بارے میں شبہات، ایمان کے بارے میں شکوک اور اللہ کے بارے میں شبہات۔ یہ وقت نئی ٹیکنالوجی کا دور ہوگا، غیر معمولی جدتوں کا دور ہوگا، جیسے کہ "جب جوتی کا تسمہ اور اس کا چمڑا آپ سے بات کریں گے۔ جب آپ کی ٹانگ آپ کو بتلائے

Marfat.com

گی کہ آپ کے گھر والے کیا کر رہے ہیں"۔

مصائب اتنے زیادہ ہوں گے کہ جب کوئی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو وہ (صاحبِ قبر سے) کہے گا کہ "کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔" ایسا ہی ہوگا کیوں کہ ہر طرف حالات اتنے گھمبیر ہوں گے کہ جینا انتہائی محال ہو جائے گا۔ یہ تضادات کا دور ہوگا، امیر بہت زیادہ امیر ہوں گے اور غریب بہت زیادہ غریب ہوں گے۔ بدی اپنے عروج پر ہوگی لیکن ساتھ ہی نیکی بھی بلندی پر ہوگی۔ تاریکی کی قوّتیں مضبوط ترین ہوں گی، لیکن ساتھ ہی رُوحانی قوّتیں بھی مضبوط ہوں گی۔

درحقیقت دُنیا اسی دور میں روحانیّت کی قوّت کا مظاہرہ دیکھے گی، حتیٰ کہ چھوٹے بچّے بھی اس کا حصّہ ہوں گے۔ یہ فرق بہت نمایاں ہوگا، لیکن تناسب میں فرق ہوگا۔ بدی کا تناسب نیکی سے بہت زیادہ ہوگا، اگرچہ کمتر تناسب کی قوّت برتر تناسب سے زیادہ ہوگی۔

وقت بدل رہا ہے، دھیرے دھیرے اور آہستگی سے، لیکن آگے کی ہی طرف۔ وہ تبدیلی جو شروع ہو چکی ہے، اب رُکے گی نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے اپنی رفتار سال ۲۰۰۷ء سے بڑھا دی ہے، اور اب ہر نیا سال اپنے ساتھ زیادہ مصائب، زیادہ انتشار، خانۂ وقت کے الاؤ میں جھونک رہا ہے۔

Marfat.com

ایسا نہیں ہے کہ صرف مسلمان ہی جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے، بلکہ تمام اہلِ کتاب بھی جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے اپنے نجات دہندہ، اپنے مسیحا کے منتظر ہیں، تاکہ وہ آکر ان کی شان و شوکت کو بحال کرسکیں اور انہیں دُنیا کی بادشاہت دلوادیں۔ وہ بے تابی سے دجال، اس کی مدد اور اس کی طاقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ ایک ایک دن، ایک ایک لمحہ گن رہے ہیں۔ وہ اپنی تمام توانائیاں دُنیا کو اس کی آمد پر تیار کرنے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔

ذرا اپنی آنکھیں تو کھولیں اور دیکھیں کہ آپ کے اطراف کیا ہو رہا ہے۔ اللہ کے نظام کے چین و سکون کو تباہ کرنے کے لئے سخت ترین حملہ جو انہوں نے شروع کیا ہوا ہے، وہ ہے مختلف میڈیا چینلز کے ذریعے گمراہ کن خیالات کی تشہیر۔ وہ دنیا پر میڈیا، یعنی ریڈیو، ٹی وی، فلم، انٹرنیٹ، اخبارات اور ادبیات کے ذریعے راج کر رہے ہیں۔

ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پوری دنیا میں انفارمیشن یا ابلاغِ عامہ کی ایک زبردست مہم شروع کی جاچکی ہے۔ یہ ہلاکت خیز معلومات پر مشتمل، خوبصورت کور میں لپیٹے ہوئے شوگر کوٹیڈ کئے ہوئے، خوب موقع محل کے مطابق، جو بہ ظاہر بے ضرر لیکن شیطان

Marfat.com

کے شر سے بھر پُور ہیں۔ ذہن تبدیلی کا یہ عمل بڑی کم عمری میں شروع ہوتا ہے۔ چھوٹے بچّوں کو چھوٹی عمر میں ہی کارٹون اور بچّوں کے پروگرامز دکھائے جاتے ہیں، جن میں ایسی قدروں کی پرچار کی جاتی ہے جو آپ کے مذہبی اقدار سے متصادم ہوسکتی ہیں۔

یہ پروگرامز خوبصورت اور بے ضرر معلوم ہوتے ہیں، لیکن درحقیقت ایسے نہیں ہیں۔ یہ رنگین خوبصورت کارٹون، ان کی دلفریب آوازیں، ان کی گرفت میں لینے والی کہانیاں بچّہ کی توجّہ کھینچ لیتی ہیں۔ اس سے تھوڑی دیر کے لئے ماں کو آزادی مل جاتی ہو، یا اس سے بچّے کے بولنے کی صلاحیّت میں اضافہ ہوتا ہو لیکن بدقسمتی سے یہ اُسے اس ثقافت سے آشنا کرتا ہے جو اس کے اپنے ثقافتی اقدار کے خلاف ہیں۔

بڑی خاموشی سے آپ کے بچّے کی زبان پر ایسے الفاظ چڑھ جاتے ہیں جو کسی بھی شریف گھرانے میں بولے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کم عمری میں بچّے کے لئے فائدے کے بجائے زیادہ نقصان دہ ہے۔ لیکن آج کے دور کے والدین اندھے ہیں، ان کی خوشی ان کی ذمّہ داریوں پہ مقدم ہیں۔ انہوں نے خود کو ایسے فضول مشغولیات میں اُلجھائے رکھا ہے کہ بچّوں کے لئے ان کے پاس مشکل ہی سے کوئی وقت ہے۔

Marfat.com

ذرا اس وقت کو شمار کیجئے جو ایک چار یا پانچ سالہ بچہ ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر گزارتا ہے، اور وہ بھی بغیر نگرانی کے۔ یہ نام نہاد' بے ضرر' خوبصورت کارٹون اور بچوں کے دوسرے پروگرامز بڑی ہوشیاری سے آپ کے بچے کو تشدد، فحاشی اور مادیت کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

وہ ان ناپختہ ذہنوں میں ایسے منفی جذبات ڈال رہے ہیں جو انہیں ابھی سمجھانے کے قابل ہی نہیں۔ ان پروگرامز کے ذریعے بچے یہ بھی سیکھ رہے ہیں کہ اپنے بڑوں کو جواب دینا "Cool" کام ہے یعنی جو وہ کریں وہ سب صحیح ہے، اور "In" یا بہترین عمل بغاوت ہے بڑوں اور انتظامیہ کے خلاف، کیونکہ وہ "Ancient" قدیم اور فرسودہ ہو چکے ہیں ایسے ماحول میں جب یہ بچے پل کر بڑے ہو جاتے ہیں تو اُنکے بڑے انہیں باہمت اور پُراعتماد سمجھتے ہیں۔ اس روّیہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بالغ ہو کر کس طرح کے نوجوان بن سکتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ یعنی میڈیا نے تو پہلے سے اُن کے ناپُختہ ذہنوں پر کافی تباہ کُن اثرات مرتب کر رکھے ہیں۔ اب خدشہ ہے کہ وہ دوسرے چینلز کے ذریعے اس جان لیوا زہر کی مزید مقدار ان کے ذہنوں میں ڈالیں گے۔ ان نوجوان بچوں کی رسائی اب انٹرنیٹ تک ہو گئی ہے۔ جس کے ذریعے وہ گپ شپ، براؤزنگ یعنی سرسری مطالعہ

Marfat.com

کرتے ہیں۔ یا ای میل (email) کے ذریعے تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔

شروع میں تو والدین یہ سوچتے ہوں گے کہ یہ اچھی بات ہے کہ ان کے بچے اس ٹیکنالوجی میں دلچسپی لے رہے ہیں اور اُمید رکھتے ہوں گے کہ ان کا بچہ کمپیوٹر کا باکمال ماہر بنے گا، اگر اس نے اس پر اپنا وقت صرف کیا۔ لیکن جس وقت انہیں اسکی اصل حقیقت کا علم ہوجاتا ہے، تو تب تک بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے اور فائدے سے زیادہ اسے نقصان پہنچ چکا ہوتا ہے۔

اُن کو اس کا احساس بہت دیر بعد ہوتا ہے کہ اُن کا بچہ اپنا زیادہ تر وقت (چیٹنگ) یعنی گپ شپ میں گزارتا ہے۔ اور وہ بھی ایسے لوگوں کے ساتھ جنہیں وہ جانتا تک نہیں۔ چوں کہ آپ بیشتر وقت انہیں دیکھ نہیں سکتے، اس لئے آپ نہیں جان پاتے کہ آپ کا بچہ کس سے بات کر رہا ہے۔ کون جانے کہ وہ بارہ سالہ بچہ جو آئس لینڈ یا یو۔ کے سے آپ کے بچے سے بات کر رہا ہو، وہ دراصل ایک ۴۵ سالہ کھوسٹ ہے، جو آپ کے بچے کا دوست بنا ہوا ہے۔ اب یہ شخص آپ کے بچے سے کیا باتیں کرتا ہوگا اور کس طرح اثر انداز ہوتا ہوگا' اسکی سنگینی کا احساس آپ کو شاید کبھی بھی نہیں ہوتا ہوگا۔

اس کے علاوہ، کیا کیا چیزیں پڑھتا ہے، اور کون سے ویب سائیڈز

Marfat.com

اُسے پسند ہیں، اور وہ اُن سے کیا سیکھ رہا ہے یہ بھی والدین کے لئے ایک انتہائی تشویش ناک بات ہونی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے ویب سائیٹز سب کے لئے کھلے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کا بچہ اِن ویب سائیٹز تک فوراً ہی پہنچے، لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں حادثاتی طور پر جا پہنچے، اور پھر بار بار وہاں کا زیارتی بن جائے۔

یاد رہے کہ جن ویب سائیٹز میں بالغان کے لئے مواد ہو، یا جن میں فسادی یا پُرتشدد مواد ہو، یا وہ ویب سائیٹز جو مذہب دشمن ہیں، ان تمام ویب سائیٹز تک رسائی سب کے لئے آسان ہے۔ جب تک آپ کے ویب براؤزر پر مناسب اور باقاعدہ حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کی جاتیں اس وقت تک کوئی سات سال کا بچّہ بھی اُسے کھول سکتا ہے۔

بالکل اسی طرح پڑھنے والے مواد پر بلا روک رسائی بھی ایک بچّے کے ذہن کو بگاڑ سکتی ہے۔ کوئی شخص جو کچھ پڑھتا ہے، وہی اس کے خیالات اور نظریات کی تشکیل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ مواد جو غیر معیاری ہو، جس کی حدود اور قدریں نہ ہوں وہ انسان کے ذہن میں اُلجھن کے سوا کچھ نہیں ڈال سکتا۔

اچھی کتابوں کا محتاط انتخاب، جو مضبوط خیالات اور

Marfat.com

قدروں کی تشکیل کا باعث ہوں، یہی دراصل ایک انسان میں مثبت صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں، اور اس کی شخصیت کو مضبوط تر بناتے ہیں۔ اخبارات اور جرائد بھی معلومات پھیلانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ ہر روز ایک انسان اخبار کھولتا ہے اور اس میں جو کچھ چھپا ہے اُسے ہضم کرتا ہے۔

اگر آپ کسی سوسائٹی کے مجموعی ذہن کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، تو اُن پر رات دن اپنے خیالات کی بوچھاڑ کرتے رہیں۔ صبح کے وقت جب وہ اخبار اٹھائے تو یہی سب سے پہلی چیز ہو جو وہ پڑھے، اور جب ٹی۔وی کھولے تو یہی خیالات اس میں بھی ہوں کیوں کہ تصویر ایک ہزار الفاظ سے زیادہ واضح بتاتی ہے۔

پھر کام کاج کے بعد جب وہ گھر لوٹ آتا ہے، تو ذرا سی تفریح کے لئے وہ فلم دیکھتا ہے یا کوئی شو دیکھتا ہے، تو اس وقت بھی اُسے وہی پیغامات ملتے ہیں۔ اگر وہ کوئی گیت سنتا ہے تو اس میں بھی وہی الفاظ ہوتے ہیں۔ اگر نیٹ پر جاتا ہے، تو اس میں بھی وہی چیز موجود ہے۔ کوئی کب تک خود کو اس بمباری سے بچا سکتا ہے۔ جو اس پر اسطرح سے منصوبہ بندی اور صفائی ستھرائی سے کی جا رہی ہو۔

Marfat.com

وہ اپنے اطراف روزانہ تشدّد، خوُن اور دہشت دیکھتا ہے۔ میڈیا نے بڑی کامیابی سے اس تمام کی ذمہ داری آپ کے دین پر ڈال دی ہے، یعنی دینِ اسلام پر، جہاد پر۔ اور اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل نے یہ سوال کرنا شروع کر دیا ہے کہ "ہمارا دین اتنا پُرتشدّد کیوں ہے؟"

وہ دین جس کے نام کے معنی امن وسکوُن ہے، اب اُس کی تصویر کشی "دہشت اور جھگڑالو" کے رنگ میں کی جارہی ہے۔ اب تو بیشتر لوگوں نے اپنے دین کی تعلیمات پر شک کرنا شروع کر دیا ہے۔ میڈیا نے بھی ضروریات کی ہوس کو بڑھا دیا ہے اور لوگوں کو لالچی اور بدعنوان بنا دیا ہے۔ نئے پُراثر اشتہارات، امیرانہ طرزِ زندگی، باہر جانے کے مواقع (جس سے معیارِ زندگی بڑھے) نے لوگوں کو مکمل طور سے دنیا سے جکڑ کر رکھ دیا ہے۔

اُن کے خیالات، اُن کی "ضُروریات" سے آگے نہیں بڑھتے، اُن کی "خواہشات" سے آگے نہیں بڑھتے، اور اب تو وہ اُن آسائش کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے بوڑھے والدین، اپنے بچّوں، اپنے بیوی اور اپنے وطن کو بھی چھوڑ سکتے ہیں تاکہ وہ اس دلفریب طرزِ زندگی کو حاصل کر سکیں جو میڈیا اُن کے سامنے پیش کرتا رہا ہے۔ وہ اس طرزِ زندگی کو اپنانا پسند

Marfat.com

کرتے ہیں جو یہ کفّار گزار رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے بچّے مغربی قدروں کو اپنائیں تاکہ انہیں زیادہ "ذہین" اور زیادہ "ماڈرن" کہا جائے۔

وہ بولنا، پہننا اور رہنا اُن لوگوں کی طرح چاہتے ہیں جو اسلام کے دشمن رہے ہیں - اور انہیں اُن جیسا بننے میں بڑا فخر ہے۔ دیکھا آپ نے کہ اُن کا میڈیا کتنا کامیاب ہے اور آپ سب کس طرح اُس کا نشانہ بنتے ہیں! ذرا ایک لمحے کے لئے سوچیں تو، کہ آپ نے اپنے ساتھ یہ کیا کیا ہے۔ آپ سب کو ایک بڑا نقصان پہنچا ہے۔ آپ کو اتنا زیادہ نقصان پہنچا ہے کہ اب لگتا ہے کہ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں بچا ہے۔

آپ نے اپنی قدریں کھودیں، اپنے اخلاقیات اور اپنی ثقافت کو کھودیا۔ آپ نے اپنے دین کی سچّی تعلیمات کھودیں۔ اور آپ نے اپنے ایمان کی قوّت کھودی۔ اس پورے عمل کے دوران دراصل آپ اپنی ذات کو کھوچکے ہیں۔ آپ یہ بھول گئے ہیں کہ آپ کون ہیں اور اس دنیا میں آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے کتنا بڑا نقصان اٹھایا اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے!

اے اُمّتِ محمدی! آپ سب کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت سے ہے، اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

کی وہ اُمّت جس (میں شامل ہونے) کی تمنّا اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام نے کی تھی ۔ اُن کی خواہش بس یہ تھی کہ وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی بن سکیں ۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ آپ کتنے خوش نصیب ہیں جو اُمّتِ محمدی میں سے ہیں ، ایک ایسا اعزاز جس کی تمنّا انبیاء اپنے لئے کرتے تھے ۔ لیکن کیا یہ افسوس اور دُکھ کا مقام نہیں کہ آپ سب نے یہ سب بُھلا دیا اور اُن لوگوں کی اندھی تقلید کر رہے ہیں جو چاہتے ہیں کہ آپ کی قوّت ختم ہو جائے ۔ کہ آپ شیطان کے ہاتھوں کٹھ پُتلی بن جائیں ، تاکہ اُس کا دجّالی نظام بغیر کسی رکاوٹ کے قائم ہو جائے ۔

آج کل شیطان بہت خوش ہے ۔ اُس کے منصوبوں پر اُس کی خواہش کے عین مطابق عمل ہو رہا ہے ۔ اُس کی خوشی میں اضافہ اس لئے ہو رہا ہے کیوں کہ اُس کے خلاف مزاحمت کم ہو رہی ہے ۔ آپ سب نے اس کا کام آسان کر دیا ہے ۔ اُسے یہ اُمید نہ تھی کہ آپ سب اُس سے اتنا تعاون کریں گے ۔

آپ سب کے لئے کتنے شرم کی بات ہے اور کتنے افسوس کا مقام ہے ۔ بس ایک بات یاد رکھیں کہ اُمّتِ محمدی ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے ۔ لیکن اگر آپ اس میں پیدا ہوئے ہیں ، تو اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ اُس پہ اپنی خواہش سے قائم بھی

Marfat.com

رہیں گے۔ اگر آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جو کفار کی پیروی کرتے ہیں، جنہیں دُنیا نے اندھا بنا رکھا ہے، تو پھر یہ یقینی بات ہے کہ میدانِ حشر میں آپ اُن کے ساتھی ہوں گے جنہیں آپ زندگی بھر چاہتے رہے ہیں۔

ایسے لوگوں کی تعداد کثیر ہو گی جنہیں محترم اُمّتِ محمدی میں شامل نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اس میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ یہ کام وہ خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیں گے۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے اس بات پر کان نہیں دھرے تھے کہ: یہ ہو گا انعام اُن کی بے توجہی کا اور حماقت کا۔ اور بے شک یہی وہ لوگ ہوں گے، جو اپنا سب کچھ کھو چکے ہوں گے۔

"اللہ ہم سب اُمّتِ محمدی والوں پر رحم فرمائے،
اور ہمیں راہِ حق پر چلائے۔"

آمین

١١٧٥٣٠

Marfat.com

میڈیا اور دجّالی نظام

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے حکم سے سورج ہر روز طلوع ہوتا ہے اور ہر شام غروب ہوتا ہے، اور جس کے امر سے ہر روز ہوا بادلوں کو لاتی ہے اور سمندر میں لہریں اور جھاگ پیدا کرتی ہے۔ وہ سارے جہانوں کا مالک ہے۔

درود و سلام احمد عالیشان، اللہ کے معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کا قلبِ اطہر دنیا کے تمام سونے کے ذخائر سے زیادہ قیمتی ہے اور جن کی آنکھوں میں کائنات کا تمام نُور سمایا ہوا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ کے عاجز عباد پر جو اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ کامل عاجزی اور انکساری میں بسر کرتے ہیں۔

ہم دجّالی نظام کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ یہ کس طرح دُنیا کو متاثر کر رہا ہے۔ "جدیدیت" کی آڑ میں دجّالی سسٹم دلوں سے مذہب کو دھیرے دھیرے نکال رہا ہے۔ یہ عقائد اور اللہ

Marfat.com

پر ایمان کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہے ، اور آج کے انسان میں طلبِ دُنیا کی حرص کو زیادہ سے زیادہ بڑھا رہا ہے ۔ اس نے دُنیا کو اپنی بقا کی جدوجہد میں اس قدر اُلجھائے رکھا ہے کہ اب لوگوں کے پاس اپنے گھر الوں اور بچّوں کے لئے مشکل سے وقت نکلتا ہے ۔ اس طرح حقیقت میں اپنے دین اور ایمان کے لئے بھی وقت نہیں ۔ اُن کے بچّوں کے ذہن کو میڈیا تشکیل دے رہا ہے جو زیادہ تر دنیا کے یہودیوں اور عیسائیوں کے ماتحت ہے ۔

میڈیا نوجوان نسل کے ذہنوں کو تبدیل کرنےکی اپنی مہم کو خوب چلا رہا ہے اور انہیں بے ہودہ پروگراموں میں اُلجھائے رکھا ہے تاکہ وہ کم عمری میں ہی نہ صرف اپنا وقت ضائع کرنا سیکھیں بلکہ غیر اسلامی ثقافت اور عقائد کو بھی جذب کریں ۔

آج اگر آپ کسی دس سالہ بچے سے بات کریں تو آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ اس بچّے کو کیا چیز اثر کر رہی ہے اِس کی زبان سے ہو سکتا ہے کوئی سنسکرت الفاظ آئیں ، یا بازاری الفاظ سُنائی دیں ' یا پھر ایسے الفاظ جو کہہ رہے ہوں " مجھے یہ چاہیئے " اور " مجھے وہ چاہیئے " وہ " سپر اسٹارز " کا ایک چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہو گا ۔ چاہے وہ فلمی اسٹارز ہوں یا اسپورٹس کے ۔

Marfat.com

آپ دیکھیں گے کہ یہ بچہ اُن کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے واقف ہے۔ لیکن اگر آپ اس معصوم بچے سے یہ پوچھیں کہ "بتائیے، کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں تھیں۔ یا خاتونِ جنت (یعنی جنت کی تمام عورتوں کی سردار) کون ہیں؟" تو جواب میں آپ کو اس کے چہرے پر ہوائیں اُڑتی نظر آئے گی۔ وہ بھلا ان چیزوں کے بارے میں کس طرح جانے گا جب کہ اُسے یہ سب سکھایا ہی نہ گیا ہو، یا اُس نے اُن کے بارے میں کبھی سُنا ہی نہ ہو۔ ان بچوں کی پرورش ایک نہایت مختلف طریقے سے کی گئی ہے۔ وہ طریقہ جس میں ذہانت کو دنیاوی موضوعات کے "اے" گریڈ سے ناپا جاتا ہے؛ جن میں اُن کی دلچسپی کا محور ٹیکنالوجی، گیم بوائز اور "PS 3'S" ہیں؛

وہ طریقہ جس میں فیشن، نئی کاریں اور فلمیں اُن کی تفریح کا سامان ہیں۔ ان کی تربیت نہایت ہی مختلف انداز میں ہو رہی ہے۔ اُن کے افکار اور اقدار کی تشکیل اس سے ہو رہی ہے جو وہ ٹی۔وی یا نیٹ پر دیکھ رہے ہیں اور اُن گیتوں سے جو وہ سُن رہے ہیں، اب ان کے افکار تشدّد، فحاشی اور مادّی ضروریات کے گِرد گھومتی ہیں، جو ایک لازمی امر ہے۔

Marfat.com

یہ ہے طریقہ دنیا کے تمام بچّوں کی تربیت کا۔ دجّالی سسٹم نے آج کے نوجوان بچّوں پر توجّہ دے رکھی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہیں ان کے ذہنوں پر کنٹرول حاصل ہو جائے، تو صرف تب ہی وہ ان کے ذریعے کُل دُنیا پر تسلّط پالیں گے۔ دیکھئے شیطان نے کتنی ذہانت سے منصوبہ سازی کر رکھی ہے۔ پہلے اُس نے تمام بالغوں کے دلوں کو زندگی کی تعشّیات کے لئے طمع و لالچ سے بھر دیا، اس نے بالغوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ان ضروریات کے حصول پر صرف کریں۔

اب جب بالغان اپنے لئے دنیا کی خریداری میں اتنے مصروف تھے تو شیطان نے بچّوں کو اپنے شکنجے میں لے کر اُن کے (برین واشنگ) ذہن تبدیل کرنا شروع کر دیئے انہیں ان کے دین اور اقدار سے دُور لے گیا اور انہیں کاہل بنا دیا، لیکن ساتھ ساتھ اُن کی ضروریات اور دُنیاوی خواہشات میں بھی اضافہ کر دیا۔

دنیا کو دلکش رنگوں سے سجا دیا گیا تاکہ ان کی ساری توجّہ ہر وقت اُسی پر مرکوز رہے۔ انہوں نے چھوٹے بچّوں کی دیکھ بھال کا کام والدین سے لے لیا، تو اب نہ صرف بڑوں کے لئے کوئی قواعد نہیں، بلکہ بچّوں کی تربیت بھی بغیر کسی قاعدے قانون کے کی جا رہی ہے اسکا مطلب ہے کہ جس نسل کی آج تربیت کی جا رہی ہے وہ

Marfat.com

دجّال کے شکنجے کا آسان شکار ہو گی۔

اب آئیے زمان کے خاتمے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ پیشن گوئیوں کا جائزہ لیتے ہیں اور اُن کا موازنہ آج کے حالات سے کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک میری اُمّت، سابقہ اُمّتوں کے طور طریقوں کو بالش برابر بالش اور ہاتھ برابر ہاتھ نہ اپنا لے۔" کہا گیا: یا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے فارس اور رُوم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اُن کے علاوہ اور کون لوگ ہیں؟"

ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ: "جب زمانہ قیامت کے قریب ہو گا تو علم اُٹھا لیا جائے گا، فتنے اُٹھ کھڑے ہوں گے، لوگوں کے دلوں میں حرص و بخل بھر دیا جائے گا، اور زبردست خون ریزیاں ہوں گی۔" حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "آپ کے حکمران ایسے لوگ ہوں گے جو آتش پرستوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ قیامت کی ایک اور نشانی زنا کاری اور فحاشی عام ہو جائے گی، جب سود عام ہو جائے گا جب کسی کو اس کی پرواہ نہ ہو گی کہ اُسے پیسے کس طرح مل رہے ہیں، حرام ذریعے سے یا حلال ذریعے سے، جب شراب کو حلال قرار دیا جائے گا"

Marfat.com

اور ہو سکتا ہے کہ اُسے دوسرا نام دیا جائے گا۔ جب لوگ اپنی اُونچی عمارتوں اور محل نما مکانات پر فخر کریں گے۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ جب قدرتی آفات میں اضافہ ہو گا۔ یعنی غمگین کرنے والی آفتیں اور زلزلے، جب وقت سُکڑ جائے گا۔ یعنی جب سال مہینے کے برابر ہو گا، مہینہ ہفتوں کے برابر، ہفتہ دن کے برابر اور دن ایک گھنٹے کے برابر اور ایک گھنٹہ بجھتی ہوئی شمع کے برابر ہو گا۔ جب مارکیٹیں بہت قریب ہو جائیں گی، جب بُوڑھے جوان بننا چاہیں گے، جب اعمال کم ہوں گے اور بُخل و حرص میں اضافہ ہو گا، جب تجارت بڑھے گی اور عورتیں مردوں کے ساتھ ساتھ ہوں گی، جب نیک لوگ گزر جائیں گے اور ان کی تعداد کم ہو جائے گی۔ جبکہ بدلوگوں کی تعداد بڑھ جائے گی'

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین والوں میں سے اپنے اچھے اور شریف لوگوں کو اُٹھا لے، پھر اُس میں کمینے اور بُرے لوگ رہ جائیں گے، جو نہ تو اچھائی کو پہچانیں گے اور نہ مُنکر کا انکار کریں گے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ: "اس اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جو بڑی بڑی آرام دہ زینوں پر سوار ہوں گے، یہاں تک کہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے، اُن کی عورتیں کپڑا پہن کر بھی ننگی

Marfat.com

ہوں گی۔" اس حدیث میں آرام دہ زین ہو سکتا ہے، آج کل کی آرام دہ کاریں ہوں۔ اور کپڑوں کے باوجود "عریانیت" کو دراصل کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

بس باہر جائیے اور دیکھئے کہ آپ کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے۔ وقت کے خاتمے کے دور میں جھوٹ میں بھی اضافہ دیکھنے میں آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "کچھ شیاطین ایسے ہیں جو سمندروں میں قید کئے گئے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں وہاں بند کیا ہوا تھا۔ اُن کے آزاد ہونے کا دور اب قریب ہے کہ وہ باہر آکر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سُنائیں"۔

"قرآن پڑھ کر لوگوں کو سُنائیں" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی چیزیں پڑھیں گے جو قرآن میں موجود نہیں۔ اور وہ یہی کہیں گے کہ یہ قرآن ہے تاکہ وہ ہر ایک کو دھوکا دے سکیں۔ اس وقت لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے جو وہ سُن رہے ہوتے ہیں بلکہ وہ اس (سُنی سُنائی) کو آگے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں گے اور سچے گواہوں سے زیادہ جھوٹے گواہوں کو مانا جائے گا۔

کیا آپ کو اندازہ ہے کہ یہ سب پیش گوئیاں اب کتنی دُرست ہو چُکی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا صحیح فرمایا تھا، آج کل اس دُنیا کی بالکل یہی صورتِ حال ہے۔ ایسا لگتا ہے

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دور کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کی زیادہ تر صُغریٰ علامات کو دنیا دیکھ چکی ہے اور اب وہ کُبریٰ (بڑی) نشانیاں دیکھنے کی منتظر ہے۔ اور بے شک ایک بار جو یہ ظاہر ہونی شروع ہو جائیں تو پھر کوئی بھی وقت کے خاتمے کی رفتار کو کم نہیں کر سکے گا۔

آپ کا یہ دور وہی ساعت کا شَر ہے جب خاتمۂ وقت کے گلے کا ہار توڑ ڈالا گیا تھا۔ اور اس کے دانے بکھرنے شروع ہو گئے تھے۔ اب تو یہ بس چند سالوں کی بات ہے کہ آپ اِن دانوں کو ایک ایک کر کے نیچے تیز تر گرتے ہوئے دیکھنا شروع کریں گے، تیز تر اور تیز تر اپنی پوری قوّت سے۔ یقیناً یہ اب فقط چند سالوں کی بات ہے!

آپ ضرور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ کوئی کس طرح ایسے مشکل وقت میں زندہ رہ سکتا ہے، ایسے وقتوں میں جب کوئی شخص صبح صاحبِ ایمان کی حیثیّت میں اُٹھا اور شام ہوتے ہی وہ اپنے اس نہایت قیمتی اثاثے (یعنی ایمان) سے محروم ہو جائے، اور وہ بھی اس طرح کہ اُسے خبر تک نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ دُنیا نے اس سے پہلے کبھی ایسے مشکل وقت نہیں دیکھے ہوں گے۔ ان وقتوں میں روحانیّت پہلے سے زیادہ عجیب اور نمایاں دکھائی دے گی۔

سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق بہت زیادہ ہوگا لیکن اکثر

Marfat.com

لوگوں کو یہ دکھائی نہیں دیتا ہوگا۔ یہ دراصل ایک ایسا وقت ہے کہ انسان کو چوکنا اور خبردار رہنا چاہیئے۔ یہ وقت ہے اپنے دل اور اپنے نفس کو شیطان کے پنجوں سے محفوظ رکھنے کا۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا۔ اور مسلسل حالتِ دُعا میں اور اللہ کی پناہ میں رہنے کا۔

بے شک یہ تمام بنی آدم کے لئے مشکل ترین وقت ہے لیکن خاص طور سے اُن کے لیئے جن کی نسبت اُن کے اللہ سے ہے۔ اب سب سے اہم ترین سوال یہ ہے کہ ان مشکل وقتوں سے کیسے نکلا جائے، دجّالی قوتوں کا کس طرح مقابلہ کیا جائے اور خود کو اور اپنے بچوں کو کس طرح بچایا جائے؟ ظاہر ہے کہ کوئی بھی اس آگ میں گرنا نہیں چاہے گا، یعنی آگ کی اُس دردناک بھٹی میں، جو وہاں ابلیس اور اس کے ساتھیوں کے لئے موجود ہے۔

سب سے پہلے خود کو اللہ کی اس حفاظتی ڈھال سے سجائیں جو اُس نے اُمتِ محمدی کو عطا کی ہوئی ہے، یعنی سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کی روزانہ تلاوت اور اللہ کے حصار میں جانے کے لیئے "معوذتین" یا (حفاظت کے لئے اللہ کی کسی بھی آیت کا وِرد کرنا) اس کے علاوہ وضو میں رہنے کی کوشش کریں، کیوں کہ وضو سے ایک ایسی مثبت قوت پیدا ہوتی ہے جو بُرے اثرات سے بچاتی ہے۔ اپنی پانچ وقتہ نمازوں کو بھی نظر انداز نہ کریں،

Marfat.com

کیوں کہ یہ نمازیں اللہ سے حفاظت طلب کرنے کی دعا ہے۔

اپنے وقت کو بڑی ذہانت اور احساسِ ذمہ داری سے تقسیم کریں۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ کتنا وقت آپ دنیا کو دے رہے ہیں، کتنا اپنے گھرانے کو اور کتنا اللہ کو دے رہے ہیں۔ دنیا کے لئے آخر اتنی دوڑ دھوپ کیوں؟ اس حرص کی آخری حد آخر کہاں ہے؟ یا کیا اس کی کوئی حد نہیں ہے؟

سادہ زندگی بسر کرنا سیکھیں۔ کم وسائل سے گزارا کرنا سیکھیں۔ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے زندگی کا ڈھنگ سیکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ایک دن آپ کو اچھا کھانے کی توفیق ہوتی ہے تو کہیئے "الحمدللہ" اور کسی دن اگر آپ کو سادہ ترین کھانے کی توفیق ہو تو اس وقت بھی آپ "الحمدللہ" کہیئے۔ اگر اللہ آپ کو کثیر دولت عطا کر دے، تو تب بھی سادگی قائم رکھیئے، کیوں کہ اللہ کو یہی پسند ہے۔ سادہ پہنیئے سادہ کھائیے، اور سادہ رہیئے اور کم کے ساتھ گزارا کرنا سیکھئے۔

کبھی کبھی غریبوں کے گھر جایا کریں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح رہتے ہیں، کیا کھاتے ہیں۔ اور اس کے باوجود کس طرح کئی لوگوں سے زیادہ خوش ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ حرص و طمع شیطان کے نہایت طاقت ور ہتھیار ہیں۔ اس سے دل کی دوسری بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اس سے ہر اس چیز پر غیر اطمینانی محسوس ہوگی جو

Marfat.com

آپ کرتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھئے کہ حرص اور طمع فوری غربت کا باعث ہیں، کیوں کہ لالچی شخص کے پاس چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو، لیکن وہ پھر بھی زیادہ کی تمنا کرے گا۔ بدقسمتی سے یہی صورتِ حال آپ سب کے ساتھ ہے۔

کبھی نہ ختم ہونے والی حرص کے لئے زیادہ سے زیادہ چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنی زندگیاں اتنی مشکل اور اتنی مصروف بنا رکھی ہیں۔ اب آپ کے پاس خود اپنے لئے وقت نہیں ہے، محض اس لئے کہ آپ اپنے وقت کو روپے یا ڈالرز سے ناپتے ہیں۔ آپ کا ایک گھنٹہ ہزاروں روپے کے برابر ہے۔ تو پھر کیوں نہ رات دن کام کر کے اُسے حاصل کیا جائے۔

آپ سب اُمتِ محمدی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اُمت ہیں۔ آپ یہ کیوں بھول گئے ہیں کہ وہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کی طرح ایک انسان تھے اور آپؐ کی بھی گھریلو ذمہ داریاں تھیں۔ آپ لوگوں میں سے ایسے کتنے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح رہ سکتے ہیں، جب آپؐ کے کئی کئی روز بغیر ایک لقمہ کھائے گزر جاتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دن اور راتیں دو کپڑوں میں گزارتے تھے، جب آپؐ کا بستر درخت کے پتّوں یا کھجور کی چھال سے

Marfat.com

بُنا ہوتا تھا؛ اگر آپ اس طرح نہیں رہ سکتے، تو کم از کم سادگی سے تو رہنے کی کوشش کریں تھوڑے پر اکتفا کریں اور ہمیشہ اپنے اللہ کا شکر ادا کرنے والے بندے بنیں۔

سادگی آپ کی زندگی میں نہ صرف اطمینان لائے گی، بلکہ آپ کے پاس اپنے گھرانے اور خاص طور سے آپ کے بچّوں کے لئے بھی وقت ہوگا۔ شیطان آپ کے بچّوں پر ضرورت سے زیادہ محنت سے کام کرتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ آج کے یہ بچّے کل کے بالغ ہوں گے۔ اس کا کام آسان کر دیا گیا ہے بچّوں پر توجہ نہ دے کر۔ اس نے اس کی بڑی دانائی سے منصوبہ بندی کی ہے۔ پہلے اس نے والدین کے دلوں میں دُنیا کی لالچ اور طمع ڈال دی۔ پھر اس نے سودی نظام کا اجراء کیا، یعنی سرمایہ دارانہ نظام، جس میں امیر امیر تر، اور غریب غریب تر بنتا ہے۔ چاہے کوئی کمانے کے لئے کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے اُسے اپنا جائز حصّہ نہیں ملتا۔

اُس نے والدین کو پیسے کمانے پر لگا دیا۔ پہلے تو یہ صرف باپ تھا، مگر اب گھرانے کے اکثر بالغان کو کمانا پڑتا ہے، اور وہ بھی فقط ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے۔ اس تمام منظر نامے نے بچّوں کو بغیر نگران کے چھوڑ دیا۔ اگر آپ سب اپنے طرزِ زندگی کو

Marfat.com

تبدیل کر کے سادہ بناتے ہیں تو آپ اپنے وقت کا ایک بڑا حصّہ اپنے بچّوں کو دے سکیں گے پھر آپ انہیں کم عمری سے ہی ادب کی قدر سکھائیں کہ کس طرح بڑوں کی عزّت کی جائے، اور کس طرح دوسروں کا احترام کیا جائے۔ انہیں صحیح طریقے سے گفتگو کا انداز سکھائیں کہ اس کا باادب طریقہ کیا ہے۔

انہیں اپنے سچے دین کی تعلیم دیں۔ انہیں دیانت، سچّائی اور حیا سکھائیں۔ انہیں وقت کی قدر سکھائیں، انہیں نظام الاوقات بنانا سکھائیں۔ اور انہیں سکھائیے کہ وہ کس طرح اپنے پڑھنے اور کھیلنے کے اوقات کو تقسیم کریں۔ انہیں صحت مند انسان بنائیے، اس کی نگرانی کیجئے کہ وہ کیا کھاتے، کیا پڑھتے، کون سے پروگرامز دیکھتے اور وہ کن کن سے ملتے ہیں۔

اپنے بچّے کے ساتھ قربت کا ایک رشتہ قائم کیجئے، اور اس کے لئے کچھ وقت نکالئے جسے آپ "معیاری وقت" کہہ سکتے ہیں، جس کے دوران آپ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پڑھ کر سُنا سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح زندگی بسر کرتے تھے، آپ کے صحابہ کیسے تھے اور آپ کا گھرانہ کیسا تھا۔ اس کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کی باتیں بھی بتائیے تاکہ وہ ان کے ہیرو بنیں۔

Marfat.com

اپنے بچّوں کو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنا سکھائیے تاکہ وہ کم عمری میں ہی راہِ طریقت سے آشنا ہو جائیں۔ آپ کے بچّے ننھے پودے ہیں، صرف آپ کی محبّت اور توجّہ ہی انہیں بڑھنے اور تناور درخت بنائے گی۔ یہ بچّے اُمّتِ محمدی کی تلواریں ہیں، جو آپ سب کو امانت کے طور پر سپرد کی گئی ہیں۔ یاد رکھئے کہ آپ کا دشمن اگلے موڑ پر کھڑا ہے اور چند سال ہی میں وہ کھُل کر سامنے آئے گا، اور پھر اس کی طاقت اتنی زیادہ ہو گی کہ صرف چند ہی لوگ اس کا مقابلہ کر سکیں گے، اور یہ چند لوگ آپ میں سے وہ ہوں گے جو آج چوکنّے اور خبردار ہیں اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں، جو باآسانی دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا کس طرف جا رہی ہے بے شک دنیا اپنے خاتمے کی جانب بڑھ رہی ہے۔

بس اپنے اللہ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسّی کو مضبوطی سے تھامئے اور پھر ایسا کوئی نہیں ہو گا جو کبھی آپ کو ہاتھ لگا سکے گا۔ اللہ اپنے بے پناہ کرم سے ہمیں سیدھی راہ پر چلائے۔

آمین!

Marfat.com

سیّدنا مُعینُ الدّین حسن حضرت خواجہ غریبؒ نواز چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو مالک الملک ہے، جس نے ہر اِک چیز تخلیق کی ہے، اور بے شک ان تمام مخلوقات کو "نُورِ محمدی" سے پیدا کیا گیا ہے، وہ نُور" جو اللہ تعالیٰ کی اوّلین تخلیق تھی۔

درود وسلام ہو گنجینۂ رحمت پر، عرش کے دُولہا اور اللہ کے خوبصورت تحفے پر۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب العظیم کے حُسن و جمال کے سراپا ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، اولیاء کے دوستوں کے لئے، کیوں کہ یہ دوستی یقیناً وہ بہترین دوستی ہے جس کی تمنّا کوئی بھی شخص کر سکتا ہے۔

یہ کیسی خوبصورت مہک اور ہوش رُبا خوشبو ہے جو اجمیر نگر سے آرہی ہے، باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نگری سے آرہی ہے، کوچۂ عشق و ناز سے آرہی ہے۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے مسکن سے آرہی ہے اور جو حضرت معین الدّین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے

Marfat.com

گلشن سے آرہی ہے۔

ولی، اللہ کا دوست ہوتا ہے، اس کا رازدان اور حبیب ہوتا ہے اس کا چناؤ خود ہی اللہ کرتا ہے اور خالص اللہ کے کام کے لئے۔ یہی ہے ولی کا مشن کہ وہ ہر ایک کا ہاتھ پکڑے اور اُسے اپنے اللہ تک لے جائے، اُسے سیدھا راستہ دکھائے۔ ولی، اولیاء ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں، اُن میں سے کچھ ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ پوشیدہ چاہے اُن کا مرتبہ و مقام کچھ بھی ہو، اُن کا مقصد و مراد ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے، یعنی اُمتِ محمدی کے لئے دُعا کرنا اور اُس کے لئے کام کرنا۔ اُسی کے ذریعے وہ اپنے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

ولی کا دل بہت بڑا ہوتا ہے جو دنیا کے ہر ظلم وستم کو سہہ لیتا ہے۔ دل پر ولی کی خاص توجہ ہوتی ہے۔ یہی وہ خاص کام ہے جو اُسے کرنا ہوتا ہے۔ یعنی اُسے دلوں کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے اور ان کی رگڑائی اور صفائی کرنا ہوتی ہے تاکہ اُن پر لگی اس دُنیا کی آلائش کو دُور کیا جاسکے۔ ولی دنیا کے لوگوں کے سب چھوٹے بڑے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دردِ دل اُن کے چہروں سے ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کا درد جذب کر لیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اس درد کو شدّت سے محسوس کرتے ہیں۔

Marfat.com

وہ دوسروں کے آنسو پونچھتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے دل ہمیشہ اشکوں سے بھرے رہتے ہیں، لیکن ان کے چہرے اس کو ظاہر نہیں کرتے ۔ اُن کا خاص درد اُمت کی غفلت کا غم ہے ۔ یعنی اُمت نے کتنی آسانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے دل خون کے آنسو روتے ہیں، لیکن پھر بھی اُن کے چہروں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ہوتی ہے اور یہ مسکان ہر ایک کے لئے ہے ۔ یہ ہے جو ایک ولی بانٹتا ہے، یعنی محبت، شفقت اور خوشی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہر ایک دل پر کڑی نظر بھی رکھتا ہے۔

وہ بڑی خاموشی سے دلوں میں اُگنے والی غیر ضروری گھاس پھونس کو اُکھاڑتا ہے ۔ ایسے ہوتے ہیں اللہ کے دوست ۔ ذاتِ ھُو میں گُم ہونے کے باوجود ہر ایک کے دل پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ۔ ہر وقت دلوں کی رگڑائی، صفائی اور راہنمائی میں مصروف ہوتے ہیں ۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی تھے آپ شیخ الشایانِ طریقت، حقیقتِ اصل و اصول، حاملِ اسرارِ الٰہی، انبیاء المرسلین کے وارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تھے ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بادشاہِ اہلِ اسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "جس شخص میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں، وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔ ایک دریا جیسی سخاوت پھر آفتاب جیسی شفقت اور زمین کے مانند تواضع۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "جس نے کوئی نعمت پائی، تو یہ سخاوت کے ذریعے سے پائی، اور اگر ماضی کے لوگوں کو تعظیم اور کرامت ملی تو وہ باطن کی صفائی سے ملی"۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ "اگر آپ اپنے اللہ کو جاننا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ آپ مخلوق سے دُور رہیں۔ اور معرفت میں ہر وقت خاموشی اختیار کریں"۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "جب میں ان مادی رشتوں سے نکل جاتا ہوں تو مجھے عاشق، معشوق اور عشق ایک ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم توحید میں یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔"

کہا جاتا ہے کہ حاجی، طوافِ کعبہ کرتے ہیں مگر عارف عرشِ حجاز کے گرد طواف کرتے ہیں اور علاقائے الٰہی کی تمنا کرتے ہیں۔ یہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "مرید" "فقیر" کے نام کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب وہ اس دُنیائے فانی میں ہوتے ہوئے دولتِ بقاء سے مالا مال ہوتا ہے۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا: "ایک مرید ثبات و استقلال کب حاصل کرتا ہے؟" تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "جب فرشتۂ کامل اس کے نامۂ اعمال میں ۲۰ سال تک کوئی گناہ نہ لکھے" یہ بندہ نواز، یعنی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ ۵۲۷ھ ہجری میں ماہِ رجب میں قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے۔ جو خراسان، سیستان میں واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ غیاث الدین اور والدہ محترمہ کا نام بی بی ماہ نُور تھا۔ یہ دونوں اپنی پاکبازی اور پارسائی کی وجہ سے مشہور تھے۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کا کہنا ہے کہ: "جب معین الدین حسن (رحمتہ اللہ علیہ) میرے شکم میں تھے، تو مجھے عجیب عجیب خواب آتے تھے، اور گھر میں خیر و برکت کا دور دورہ تھا، اور میرے دشمن میرے دوست بن گئے تھے" انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کے جسم میں رُوح ڈالی تو ہر رات مجھے محسوس ہوتا کہ کوئی میرے شکم میں کلمۂ طیّبہ کا ورد کر رہا ہے، اور آدھی رات کے بعد مجھے وہاں سے تسبیح و تہلیل کی آوازیں سُنائی دیتی تھیں۔

اُس صبح جب اُن کی ولادت ہوئی تو ایک خوبصورت نُور نے پورے گھر کو اپنے حلقے میں لے لیا اور میں بے شمار نُورانی

Marfat.com

چہروں کو اپنے اِردگرد دیکھ رہی تھی پھر جب میں نے نومولود کی طرف دیکھا تو اُسے سجدے کی حالت میں پایا۔" والدہ نے پھر اُسے اُٹھایا، اور اپنی باہنوں میں تھاما۔ انہوں نے پھر کئی نُورانی چہروں کو وہاں دیکھا، جن کے لباس سے نہایت دلکش خوشبو آرہی تھی۔ اُس وقت اُن میں سے ایک نے اُن سے مخاطب ہو کے فرمایا: "اے خاتون! مُبارک ہو۔ آج تیرے گھر میں معین الدین (رحمتہ اللہ علیہ) کی ولادت ہوئی ہے۔ ہم لوگ اِس زمانے کے اقطاب و ابدال ہیں جو تجھے مبارکباد دینے کے لئے آئے ہیں۔"

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بچپن بھی بالکل غیر معمولی تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کبھی بھی بچپن کے فضول کھیل کُود میں حصّہ نہیں لیتے تھے، اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ جب کوئی دوسرا بچہ اپنی ماں کے ساتھ گھر میں آتا اور جب وہ بچہ دُودھ پینے کے لئے روتا تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ کی طرف اس طرح اشارہ کرتے گویا کہہ رہے ہوں کہ کیا وہ اس بچّے کو کچھ دُودھ پلا سکتی ہیں۔ کیا شان ہے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کہ اپنے پالنے میں بھی اپنے وقت کے غریب نواز تھے۔

ایک بار جب آپ ابھی بچّے تھے، تو عید کے دن آپ نے ایک خوبصورت جوڑا زیب تن کیا اور نماز پڑھنے گئے۔ عید گاہ کی طرف

Marfat.com

جاتے ہوئے آپ کو ایک نوجوان فقیر نظر آیا جو آنکھوں سے اندھا اور بہت غریب تھا۔ نوجوان ولی کا دل پسیج گیا، اور محبت میں آ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کپڑوں کے بدلے اُس کے پھٹے ہوئے کپڑے پہن لئے۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کس طرح روحانیت کی دُنیا تک پہنچے، یہ بھی ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ آپؒ ابھی کم عمر ہی تھے کہ آپؒ کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ آپؒ کو وراثت میں انگور کا ایک باغ اور ایک پن چکّی ملی۔ ایک روز آپؒ اپنے باغ میں تھے کہ وہاں سے ایک بزرگ حضرت ابراھیم قندوزی رحمتہ اللہ کا گزر ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی عاجزی اور ادب سے اُن کی خدمت میں کچھ انگور پیش کئے جو اس بزرگ نے قبول کئے۔

پھر حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جھولی سے ایک ''کھلی'' نکالی، اس کا ایک ٹکڑا اپنے دانتوں سے چبایا اور وہ نوجوان ولی کو دے دیا۔ جیسے ہی خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے وہ نوالہ اپنے منہ میں ڈالا، آپ کی دُنیا بدل گئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سینہ انوار و تجلّیات سے بھر گیا جس کے باعث آپؒ نے اپنا سارا اثاثہ بیچ ڈالا اور رقم غریبوں میں تقسیم کی اور خود راہِ حق کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہ ۵۴۲ ہجری کا سال تھا۔ اور

Marfat.com

آپ کی عمر پندرہ برس کی تھی ۔ اس سفر کے دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تپتے ہوئے صحرا اور خطرناک راہیں عبور کیں ۔ جہاں کہیں رات پڑتی آپ رحمتہ اللہ علیہ وہیں راستے پر سو جاتے ، اور پھر صبح کو اپنا سفر جاری رکھتے ۔

اس طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ سمرقند جا پہنچے ، جہاں آپ کو تمام علوم ظاہری مولانا اشرف الدین سے حاصل کرنے کا موقع ملا ۔ وہاں سے آپ رحمتہ اللہ علیہ بخارا تشریف لے گئے جہاں آپؒ مولانا حشم الدّین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے یہ ۵۵۸ ہجری کا سال تھا ۔ جب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ، اپنے مرشدِ کامل حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے ملے ، جنہوں نے ایک ہی نگاہ میں اس نوجوان کی جبین پر نُورِ ولایت کو بھانپ لیا ۔ چنانچہ حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے آپؒ کو فورًا اپنے حلقۂ ارادت میں لے لیا ۔ یہ آپؒ کے مُرشد کا فیضِ کامل تھا ، کہ ایک لمحہ میں ہی آپؒ نے ۱۸۰۰۰ عالمین کی سیر کر لی ، یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو مرتبۂ کامل تک پہنچنے میں صرف چند ثانیے لگے ۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کی خدمت میں ۲۰ سال تک رہے ، اور اُس تمام عرصے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سخت مشکل مجاہدات اور ریاضیات سے گزرے ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

مسلسل سات دنوں تک روزہ رکھتے تھے اور آٹھویں دن آپ ایک ۵ مثقال (اکائی) وزن کے آٹے کی ایک ٹکیہ کو پانی میں بھگو کے روزہ افطار فرماتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے تن مبارک (جسم) پر صرف ایک کپڑا ہوا کرتا تھا جس پر پیوند لگے رہتے تھے۔ یہ آپؒ کی سخت محنت اور مرشد کے لئے جذبۂ ایثار تھا۔ جس کے باعث مرشد (حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ) کو فرمانا پڑا کہ: "معین الدین اللہ کے محبوب ہیں اور مجھے ان کا مرشد ہونے پر فخر ہے۔"

جب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مجاہدہ اور روحانی تربیت مکمل ہوئی تو آپؒ کے مرشد آپ کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے گئے۔ وہاں دونوں نے حرمین شریف کے درمیان ایک مسجد میں اعتکاف کیا۔ یہی وہ موقع تھا جب حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "اے میرے مولیٰ کریم! میرے معین الدین کو قبول فرما۔" اچانک غیب سے ایک آواز آئی کہ: "معین الدین ہمارا دوست ہے، ہم نے اسے قبول کیا ہے اور اعزاز بخشا ہے۔"

اسی طرح حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مدینہ شریف پہنچے، یہاں نوجوان ولی عشاء کے بعد مسلسل درود و صلوٰۃ پڑھتے رہے۔ ایک بار آپؒ کی آنکھیں نیند سے

Marfat.com

بند ہو گئیں، اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی جس میں آپؐ نے فرمایا: ”اے معین الدین! ہم نے اللہ کے حکم سے تم کو ”سلطان الہند“ بنا لیا ہے، جاؤ اور اجمیر کو اپنا مسکن بناؤ۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انار دیا اور عالم رؤیہ میں ہی ہندوستان لے گئے۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کے مرشدِ کامل یہ جان کر بہت خوش ہوئے کہ ان کے مُرید کو کتنے بڑے خزانے سے نوازا گیا تھا۔ اس طرح سے حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمتہ اللہ علیہ اس حکم کی تعمیل میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خواجہ صاحبؒ راستے میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ٹھہرے اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت کا فیض اٹھایا تھا۔

سال ۵۸۷ھ ہجری میں سلطان الہند رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے، اور پھر کبھی کسی دوسری جگہ نہیں گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آمد ایک عظیم روحانی اور سماجی انقلاب کی علامت تھی۔ اور یہ سب فقط چند سالوں میں صحیح ثابت ہوا۔ (اُس وقت) اقتدار کی اعلیٰ ترین قوت ہندو راجاؤں کے ہاتھ میں تھی، جو نہایت باغیانہ رَوِش کے تھے، اور اپنے ذات پات کے نظام پر فخر کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

اس نظام نے عام آدمی کو کم ترین درجے تک گرا دیا تھا، اور چاہے وہ کتنی ہی محنت کیوں نہ کرتے، ان نیچی ذات کے شودروں کے نہ کوئی حقوق تھے اور نہ اُن کی اپنی کوئی زندگی تھی، ہر طرف کُفر اور شرک تھا۔ تمام طاقت وروں کی پُوجا ہوتی تھی۔ اور پوجا میں انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہ تھا۔ حتیٰ کہ پتھر، درخت، سانپ اور گائے کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ اور اِن حالات میں نیچی ذات والوں کی زندگیاں جہنّم سے کم نہ تھیں۔

اگر کوئی نیچی ذات والا غلطی سے کسی برہمن کے آگے سے گزر جاتا، تو ایک گرم لوہے سے اُس کی پیشانی کو داغا جاتا تھا، اُن کی زندگیوں کی کوئی قدر نہ تھی، حتیٰ کہ اُن کی عورتوں کو وہ اپنے جھوٹے خُداؤں یعنی دیوتاؤں پر قربان کیا کرتے تھے، یہ ہندو بے حیائی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ یہی وہ دور تھا جب سلطان الہند، ہندوستان تشریف لے آئے۔ پہلے آپؒ لاہور پہنچے جہاں آپؒ نے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ مُبارک پر حاضری دی۔ یہاں آپؒ نے چلّہ کاٹا اور پھر وہاں سے آپ رحمتہ اللہ علیہ اجمیر کے لئے روانہ ہوئے۔

ان درویشوں کی آمد پر ہندو سخت پریشان تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کے پاس کس قسم کی قُوّت تھی۔ وہ شہاب الدین غوری کا تراوڑی کی جنگ میں مقابلہ کر چُکے تھے، جس میں ہندوؤں

Marfat.com

نے اُسے شکست دی تھی۔ اس کے باوجود وہ درویشوں کے اس چھوٹے سے گروہ سے سخت بے چینی محسوس کر رہے تھے، خاص طور سے پانی پت کے قریب سامانہ کے رہنے والے ہندو۔

انہوں نے مسلمانوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا، لیکن اللہ کی نصرت سے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اس ناپاک منصوبے کا علم ہو گیا۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مٹھی بھر خاک لے کر اُس پر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اُسے ہندوؤں کی جانب پھینکا۔ اسی وقت گرد و غبار کا ایک طوفان اُٹھا اور اُن سب کو چھپا لیا۔ جب گرد و غبار کا یہ دبیز پردہ اُٹھا تو تب تک حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور اُن کے چالیس ساتھی درویش اُس مقام سے نکل چکے تھے۔ سامانہ سے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور ایک بار پھر آپ کو ہندوؤں کی نفرت کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک مرتبہ ایک مقامی نوجوان ہندو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں داخل ہوا جس نے اپنی آستین میں ایک خنجر چھپا رکھا تھا۔ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اُسی وقت اس کا علم ہو گیا اور اُس نوجوان سے فرمانے لگے: "آپ پس و پیش کیوں کر رہے ہیں، آپ اپنا کام کیوں انجام نہیں دیتے؟" نوجوان خواجہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے اس قدر حیرت زدہ ہوا کہ اسی وقت گھٹنوں کے بل گرا، معافی طلب کی اور بعد ازاں اسلام قبول کیا۔ سال ۵۸۷ھ ہجری میں راجہ پرتھوی راج اور اُس کے ساتھی ہندو اپنے باغیانہ رویے میں حد سے بڑھ گئے، کیوں کہ انہوں نے شہاب الدین غوری پر فتح پائی تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ درویشوں کا یہ گروہ لاعلمی میں زمین کے ایک وسیع رقبے پر آکر رہنے لگا تھا، جو راجہ کے اُونٹوں کے لیے چراہ گاہ تھی۔ راجہ کے ملازمین نے سختی سے انہیں روکا، لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میدان وسیع ہے اور وہ اس کے صرف ایک کنارے کے چھوٹے سے حصے پر قابض ہیں۔ جب یہ احتجاج راجہ کے ملازموں کی گالم گلوچ تک جا پہنچا، تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "بہت خوب، اگر یہ جگہ نہیں تو کوئی دوسری جگہ سہی چلیں راجہ کے اونٹوں کو یہیں بیٹھنے دیں۔"

راجہ کے ملازمین کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ بیٹھے ہوئے اُونٹ دوبارہ اُٹھ نہ سکے۔ پھر جب راجہ کے لوگوں نے معافی مانگی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "آئندہ کسی کا دل نہ دکھانا، تمہارے اُونٹ اب اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔" جب یہ الفاظ کہے جا رہے تھے، تو اُسی وقت

Marfat.com

اُونٹ کھڑے ہو گئے۔

راجہ کے ملازمین کو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات اور طاقت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اسی طرح ایک بار خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اناساگر ندی سے وضو کے لئے پانی لینے سے روک دیا گیا۔ یہ قدم درویشوں سے دشمنی کی وجہ سے اٹھایا گیا تھا، کیوں کہ راجہ کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ لوگ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اس طرح جا رہے ہیں جیسے کہ کوئی مقناطیس انہیں کھینچ رہا ہو اور وہ بڑی تیزی سے مسلمان ہو رہے ہیں۔

راجہ کے خاص لوگوں میں ایک رام دیو نامی شخص بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ تو اس طرح جب راجہ کے سپاہیوں نے درویشوں میں سے ایک سے کہا کہ وہ وضو کے لئے پانی نہیں بھر سکتے" تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ: "جاؤ اس برتن میں پانی بھر کر لاؤ، مگر اس دفعہ پانی سے کہو کہ تمہیں خواجہ نے بلایا ہے"۔ درویش نے وہی کیا جس کا حکم ہوا تھا۔ راجہ کے سپاہیوں کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی جب ندی کا سارا پانی اس چھوٹے سے برتن میں سمٹ آیا اور ندی خشک ہو گئی۔ جب راجہ کو اس کا علم ہوا تو وہ بذاتِ خود ولی سے معافی مانگنے حاضر ہوا، کیوں کہ اُسے اس بات کی تشویش تھی کہ اگر گردونواح کے لوگوں کو اس کرامت کا پتہ لگ گیا"

Marfat.com

تو پھر انہیں اسلام کے دائرے میں جانے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔
اگرچہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ راجہ کے دل کا حال جانتے تھے ، لیکن تاہم آپ رحمتہ اللہ علیہ نے درویش سے فرمایا کہ برتن کا پانی واپس لے جا کے دریا میں ڈال دو۔ اتنا کہنے کی دیر تھی کہ دریا کا پانی پھر سے بہنا شروع ہوا۔

اب راجہ نے اپنے بہترین جادوگر جے پال جوگی کو بلایا اور کہا کہ وہ اپنے جادو کے زور سے اس ولی کی طاقت کو ختم کر دے۔ جے پال کو اپنی جادوئی طاقتوں پر بڑا ناز تھا اور وہ اس ولی کے سامنے اس شان سے آیا کہ وہ ہرن کی ایک اڑتی ہوئی کھال پر سوار تھا۔ اس کے ساتھی مختلف جانوروں پر سوار تھے اور سب کے ہاتھوں میں آگ اگلتے ہوئے سانپ تھے۔ مجمع میں موجود سب لوگ یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہوئے مگر خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس سے بے نیاز اپنی نماز پڑھنے میں مصروف رہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ اٹھے اور مٹھی بھر مٹی اٹھا کر ان جادوگروں کی طرف پھینک دی ، جو حیرت سے اپنے جادو کو لمحوں میں بے اثر ہوتے ہوئے دیکھنے لگے۔ اب شیر نہیں تھا ، ہرن کی اڑتی ہوئی کھال نہ تھی اور نہ ہی آگ اگلتے سانپ تھے۔ سب کچھ لمحوں میں ختم ہو گیا۔ جے پال جس پر ابھی تکبر غالب تھا ، وہ آگے بڑھا اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ :

Marfat.com

"میں اُڑ سکتا ہوں، آپ کیا کر سکتے ہیں"؟ اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "پہلے تم وہ کرو جو تم کر سکتے ہو"۔ یہ سُن کر جوگی نے چھلانگ لگائی اور آسمان پر پہنچا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کی طرف اشارہ کیا اور وہ اُڑنے لگے، اور چند ہی لمحوں میں لوگوں نے دیکھا کہ جے پال تیزی سے نیچے آرہا ہے، اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے (کھڑاؤں) چپلیں اس کے سر پر ضربیں لگا رہی ہیں۔ اس کے بعد کا عجب نظارہ یہ تھا کہ جے پال کا سر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں تھا، اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی طلب کر رہا تھا اور اُسے اپنے حلقۂ ارادت میں لینے کی درخواست کر رہا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام عبداللہ بیابان رکھا۔ اور پھر اس نے اپنی باقی زندگی اُن لوگوں کو راہ دکھائی جو ویرانوں میں اپنی راہ کھو چکے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شہاب الدین غوری، جس نے راجہ کے ہاتھوں سے شکست کھائی تھی، اس نے خواب میں ایک نورانی بزرگ کو دیکھا جو فرما رہے تھے کہ "اٹھو اور دوبارہ لڑو"۔ اس سے بادشاہ کو ترغیب ملی اور پھر تراوڑی کی دوسری جنگ راجہ پرتھوی راج کی سلطنت کی قبر میں آخری اینٹ ثابت ہوئی۔

Marfat.com

فتح کے بعد جب سُلطان اجمیر پہنچا تو وہاں اُس کی پہلی بار خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی ۔ اور اُسے معلوم ہوا کہ خواب میں دکھائی دینے والے نُورانی بزرگ کون تھے ۔ یہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے ہندوستان میں پہلی مسلم حکومت کی ابتدا کروائی تھی ۔ اللہ کے اپنے ہی نرالے طور طریقے ہیں ۔ کیا یہ کہتے نہیں سُنا ہے کہ "تم تو اے اللہ سلطنت کے مالک، تُو نے سلطنت دے دی جس کو چاہے اور چھین لی جس سے چاہے، اور عزت دے دی جس کو چاہے اور ذلیل کر دیا جس کو چاہے ۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے ۔"

بے حد سلام ہو سب اولیاء کو، بے حد سلام ہو
حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو جو راہِ حق کے
سدا تابندہ آفتاب ہیں ۔

آمین !

Marfat.com

۱۷ر جون ۲۰۱۱ء (۱۷۴)

غصّے کے نقصان

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے بنی آدم کے ہاتھ میں قلم تھمادی، اور بے شک یہ قلم اس دُنیا میں سب سے زیادہ طاقتور چیز ہے، لیکن بہترین قلم وہ ہے جو باطل اور جھوٹ کے خلاف حرکت میں آتا ہے اور دوسروں کے آگے مرعوب نہیں ہوتا۔

درُود وسلام اللہ کے اُمّی نبی پر جنہوں نے دنیا کو پڑھنا، لکھنا سکھایا، اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دوجہاں میں بہترین معلّم ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی ہو اُن پر جو صبر اور تحمّل کی قدر جانتے ہیں اور اپنی زندگیاں اسی کے مطابق بسر کرتے ہیں۔

غصّہ ایک قدرتی جذبہ ہے، اور جب آپ کوئی غلط چیز ہوتے دیکھتے ہیں تو غصّہ آپ کے دل میں پیدا ہوتا ہے تاکہ آپ اس ناانصافی کو روک سکیں۔ اگر غصّہ پیدا نہ ہو تو، جہاد کا جذبہ پیدا نہ ہو اور کوئی بھی

Marfat.com

ظلم یا جبر کے خلاف نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ تو اس طرح غصّہ ایک حساب سے ایک منفی جذبہ نہیں ہے۔

دراصل منفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب غصّے کو بے قابو چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ زبان پر مسلّط ہونا شروع کرتا ہے، کئی بار ہم نے زبان کی تیزی کے بارے میں بات کی ہے۔ اور اگر یہی زبان غصّے کے کنٹرول میں چلی جائے تو یہ "دو دھاری تلوار" بن جاتی ہے، جو اپنے آگے آنے والے کسی بھی شخص کو کاٹ سکتی یا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ تو اس لئے اپنی زبان کو قابو میں رکھیں، پھر اس تلوار کی تیزی نہ دوسروں کو تکلیف پہنچائے گی اور نہ آپ کو۔ یہ تلوار خود آپ کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے، کیوں کہ جوش کے ان لمحات میں آپ کے جو جی میں آئے گا، کر گزریں گے، لیکن کچھ دیر بعد آپ کو اپنے کہے یا کئے پر پشیمانی ہو سکتی ہے۔

آیئے یہ مثال لیتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک بچہ بے خیالی میں کیچڑ میں لت پت اوطاق (ڈرائنگ روم) میں گھس آتا ہے، تاکہ اپنی ماں کو مٹّی کا وہ جانور دکھا سکے جو اُس نے بنایا ہے۔ جوش کے اس عالم میں وہ صفائی کے تمام اصول بھول جاتا ہے۔ لیکن جونہی ماں کی نظر اس کے گندے پیروں پر پڑ جاتی ہے تو، وہ چلّانے اور بچّے کو کوسنا شروع کرتی ہے بچّے کی اس غلطی پر۔

Marfat.com

اب آیندہ یہ بچہ جب بھی اپنی کسی تخلیق پر خوشی محسوس کرے گا، تو وہ اپنی ماں کے پاس آ تو سکتا ہے لیکن ہچکچاتے اور بلا کسی جذبے کے۔ وہ بچہ اپنی ماں کی اُس ڈانٹ پلانے والی آواز کو کبھی نہیں بھولتا جو اُس کی ماں نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ اس کے برعکس ایک قابو کردہ غصہ اور قابو کردہ آواز بچے کو بہتر طریقے سے نظم و ضبط کا پیغام دے سکتی ہے۔ مزید یہ کہ اس سے نہ تو بچے کی عزتِ نفس مجروح ہوگی اور نہ اس کے جذبے میں کمی آئے گی۔ یہ آپ کے دور کا ایک بڑا مسئلہ ہے، یعنی لوگوں میں اپنی محرومیاں دوسروں پر ڈالنے کا رجحان ہے۔ وہ اپنی ملازمت، اپنی صحت یا دوسرے معاملات کے بارے میں فکرمند ہیں۔ یہ ان کی زندگی کی کوئی بھی ناخوشی ہو سکتی ہے۔ اگر انہیں ذرا سا بھی موقع دیں تو وہ اُن تمام ناخوشیوں کا اظہار دوسروں پر چیخنے یا گالی دینے سے کریں گے۔ یہ زبانی گالی گلوچ ہو سکتی ہے یا قطع تعلق بھی ہو سکتا ہے، یعنی ان لوگوں کی صحبت سے دُوری جن کو وہ پسند نہ کرتے ہوں۔"

غصہ کسی شخص کو شیطانی گرداب (بھنور) میں الجھا سکتا ہے۔ وہ کسی چیز پر اگر ناخوش ہے تو وہ اس کا غصہ کسی دوسرے پر نکالتا ہے، اُسے وقتی سکون تو مل سکتا ہے، لیکن اس کے

Marfat.com

نتیجے میں اُسے نظر آئے گا کہ لوگ اس کے غصّے کی وجہ سے اُس سے دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سے مزید محرومیاں جنم لیں گی اور مزید گرم مزاجی کے مسائل پیدا ہوں گے۔

اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح شیطان اپنی چالاکی سے آپ میں سے کسی کو بھی ایک ناخوش اور ناپسندیدہ شخص بناتا ہے۔ کس طرح وہ آپ کو مایوسی میں ڈال سکتا ہے اور رفتہ رفتہ زندگی سے بیزار کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اپنی بات کو آگے بڑھائیں، آئیے قابو اور بے قابو کردہ غصّے کے فرق کو واضح کریں۔

لُغت (ڈکشنری) میں غصّے کے معنی ہیں، "کسی شخص یا چیز کے خلاف شدید اور سخت احساس۔ یعنی یہ ایک آگ کی طرح ہے" جو ایک دل میں بھڑکی ہے، کسی ٹائم بم کو اڑانے کے لئے۔ ماچس کی ایک تیلی جیسی ہے اُس سے دھیرے دھیرے شعلے اور حدّت دماغ میں داخل ہوتے ہیں جس سے اس کے سوچنے کی صلاحیت سلب ہوتی ہے اور پھر بم اس کی زبان کے ذریعے پھٹتے ہیں جس سے تمام دوسری آوازیں دب جاتی ہے۔ ماحول کا امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے ایسی کوئی چیز اگر وہاں ہو۔

اس قسم کا غصّہ بے لگام غصّہ ہوتا ہے۔ جس میں آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو شائستگی کے تمام حدود کو پار کرنے کا حق ہے اور پھر آپ پر

Marfat.com

کوئی الزام بھی نہ لگائے۔ فقط اس لئے کہ آپ ''غصّے'' میں ہیں۔ درحقیقت ایسے لوگ اپنے کردار میں کمزور ہوتے ہیں جو ناخوشگوار حالات میں پُرتشدّد ردِعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کمزور ہوتے ہیں، اس لئے اپنی کمزوری کو چھپانے کی خاطر وہ اس طرح اُونچی آواز میں چیختے ہیں۔ اُن کے جذبات بھی ناپُختہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ چیختے اور لڑتے جھگڑتے ہیں تاکہ دوسروں کی توجہ حاصل کر سکیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود غیر محفوظ ہیں اور انہیں یہ خوف ہے کہ اگر وہ دوسروں کو اپنے غصّے سے نہیں ڈرائیں گے تو وہ اُسے کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایسی پُرتشدّد حرکت کرتے ہیں، چیختے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور وہ کسی اور کی پرواہ بھلا کیوں کریں، جب وہ دراصل فقط اپنی پرواہ کرنا چاہتے ہیں۔

اُن کے دل بھی صحت مند نہیں ہیں۔ اُن کے دلوں کو عموماً تکبّر، انا اور نفرت جیسی بیماریاں کمزور کرتی ہیں۔ وہ اپنے دلوں کو شیطان کے تیز پنجوں میں جانے دیتے ہیں۔ یہ دل اُن لوگوں کے ہیں جو جان بوجھ کر چاہتے ہیں کہ غصّہ ان کا ہوش لے اُڑے، اور وہ اس پر شرمندہ بھی نہیں ہوتے۔ یہ لوگ بے لگام غصّے والے لوگ ہیں۔ جب کہ وہ لوگ جن کو اپنے غصّے پر قابو ہے وہ پہلے اپنے

Marfat.com

الفاظ کو تو لتے ہیں۔ اُن کو یہ احساس ہے کہ اُن کا غصّہ غلط حرکت پر ہے، اُس شخص پر نہیں۔ اس لیئے وہ اس غلط حرکت پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، لیکن اس شخص کی بے عزتی سے گریز کرتے ہیں۔ وہ اپنی ناراضگی کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن اپنے جذبات کو اپنے ذہن پر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ وہ اپنی گفتگو میں منطق (عقل) کا استعمال کرتے ہوئے، بڑی احتیاط سے وضاحت کرتے ہیں کہ وہ مخصوص حرکت کس طرح غصّے کا باعث بنی اور اُس سے اوروں کو کس طرح نقصان پہنچ سکتا ہے۔ وہ اپنی وضاحت پر سختی سے قائم رہتے ہیں لیکن بے ادبی کی حد تک نہیں۔ وہ دوسروں کی بھلائی چاہتے ہیں، بجائے شکست دینے کے۔ اُن کی معقولیّت، اُن کا ٹھنڈا مزاج اور قابو کردہ غصّہ اُن کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔

لیکن پھر بھی ایک شخص کو اپنے قابو کردہ غصّے کے معاملے میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ وہ سب سے پہلے تو کچھ نہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر اپنے ٹھنڈے جذبات سے ماحول کی ناخوشگواریّت کو ختم کرنے کی کوشش کرے، لیکن اگر اسکے خیال میں موقع کی نزاکت کے پیشِ نظر غصّے کا اظہار ضروری ہے، تو صرف ایسی صورت میں اُسے غصّہ دکھانا چاہیئے۔ لیکن اس صورت میں بھی ایک ایسے طریقے سے کہ وہ اس کی عقل پر حاوی نہ ہو جائے۔

Marfat.com

اب آپ سب یہ ضرور سنیں کہ اللہ کے دوستوں میں ایک یعنی شیخ محمد مولود الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے غصے کے بارے میں اپنی کتاب ''مطہرت القلوب'' میں کیا فرمایا ہے جو دل کے موضوع پر تیر بہ ہدف (بالکل ٹھیک) نسخہ ہے۔ یہ نسخہ دراصل ایک نظم ہے جس میں دل کی صفائی کے عمل اور دل کو بیماریوں سے صاف کرنے کے طریقے کی تفصیل ایک فکر انگیز طریقے سے بیان کی گئی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ:

''جہاں تک ان تمام بیماریوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے، میرا مطلب غصہ جو ہے، اگر آپ اس کے ساحل پر آ کے بیٹھ جائیں، تو آپ کو بڑی حیرت انگیز چیزیں دکھائی دیں گی۔ اس کی موجیں اور اُس سے متعلق ہر ایک شے لبریز ہے تو اس کے لئے کہیں جو کچھ کہنا ہے، بغیر روک ٹوک کے۔''

اس کے دو علاج ہیں۔ اُن میں سے ایک اُسے صاف طور سے مٹا دینا بغیر کوئی نشان چھوڑے۔ دوسرے اس کو دبا دینا اگر وہ خود کو ظاہر کرے۔ اس کے علاج کے زیور سے اُسے آراستہ کرنا۔ یاد رکھیں اُس کثیر مادہ کو جو صبر، برداشت اور عجز پر بڑی

Marfat.com

فراوانی سے کی گئی ہے، دانا کے مقدس قانون میں اور اُس کی شاعری اور نثر میں۔ یاد رکھیئے کہ تمام پیغمبروں میں اِنھی دو صفتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

غصّے کو ردّ کیجیے، ابتداہی میں یہ سمجھتے ہوئے کہ حقیقت میں کوئی بھی کچھ نہیں کرتا سوائے رب ذوالجلال کے؛ پھر اس کے بعد ٹھنڈے پانی سے وضو کیجیے، خاموش رہیئے۔ اگر کھڑے ہوئے ہوں تو بیٹھ جائیے، اگر بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیے۔ غصّے کی کیفیت ختم ہو جائے گی یہ سب کرتے کرتے۔ اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی امان مانگیئے۔ جیساکہ حدیث میں ارشاد ہے": ایک بار کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیاکہ مجھے نصیحت کیجیے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ:" غصّہ مت کرو"۔ اُس شخص نے دوبارہ عرض کیا اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نصیحت ایک بار پھر دہرائی۔ تیسری مرتبہ جب اس نے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سے ارشاد فرمایاکہ:" غصّہ مت کرو"۔

علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اس حدیث میں غصّے پر مکمل بندش نہیں، کیونکہ بعض اوقات اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی غصّے میں آجاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایاکہ:" میں ایک انسان ہوں اور مجھے بھی آپ کی طرح غصّہ آجاتا

Marfat.com

ہے۔" رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غصّہ ان کے چہرۂ مبارک پر دیکھا جا سکتا تھا۔ لیکن آپ کا غصّہ ہمیشہ انسانی کردار اور روّیے میں کسی ایسی لغزش کے سبب ہوتا تھا جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا تھا۔

تو غصّہ بذاتِ خود کوئی منفی جذبہ نہیں ہے، بلکہ غصّے کا ایک اور پہلو بھی ہے، جس کی ہمیں حفاظت کرنی چاہیئے، اگر اسے کسی کارآمد چیز کی طرف نہ موڑا گیا تو یہ انسان پر حاوی ہو سکتا ہے۔ اُسے کھا سکتا ہے، اور آخر کار تباہ کر سکتا ہے۔ امام نواوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "غصّہ مت کرو" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ غصّے کو کسی پر حکمرانی مت کرنے دو، اس کے بجائے غصّہ کا مقابلہ کرو، اور خود کو بے قابو مت ہونے دو۔

علماء نے غصّے کو ایک شکاری کُتّے سے تشبیہہ دی ہے۔ بغیر تربیت کے وہ اپنے مالک کو وہ چیز لا کر نہیں دے سکتا جس کی اُسے ضرورت ہے اور نہ ہی وہ کسی کی درست سمت میں رہنمائی کر سکتا ہے۔ تو غصّہ ایک ایسی چیز ہے جسے تربیّت دینے کی ضرورت ہے، ختم کرنے کی نہیں، کیوں کہ اگر لوگ غصّے کو مکمل طور سے دبا تے تو دنیا کے کئی مظالم کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور ظلم کا سدِ باب نہیں ہو پاتا۔

Marfat.com

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق وہ جو ان قوتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے میں کامل تھے، وہ ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ انصاف پسند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ درمیانہ راستہ تھا توازن کا راستہ۔ غصے کے بارے میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ: "اس کی اجازت صرف صحیح وقت، صحیح جگہ اور صحیح وجہ کی صورت میں ہے۔ اور وہ بھی صحیح شدت کے ساتھ" امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ: "انسانوں میں چار ضروری صفات یا خوبیاں ہیں۔ پہلی: قوت العلم، یعنی معقول رُوح یا سیکھنے کی انسانی خوبی۔

دوسری: قوت الغضب۔ یعنی غیر معقول رُوح یا وہ صلاحیت جو انسانی جذبات اور غصے سے متعلق ہے۔

تیسری: قوت الشہوی۔ جنسیاتی رُوح یا جس کا تعلق اشتہا اور خواہش سے ہے۔

چوتھی: قوت العدل۔ جو پچھلی تینوں قوتوں کو متوازن رکھتی ہے اور توازن قائم رکھتی ہے۔ تاکہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی قوت دوسروں کو دبا نہ دے۔

پھر کچھ اچھی خوبیاں بھی ہیں۔ جنہیں "اُمہات الفضائل" کہتے ہیں۔

Marfat.com

یہ دانائی، ہمت، برداشت اور انصاف ہیں۔

جب معقول روح متوازن ہے، تو اس کا نتیجہ حکمت یا دانائی ہے۔ اور اگر اس میں کوئی خلل ہے، تو اس کا نتیجہ حماقت ہے۔ شجاعت اس وقت کہا جائے گا، جب غیر معقول رُوح، یعنی غصہ قابو میں ہو غیر معقول روّیے کے درمیان توازن ہے کہ لوگ آخر افسوس کرتے ہیں، جو ظلم اور استحصال کے مقابلے کے لئے ضروری ہے۔ ان انتہاؤں میں ایک درمیانی راستہ ہے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یعنی: شجاعت اور دانائی کا ایک درمیانی راستہ۔

مشورہ یہ ہے کہ مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں تو اُن کا جھکاؤ رحم وکرم کی طرف ہونا چاہیئے، نہ کہ غیض و غضب کی طرف۔ جہاں تک غصہ ایک بیماری ہونے کا تعلق ہے، تو اس بارے میں امام مولود رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا ہے کہ اس کے دو علاج ہیں، پہلا یہ کہ جب غصہ آئے تو یہ اُسے دُور کرے، اور دوسرا یہ کہ اُسے دبائے، یا ناکام بنائے۔ پہلا علاج یہ ہے کہ اُس زبردست تعریف اور اچھائی کو یاد کیا جائے، جو صبر و برداشت اور عاجزی سے متعلق ہے۔ سیدی احمد الزرق رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ لوگوں کے غصے میں آنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات

Marfat.com

میں گم ہیں۔ اس لیے ان کی انا، ان کے آڑے آجاتی ہے۔

ذرا یاد کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنی زیادتی کی گئی، لیکن پھر بھی آپ غصے میں نہیں آئے۔ اس سے آپ کو یہ سبق ملتا ہے کہ بے ادبی کو جذبات میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ یہ ایسے ہے کہ قابو پائیں اور سلامتی محسوس کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اللہ اُس شخص کے مراتب بلند فرماتا ہے، جو اللہ کی خاطر عاجزی کرتا ہے۔ لیکن جو خود کو بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اُسے ذلیل کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ معاف اور برداشت کرنے والے تھے۔ امام مولود رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "غصہ اِس حقیقت کو تسلیم کر کے کیا جا سکتا ہے کہ "اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا"۔

اللہ کے سوا کسی کے پاس طاقت یا قوت نہیں۔ یہ زندگی آزمائشوں سے پُر ہے، اور جو اس پر توجہ نہیں دیتے، وہ اس وقت سخت ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں جب اُن پر کوئی آزمائش آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: "طاقتور وہ نہیں جو لوگوں سے کشتی لڑے، طاقتور وہ ہے جو خود پر غصے کے عالم میں قابو رکھے"۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "غصہ آنے کے وقت اگر کوئی کھڑا ہوا ہو، تو اُسے بیٹھ جانا

Marfat.com

چاہیئے۔ اور وہ اگر بیٹھا ہوا ہو تو، اُسے لیٹ جانا چاہیئے۔ اگر دونوں طریقوں سے فرق نہ آئے تو وہ وضو تازہ کر کے نماز پڑھے“۔

چہرے پر پانی مارنا، اصل میں آدمی کے موڈ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ غصہ اکثر چہرے پر ہی خود کو ظاہر کرتا ہے جو لال اور گرم ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت غصے میں آ گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جب کوئی سخت غصے میں آتا ہے تو وہ کس طرح شیطان کا ہم شکل ہو جاتا ہے۔ اس لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے پاس ایک جملہ ہے اگر اُسے بولا جائے تو یہ اُس غصے کو مٹا دے گا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ یعنی ”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردُود سے“۔ ایک بہت ہی بے لگام غصہ جیسے کرنے والے کی جھوٹی انا اور غرور مزید بھڑکائیں، وہ یقیناً شیطان کا کارنامہ ہے“۔

آج کل لوگ دل کی ان بیماریوں پر توجہ نہیں دیتے۔ خاص کر غصے پر۔ جسے وہ اپنی قوت اور طاقت کی علامت سمجھتے ہیں۔ اور اس بے قابو غصے کے باعث وہ اپنے اردگرد کئی افراد کی زندگیوں کو اجیرن کرتے ہیں۔

کیا آپ نے کبھی کسی آتش فشاں کو پھٹتے دیکھا ہے کہ وہ کس طرح آگ اور اُبلتا ہوا لاوا اُگلتا ہے۔ یعنی جب وہ غصے کے عالم

Marfat.com

میں پھٹتا ہے ۔ کوئی بھی اُس کے اُبلنے کو نہیں روک سکتا اور وہ اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کو تباہ کرتا ہے ۔ اور کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی ۔ پھٹنے کے بعد اس کے داغ سالہا سال تک باقی رہتے ہیں ۔ ایک آدمی کا بے قابو غصّہ اسی طرح اُبلتے ہوئے آتش فشاں کے مانند ہے ، جو بہت کچھ کو تباہ کرتا ہے ، جو انتہائی قیمتی ہو ۔ کاش کہ انسان اس سے سبق حاصل کرتے ۔ کاش کہ آپ سب اس کی سنگینی کا ادراک کرتے ۔ اور اس جذبے کے اثرات کو سمجھتے ، تب ہی شاید یہ دُنیا رہنے کے قابل جگہ بنتی ۔

صبر سے سُننے کے لئے ، آپ سب کا شکریہ ۔

کبھی اگر آپ سب اس کو خلوص سے سُنیں جو آپ سے کہا جا رہا ہو ، اور اُسے اپنی زندگیوں میں اپنائیں بھی ، تو یہ آپ کی زندگیوں کو ہمیشہ کے لئے تبدیل کر سکتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب سے محبت کرتا ہے ۔ اس بات کو یقینی بنائیے کہ آپ بھی اپنے دل کی گہرائی سے اس سے محبت کرتے ہیں ۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۴ جون ۲۰۱۱ء (۱۷۵)

حضرت نوح علیہ السلام

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے تمام الفاظ میں نصیحت ہے اور جو خوبصورت مثالیں دے کر سمجھاتا ہے۔ جو دانا ہے اور جس نے وہ سب کچھ تخلیق کیا ہے جو وجود میں لایا گیا ہے۔

درود و سلام خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ وہ جن کا "نور" سب سے پہلی تخلیق تھا، لیکن جن کی نبوت سب سے آخری تھی۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہترین ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جو اللہ کی راہوں سے واقف ہیں اور جنہوں نے اس کے الفاظ سے نصیحت پائی ہے۔ اور جو اس کی دانائی سے فیضیاب ہیں جسے وہ اپنے چاہنے والوں پر برساتا ہے۔

محبّت ایک خوبصورت جذبہ ہے؛ اگر ہم اسے سیّدالاحساسات کہیں تو یہ بجا ہوگا۔ یہ ایک نہایت ہی نازک اور لطیف جذبہ ہے،

Marfat.com

بالکل ایسا کہ جب آپ کسی معصوم بچے کا ہاتھ پکڑتے ہوں، اور اُس نازک ہاتھ کی حدت کو محسوس کرتے ہوں اور اس کے سہلانے سے اُس کی نرمی اور لطافت کو محسوس کرتے ہوں۔ اس سے آپ کے دل میں یقیناً خوشی کی لہر دوڑتی ہوگی۔ یہ خوشی اس محبت کا نتیجہ ہے جو آپ کے وجود میں اس معصوم بچے کے لئے پھوٹتی ہے۔

محبت معصوم ہے۔ ہم سچی محبت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ حقیقی عشق جو براہِ راست اللہ کی طرف سے آتا ہے اور پھر اُس کے محبوبین میں تقسیم ہوتا ہے۔ ہم کہہ رہے تھے کہ سچی محبت معصوم ہوتی ہے۔ کوئی بھی شے اُس کی معصومیت کو بگاڑ نہیں سکتی اور وقت گزرنے کے ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ پاک محبت اللہ کے ان محبوبین کے دلوں میں بستی ہے جو ہمیشہ اپنے رب سے باوفا اور سچے رہے ہیں، جو یہ جانتے ہیں کہ یہ دُنیا ایک عارضی جگہ ہے اور آپ جو کچھ یہاں بوتے ہیں، اُس کی فصل آپ آخرت میں کاٹتے ہیں۔

آج ہم ایک ایسے شخص کے بارے میں بات کریں گے جو اوّلوں میں سے تھے اور جن کا دل خالص سونے جیسا تھا۔ جو اس دنیا میں صدیوں تک مقیم رہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایک دن کے لئے بھی دُنیا کی تمنا نہیں کی۔ یہ شخصیت حضرت نوح علیہ السلام تھے جنہیں ”نجی اللہ“ بھی کہتے ہیں۔ (یعنی اللہ کا رازدار)

Marfat.com

آپ علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے رسول تھے جو مبعوث فرمائے گئے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے "اے نوح! آپ اس زمین پر مقرر کردہ پہلے رسول ہیں"۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر، حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس نسلیں پیدا ہوئیں جو سب کی سب مسلمان تھیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی گرفت اپنے دین پر ڈھیلی پڑنا شروع ہوئی، مگر وہ اب بھی توحید پر ایمان رکھتے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چھوٹے بڑے گناہوں میں دھنستے جا رہے تھے اور اُن میں نیک لوگ بہت کم رہ گئے۔ پھر شیطان نے اُن کے ایمان پر سخت ترین حملہ کیا (یہ خیال اُن کے دل میں ڈال کر) کہ ایک بار یہ نیک لوگ دُنیا سے رخصت ہو جائیں، تو انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے۔ اس یادگاری کے لئے شیطان نے اُن کو ایک اور سوچ دی کہ کیوں نہ اُن لوگوں کے بُت بنائے جائیں تاکہ اُن کی یاد ہمیشہ قائم رہے۔

تو یہ ہے وہ عمل جو قومِ نوحؑ نے کیا مذہبی شخصیات کے مرنے کے بعد۔ چنانچہ اُن کے بُت "وِد، سوا، یغوث، یعوق، اور نصرؔ" کے نام سے بنائے گئے تھے۔ شروع میں ان بُتوں کا احترام بس اس لئے کیا جاتا تھا کہ ان کا تعلق نیک شخصیات سے تھا۔ لیکن

Marfat.com

دھیرے دھیرے شیطان نے ان لوگوں سے کہا کہ ان بتوں سے اپنی حاجت روائی کے لئے دُعا مانگیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ یہ لوگ بھول گئے کہ ان بتوں کو صرف یادگاری کے لئے بنایا گیا تھا، اور ان کی پوجا شروع کر دی اور اس طریقے سے شرک پھیلنے لگا۔ دیکھا آپ نے کہ شیطان کس طرح کام کرتا ہے! وہ بڑی خاموشی اور چالاکی سے کام کرتا ہے۔ اکثر اوقات وہ محض اس لئے کامیاب ہوتا ہے کہ احمق لوگ اس کی بات سُننا شروع کرتے ہیں۔ وہ سرگوشیوں کو سُننا شروع کرتے ہیں جن میں تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

لیکن انسان نہیں سمجھے؛ چاہے اللہ انہیں کتنی ہی بار متنبہ کرے، اس کے رسول انہیں خبردار کریں، اس کے اولیاء انہیں تنبیہ کریں، لیکن انسان بس نہیں سمجھتا یہی ہوا قوم نوح کے ساتھ؛ وہ اپنے اللہ کو بھول گئے اور اپنے لئے نئے خدا بنا لئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اُن کے پاس بھیجا گیا۔ وہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ آپ علیہ السلام نے دن کے وقت اپنے لوگوں کو بلایا اور رات کے وقت بھی انہیں بلایا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ واحد کی طرف بلایا، حضرت آدم علیہ السلام کے خدا کی طرف۔ اسی واحد کی طرف جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرتا لیکن ان کے لوگ یہ نہیں سمجھ

Marfat.com

پلٹئے۔ انہوں نے کہا: "ہمارے باپ داداؤں نے انہی بتوں کو پوجا ہے اور اس سے ہمیں کوئی برائی نہیں آئی، آپ ہمیں ہماری زندگی جینے دیں اور آپ اپنی زندگی جئیں۔"

لیکن حضرت نوح علیہ السلام حقیقت سے آگاہ تھے۔ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ اگر انہوں نے اپنے لوگوں کو نہیں روکا، تو وہ سب دوزخ کی آگ کی نذر ہوں گے اور وہ جانتے تھے کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ انہیں بچائیں اور انہیں یہ احساس دلائیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ تو اس طرح حضرت نوح علیہ السلام سالہا سال تک تبلیغ کرتے رہے مگر یہ مشرکین نہایت سخت جان تھے۔ وہ اپنے طور طریقوں کو چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے کیوں کہ ان کے بت انہیں ہر کام کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ ان کے بت ان کی زندگیوں پر کوئی پابندی نہیں لگاتے۔ ان بتوں نے ان کو شیطان کا راستہ دکھایا۔ تو اس طرح قوم نوح نے آخرت کے بدلے دنیا کو چن لیا، اور بے شک انہوں نے اپنے لئے اپنی تباہی اور فریب کو چنا۔

دنیا کی ابتداء میں اللہ نے لوگوں کو طویل عمریں عطا کی تھیں اور وہ کئی سو سال تک زندہ رہتے تھے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کئی سو سال تک تبلیغ کرتے رہے لیکن قوم نوح نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھیں۔ وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے، ان پر آوازیں

Marfat.com

کستے تھے، اُن پر تشدّد کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن جب حضرت نوح علیہ السلام ایک پہاڑ سے نیچے آرہے تھے، کچھ شرپسندوں نے رسّی سے بنا ہوا ایک پھندا اُن کے گلے میں ڈالا اور اُسے سختی سے کسنا شروع کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نیچے گر گئے اور مارے تکلیف کے اُن کا چہرہ سُرخ اور آنکھیں سُوجھی ہوئی تھیں، لیکن ایسے لگا کہ ان ظالموں کو کوئی روکنے والا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا جسم کئی مرتبہ جھٹکنے لگا اور پھر ساکن ہو گیا جس سے وہ لوگ سمجھے کہ آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ وہ آپ کو اُسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ یفیظ، حام، سام، کنعان اور عابر۔ شام کے وقت یفیظ، حام اور سام اپنے والد کو تلاش کرتے وہاں پہنچے، وہ بے ہوش تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام تین دن تک اسی حالت میں رہے، اور جب آخر کار آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حام سے تبلیغ جاری رکھنے کو کہا، لیکن آپ علیہ السلام کا بیٹا بھی اُن ظالموں کے چنگل سے نہیں بچا۔ ہر روز وہ ان تبلیغی مجلسوں میں گھس آتے اور پھر گالی گلوچ اور مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہوتا جس کے نتیجے میں حضرت نوح علیہ السلام کے کپڑے خون سے تر بہ تر ہو جاتے، اور ان کے جسم پر کالے اور

Marfat.com

نیلے نشان پڑ جاتے۔

آپ علیہ السلام کی کئی سالوں کی تبلیغ سے صرف چند افراد ہی ایمان لائے، اور وہ بھی غریب اور کمزور تھے، جب کہ امیر اور طاقتور ہنستے اور اللہ کے دین کو سختی سے رد کرتے رہے۔ دیکھا آپ نے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کس طرح صبر کیا۔ آپ نے سالہا سال تک تبلیغ کی، پھر بھی کوئی ان کی بات سننے کو آمادہ نہ تھا۔ آپ کی تبلیغ کا یہ سلسلہ در اصل نوسو (۹۰۰) سال تک جاری رہا۔ اس دوران آپ ایک دن کے لئے بھی نہیں رُکے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے اللہ سے کتنے سچے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے اپنے گھرانے میں بھی ان کی بیوی کافرہ تھی، جو دوسروں کی طرح آپ کی شان میں گالیاں بکتی تھی۔ آپ کو ذہنی مریض کہتی اور اُن کا ایک بیٹا کنعان بھی اپنی ماں کا طرف دار تھا۔ لیکن حالات چاہے کچھ بھی تھے حضرت نوح علیہ السلام صدیوں تک اللہ کے نام کی تبلیغ کرتے رہے۔

اگر آپ ایک پتھر پر پانی کے قطرے گرائیں اور چند مہینوں تک، یا ایک سال تک یہ قطرے ٹپکتے رہیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس پتھر میں ایک سوراخ بن جائے گا۔ دیکھا آپ نے کہ وہ دِل کتنے سخت ہو جاتے ہیں جن کو شیطان ہاتھ لگائے۔ وہ اس قدر سخت ہو گئے تھے

Marfat.com

کہ سالہا سال کی نصیحت اُنکو لمحہ بھر کیلئے بھی متاثر نہ کر سکی قوم نوح کے دل بند تھے اور ان پر اللہ نے مہر لگا دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی قوم نے اپنے لئے ابدی عذاب کا راستہ چن لیا تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام اس پورے معاشرے کے خلاف تنہا تھے۔ لیکن آپ علیہ السلام نے اپنی کوشش کبھی ترک نہیں کی۔ یہ آپ کی قوم کے لوگ تھے جنہیں شکست ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام ڈٹے رہے، اگرچہ آپ تنہا تھے۔ اور وہ آپ کو رد کرتے رہے۔ لیکن بالآخر یہ وہی لوگ تھے جنہیں شکست ہوئی۔ انہوں نے کہا: "اے نوح! آپ نے ہم سے جھگڑا مول لیا اور یہ سلسلہ بہت لمبا ہو چکا ہے۔ وہ کر دکھائیے جس کی آپ ہمیں دھمکیاں دیتے تھے اگر آپ سچے ہیں۔"

سورۂ ھُود (۳۲ : ۱۱) میں ارشادِ ربّانی ہے: "کہ وہ بولے اے نوح! آپ نے ہم سے جھگڑا کیا اور اس جھگڑے کو بہت طول دیا۔ اب اس کو چھوڑیئے اور لے آؤ ہمارے پاس وہ (عذاب) جس کی ہم کو دھمکیاں دیتے رہتے ہو۔ اگر آپ سچے ہیں"۔ پھر اُن کا انکار اور اُن کی بے ادبی اتنی بڑھی کہ وہ بولے، جیسے کہ سورۂ ھُود (۲۷:۱۱) میں ہے کہ:

"اے نوح! ہم نہیں دیکھتے آپ کو مگر اپنے جیسا انسان اور ہم نہیں دیکھتے آپ کو کہ پیروی کرتے ہوں آپ کی بجز اُن لوگوں کے جو ہم میں

Marfat.com

حقیر و ذلیل اور ظاہر بین ہیں ۔ اور ہم نہیں دیکھتے کہ آپ کو ہم پر کوئی فضیلت ہے۔ بلکہ ہم تو آپ کو جھوٹا خیال کرتے ہیں"۔

یہ ان لوگوں کے دلوں میں دُنیا تھی، جو اُن سے یہ الفاظ کہلوا رہی تھی۔ یہ اُن کا غرور اور ان کی سرکشی تھی جو اُن کی زبانوں کو خنجر کی طرح تیز بنا رہی تھی۔ یہ اس طرح اس لئے تھا کہ وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ وہ کبھی نہیں مریں گے۔ وہ اپنے مُردوں کو دفنانے تو جاتے تھے مگر موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ ان کا خیال تھا کہ کوئی بھی ان سے ان کی دنیا نہیں چھین سکتا، اور ان کے مزے کبھی ختم نہیں ہوں گے اور یہ کہ وہ ہمیشہ اسی دُنیا میں ہی رہیں گے۔

کیا آپ نے کوئی ایسا احمق انسان دیکھا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ یہ دُنیاوی زندگی ابدی ہے اور اس کے بعد کوئی حساب کتاب نہیں ہے: اس کی مثال تو اس شتر مرغ کی ہے جو خطرے کو آتا دیکھ کر اپنا سر ریت میں یہ سوچ کر چھپاتا ہے کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ دنیا کے لوگ ایسے ہی ہیں "بس آخرت کی طرف سے آنکھیں بند کرے"۔ یعنی اگر آپ موت کے بارے میں نہیں سوچیں گے تو وہ کبھی نہیں آئے گی۔

افسوس ایسے لوگوں پر، ان کے ایسے احمقانہ خیالات اور ایسی احمقانہ زندگیوں پر۔ تو اس کھلے شرک اور ان مشرکین کی اس جہالت

Marfat.com

کو دیکھنا حضرت نوح علیہ السلام کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا، جس طرح کہ سورۃ القمر میں ہے: "میں تنہا مغلوب ہوں، تو تُو میری مدد کر۔" اور جیسے کہ سورۂ نوح (۶-۵:۷۱) میں حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت، لیکن میری دعوت کے باعث اُن کے فرار اور نفرت میں ہی اضافہ ہوا۔" اور پھر سورۃ المومن میں فرمایا: "اے میرے رب! میری مدد فرما کہ یہ مجھ پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔"

پھر سورۂ صافات (۷۵:۳۷) میں ارشاد ہو کہ: "پرانے زمانے میں نوح نے ہم سے عرض کی، اور ہم دعا سُننے میں بہترین ہیں۔" اللہ تعالیٰ توبہ کی مہلت دیتا ہے، وہ رجوع کرنے کے لئے وقت دیتا ہے، وہ اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، وہ حق کو عیاں کرتا ہے اور یہ سب کچھ واضح طور سے دکھایا جاتا ہے۔ تاہم کوئی اگر تباہی کا راستہ اختیار کرتا ہے، تو پھر وہ خود ہی اس کا ذمہ دار ہے، وہ آپ ہی اپنے لئے ابدی آگ اور دائمی دُکھ کا چناؤ کرتا ہے۔

شرک کیا ہے: یہ اپنا خدا خود بنانا اور اسے تمام قوتوں سے متصف کرنا۔ لیکن وہ ایسا کیوں کرتے ہیں: وہ یہ اس لئے کرتے ہیں "تاکہ وہ اپنی زندگیوں کے قاعدے قانون خود بنا سکیں،" تاکہ کوئی

Marfat.com

انہیں دوزخ کا خوف نہ دلائے، اور عذاب کا خوف نہ دلائے اور تا کہ کوئی ان کی زندگی کے عیش و آرام کو روکنے والا نہ ہو۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔ لیکن وہ اس قدر بے خوف اور مغرور ہو چکے ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ اپنی برتری دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو اپنی قوت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سب سے برتر ہے اور ساری طاقتیں اسی کی ہیں۔ اس کے قاعدے قانون بھی کامل ہیں۔ اس میں سب کے لئے دانائی اور بقاء ہے۔

اگر کوئی ان قواعد کو توڑتا ہے تو وہ دراصل خود اپنی تباہی کا راستہ چن رہے ہیں۔ (ان کے نصیب میں) اس دنیا میں بھی تباہی دیکھنا ہے اور آخرت میں بھی بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تو قوم نوح کے ساتھ یہی ہوا۔ انہوں نے سزا کو دعوت دی؛ خود اپنے لئے سزا کو دعوت دی؛ رب کے غضب کو انہوں نے خود دعوت دی۔ تو پھر اللہ ان کو وہ کچھ کیوں نہ دیں جس کی طلب انہوں نے خود کی۔

تو اس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم ہوا۔ کہا گیا کہ اسے خشکی پر بنائیں اور پھر اللہ کی قدرت کا نظارہ دیکھیں۔ جب آپ علیہ السلام نے کشتی بنانا شروع کی تو آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ لکڑی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے لیں اور ہر ایک

Marfat.com

تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھیں۔ آپ علیہ السلام نے وہی کیا جس کا حکم تھا۔ دوسری صبح تمام تختے صاف پائے گئے۔ ایسا دو مرتبہ ہوا۔ جس کے باعث آپ سخت حیران ہوئے لیکن پھر اُن سے فرمایا گیا کہ "لکھنے کی ابتدا اللہ کے نام سے کریں، اور اس کا اختتام اس کے آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسم مبارک کو لکھ کر کریں"۔

اور جب ایسا کیا گیا تو ایک ندائے غیب نے کہا: "اب آپ کی کشتی تیار ہے۔ اب آپکی کشتی تیار ہے"۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ زمین پر ایک کشتی بنا رہے ہیں، جہاں نہ کوئی سمندر ہے، نہ دریا۔ تو انہوں نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ وہ اکثر یہ کہا کرتے کہ: "اے نوح! پیغمبری چھوڑ کر تُو نے یہ کیا کام اختیار کیا ہے۔ یقیناً تمہارے دماغ میں خلل ہے۔ تُو دیوانہ نہیں تو اور کیا ہے؛ کہ کہیں ایک بُوند پانی کی نہیں اور تُو یہاں کشتی بنا رہا ہے"۔

لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے صرف یہ جواب دیا کہ: "اگر آج تم ہم پر ہنستے ہو، تو جس طرح تم ہم پر ہنستے ہو اسی طرح ہم ایک دن تم پر ہنسیں گے۔ اور تم کو یہ بات جلد معلوم ہو جائے گی"۔ (سورۂ ھُود-۳۸)

قومِ نوح اس لئے ہنسی کہ دُنیا والے صرف اس شئے کو دیکھ سکتے ہیں جو اُن کے سامنے ہے۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ان کی سمجھ مادّی دنیا کی تنگ حدِ نظر تک محدود ہے۔ حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام کو جس کشتی کی تعمیر کا حکم دیا گیا تھا، کہتے ہیں کہ وہ ۴۴۰ گز لمبی اور ۳۶۰ گز چوڑی تھی اور تین منزلہ تھی۔ سب سے نچلی منزل چوپایوں اور چرندوں کے لئے تھی۔ درمیانی منزل پرندوں کے لئے، اور سب سے بالائی منزل حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے لئے تھی۔

اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کو ہدایت دی گئی کہ وہ ہر مخلوق کا ایک ایک جوڑا لیں۔" اور جانوروں کی ہر قسموں سے دو، دو، اپنی کشتی میں لے لیں اور وہ نر اور مادہ ہوں۔ اور ہر پرندوں کی ہر قسم میں سے اور چرندوں کی قسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں گے۔ تاکہ زندہ بچیں۔ اور تُو ہر طرح کی کھانے کی چیزیں لے کر اپنے پاس جمع کر لینا۔"

شیطان بھی چھپ کر اندر آیا جب گدھا اندر آیا۔ یہ اللہ کی مصلحت تھی کہ اُسے بھی زندگی بخشی گئی۔ اور پھر وہ دن آگیا، وہ دن جس سے اللہ والے خوف کھاتے تھے اور اس کے باغیوں نے مذاق اڑاتے ہوئے مانگا تھا۔ آخر اللہ آپ کو وہ کچھ کیوں نہ دے جس کا تقاضہ آپ خود کر رہے ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر حضرت نوح علیہ السلام کو بتایا کہ "اے نوح! سیلاب کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ آپ کے

Marfat.com

گھروں کے تنور گرم پانی اُگلیں گے۔" قرآن میں ارشادِ الٰہی ہے کہ :

" یہ کیفیت اس طرح ہے، یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش کھایا، تو ہم نے نوح سے کہا اُن سب کو کشتی میں بٹھالو، ہر جوڑے کے دو دو جفت۔ (جفت یعنی جوڑے) کو، اپنے گھر والوں کو، ان کے علاوہ جس کی نسبت پہلے قول ہو چکا ہے اور اُن کو جو ایمان لا چکے ہیں اور اُن کے ساتھ تھوڑے سے ہی لوگ ایمان لائے تھے۔"

یہ رجب کی دوسری تاریخ تھی جب اللہ نے دُنیا کو ایک نشانی دکھائی جو وقت کے خاتمے تک یاد رہے گی۔ جب بیوی نے جوش مارتے ہوئے پانی کو دیکھا تو دوڑتی ہوئی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام پہلے سے جانتے تھے کہ یہ اللہ کا عذاب ہے، اور ان کی کشتی تیار تھی اس طوفان کا سامنا کرنے کے لئے۔ زمین کئی جگہوں سے شق ہونے لگی اور اس میں سے پانی نکلنا شروع ہوا۔ پھر کچھ دیر بعد آسمان نے بھی زمین پر بارش کے سیلاب گرانے شروع کر دیئے۔ طوفان کی تمام نشانیاں واضح تھیں۔ آسمان سیاہ ہو گیا اور پانی نہ صرف آسمان سے بلکہ زمین پر ہر جگہ سے اُبل رہا تھا۔ جیسے ہی پانی کی سطح اُونچی ہونا شروع ہوئی تو لوگوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ یہ

Marfat.com

کوئی معمولی طوفان نہیں۔ انہیں خوف محسوس ہونے لگا لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں بہانے ڈالنے شروع کئے: کیا ہوا اگر پانی کی سطح بلند ہوئی، آپ لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر جا سکتے ہیں، یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ سکتے ہیں۔ یہ ہے شیطان کا طریقہ کار۔ وہ آپ کی بداعمالیوں کے لئے بہانا سازی کرتا رہے گا۔ تمام زیادتیوں کا جواز فراہم کرتا رہے گا اور آپ کو جتاتا رہے گا کہ بس ہر چیز درست ہو جائے گی۔ اور احمق انسان شیطان کے کہنے پر بھروسہ کرتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی کفر کرنے والوں میں شامل تھا۔ سیلاب کی لہریں اب کئی فیٹ بلند ہو رہی تھیں۔ جو مکانات اور پہاڑوں کو تھپیڑے مار رہی تھیں اور اپنے آگے آنے والی ہر چیز کو نگل رہی تھیں۔ ہر شے تباہ ہو رہی تھی سوائے کشتی کے جو صرف اس لئے محفوظ تھی کہ وہ اللہ کی پناہ میں تھی۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جس وقت اونچی اونچی عمارتیں تناور درخت اور عظیم الشان پہاڑ ان خوف ناک موجوں سے محفوظ نہ رہ سکے، پھر بھی ایک چھوٹی سی کشتی جو فقط لکڑی کے تختوں سے بنی ہوئی تھی، ماچس کی ایک ڈبیہ کی طرح لہروں پر ڈول رہی تھی اور اُسے کچھ نہیں ہو رہا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کی حفاظت میں تھی۔

Marfat.com

جسے اللہ محفوظ رکھے بھلا اُسے کون تباہ کر سکتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بلایا کہ وہ کشتی میں سوار ہو۔ ان کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ آج کے دن کوئی بچ نہیں سکتا سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ بچائے۔ ان کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے موت کے مُنہ میں جا رہا تھا۔ تو اُن کی پدری شفقت نے آواز دی (جیسا کہ قرآن میں ہے) ”تو کشتی ان کو لیئے (فلک بوس) لہروں میں ڈول رہی تھی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پُکارا جس نے خود کو (دوسروں سے) الگ کر دیا تھا۔ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جاؤ، اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو“۔ بیٹے نے جواب دیا کہ ”میں کسی پہاڑی پر چڑھ جاؤں گا، وہ مجھے پانی سے بچالے گی“۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ”آج کے دن کوئی نہیں بچ سکتا اللہ کے اُمر سے، سوائے اُن کے جن پر اُس کی رحمت ہو۔ (اور اسی دوران) حائل ہوگئی موج اُن کے درمیان، پس ہو گیا وہ ڈوبنے والوں سے“۔ (سورۃ ھود، آیت نمبر ۴۲-۴۳)

بھلا اس کو سرکشی اور تکبّر کس طرح برداشت ہو سکتے ہیں جس نے انسان کے لئے عاجزی اور تابعداری کو زندگی کا نظام بنایا ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو معاف نہیں کیا گیا کیوں کہ وہ اللہ والا نہیں تھا۔ نبی کا بیٹا ہونے کی فضیلت بھی اُسے نہ بچا سکی قومِ نوح

Marfat.com

نے اپنی تباہی کا سامان خود ہی کر لیا تھا اپنی نافرمانی اور سرکشی سے۔ یہی ہوتا ہے ہمیشہ انجام ان لوگوں کا جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ صد افسوس قومِ نوح پر اور صد افسوس ان کی سرکشی اور نادانی پر۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ سب کے لئے ایک سبق ہے۔ ایک یاددہانی ہے کہ اگر آپ اللہ کے غضب کو خود ہی دعوت دیتے ہیں، تو آپ کو بچانے والا کوئی نہیں۔ اللہ سے ہر وقت حفظ و امان اور اس کی رحمت طلب کریں۔

آمین!

Marfat.com

شب معراج

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اوّل و آخر کا رب ہے۔ وہ جس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا۔ جو کچھ آسمان کی بلندیوں میں ہے، جو کچھ آسمان کی بلندیوں میں ہے، زمین اور آسمانوں کی ہر چیز، اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے وہ اُسی کا ہے جو رحمان جلوہ افروز ہے، عرشِ مُعلّٰی پر۔ اور اگر کوئی کچھ کہتا ہے، تو بے شک تمام پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے؛ تمام اسمائے حسنیٰ اسی کے ہیں۔

درود و سلام ہوں ان پر ان کی رُوحِ مُبارک تمام ارواح، ملائکہ اور کائنات کی محراب ہے؛ اُن پر جو تمام رسولوں کے امام ہیں، اور جو جنّت کے بھی امام ہیں، اور امام ہیں اللہ کے مؤمنین کے اور جو معراج شریف کے مالک ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب خوبصورت دلوں کے لئے جو اس خوبصورت رات میں یہاں موجود ہیں، اس شبِ معراج میں۔

Marfat.com

وہ ایک خوبصورت رات تھی۔ عام راتوں سے زیادہ روشن اور بہت زیادہ پُرسکون۔ ستارے انتظار کی کیفیت میں جِھلملا رہے تھے۔ چاند میں ایک عجیب چمک تھی۔ ایک دلکش نُور اس کے چہرے پر نمایاں تھا، جیسے کوئی دُلہن شرماتی ہوئی اپنے دُولہا کی مُنتظر ہو۔ ہوا میں ایک پُرکیف مہک رَچی بسی تھی، جیسے اس میں ہر طرف کئی من اور کئی ٹن صندل، گلاب اور امبر چھڑکے گئے ہوں، لیکن پھر بھی یہ خوشبو اس سب سے بڑھ کر تھی۔ پھولوں کی نازک پتیاں شبنم کے قطروں سے مُنہ دھونے کی کوشش کر رہی تھیں، کیوں کہ وہ بھی جانتی تھیں کہ انہیں بھی اس رات کسی کی آمد کے لئے تیار رہنا ہے۔ درخت اور ان کے پتّے خاموشی سے ہلکی ہوا میں جھُوم رہے تھے، اور اُن کی اس نرم آہٹ میں ایک خوبصورت لَے تھی، ایک نہایت نرم اور اس قدر سریلی لَے کہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کسی عاشق کے دل سے آرہی ہوں۔ اور بھلا ایسے کیوں نہ ہوتا؟

وہ سب عاشق تھے؛ چاند ستارے، کہکشاں، سیّارے، معطّر ہوا اور جھُومتی فضا، فلک بوس پہاڑ، گرجتے آبشار، مچلتے دریا، جھُومتے پرندے اور درخت؛ یہ سب، بلکہ حقیقت میں پُوری کائنات ایک عاشق تھی۔ تو پھر کیوں نہ وہ سب اُس رات خوشیاں مناتے؛ وہ رات محبّت کی رات تھی عشق کی رات تھی۔ وصلِ محبوب

Marfat.com

اور وصلِ حبیب کی رات تھی ۔ وہ ۲۷ رجب کی رات تھی جب دُنیا میں بارات اُترنے والی تھی تاکہ عالمین کے دُولہا کو اُس مقام پر لے جایا جائے جہاں محبت منتظرِ محبت تھی ۔ جہاں حُسنِ حقیقی مُنتظرِ حسنِ حبیبی تھا ۔ جہاں محبوب اپنے محب سے ملنے والا تھا ۔

یہ تھا اس رات کا حسن ۔ ہر طرف آنکھیں مُنتظر تھیں زمین و آسمان پر دیدار کی مشتاق ، لیکن تاہم انہیں علم تھا کہ ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ آنکھیں اُٹھنے نہ پائیں ۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنا عقیدت و احترام پیش نہ کرتے ۔ وہ اس بارات کو کیوں خراجِ عقیدت پیش نہ کرتے جو اپنی قسم کی واحد بارات تھی ۔ کسی نے بھی اس سے پہلے اس طرح کا رنگِ کائنات نہیں دیکھا تھا ، نہ آئندہ کبھی کوئی ایسا جلوۂ جاناں دیکھے گا ۔

لامکاں سے ہے مکاں تک یہ صدا آج کی رات
آئے ہیں صاحبِ لولاک لمَاَ آج کی رات !

پھر کسی نے آرام سے ساتویں آسمان سے نیچے کی طرف پرواز کی ، جیسے کہ ایک بہت خاص کام سپُرد کیا گیا تھا ۔ آج کی شب حضرت جبریل علیہ السلام خوشی سے پھولے نہیں سمار ہے تھے کیونکہ انہیں کائناتوں کی دولت کو لانے کا حکم ہوا تھا ۔ انہیں کہا گیا تھا کہ وہ جہانوں کی رحمت کو ایک ایسے مقام تک لے آئیں جہاں اس سے پہلے کوئی

Marfat.com

نہیں پہنچا تھا ۔ وہ مقام جہاں خیالات کا گزر بھی ممکن نہیں ۔ وہ مقام تھا شاہِ کون و مکاں کا ، آپ کے خوبصورت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ تو بڑی آہستگی اور خاموشی سے انہوں نے اس جگہ قدم رکھا جہاں سرورِ کائنات محوِ خواب تھے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ روشن پر پسینے کے قطرے تھے اور سینۂ مُبارک سانس سے دھیرے دھیرے زیروبم ہو رہا تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے نہایت آہستگی سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پُکارا اور رحمۃ اللعالمین نے اپنی آنکھیں کھولیں ۔

نُور نے تلوؤں کو سہلا کر جگایا خواب سے
یُوں ہوئی سرکارؐ کی معراجِ جسمانی شروع
پہلے تو وہ ہمرکاب سرورِ کونینؐ تھا!
ہو گئی جبریلؑ کی سِدرہ سے حیرانی شروع

فخرِ موجودات ، نُورِ مجسم ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر چاہِ زم زم (کنُواں) پر لے جایا گیا ، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مُبارک کو چاک کیا گیا اور پھر آپ کے قلبِ اطہر میں طشتری بھر ایمان اور حکمت ڈالا گیا اور پھر آپ کے سینۂ مُبارک کو پہلے کی طرح بند کیا گیا ۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف سے باہر تشریف لائے ،

Marfat.com

توایک سواری آپ کے لیئے لائی گئی جس کا نام براق تھا۔ اس کی رفتار ایسی تھی کہ جہاں جہاں نگاہ پڑتی تھی، وہاں قدم رکھتا تھا۔ جیسے ہی حضور احمد عالی شان صلی اللہ علیہ وسلم اس جنتی سواری پر بیٹھے، براق خوشی سے اُچھلنے لگا۔

اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: "اے براق ٹھہر جا، آداب کو ملحوظ رکھ۔ خدا کی قسم اِن سے زیادہ معزز اور محترم ہستی خُدا کے نزدیک اور کوئی نہیں"۔ اور پھر حرم شریف سے لے کر بیت المقدس تک یہ خوبصورت سواری گئی۔ پورے سفر کے دوران یہ چمکیلا سفید براق بجلی کی رفتار سے چلا، ملائک باادب ساتھ ساتھ تھے؛ اور پھر خوبصورت سوار صاحبِ اسریٰ کے دولہا چلے۔ یہ شان تھی اس جگمگاتی بارات کی۔

قدسیوں میں شبِ اسریٰ یہ غُل تھا کہ کبھی
ایسا آنا نہ ہوا، ایسا بُلانا نہ ہوا

بیت المقدس میں ساری کائنات نے ایک مرتبہ پھر یہ نظارا دیکھا کہ اللہ کے جلیل القدر انبیاء مقتدی تھے۔ اور امام المرسلین، پیغمبرِ آخر الزماں امام تھے۔ تو اسی لئے کچھ نے کہا: "کیا خوب امامت ہوتی ہے"! اور کچھ نے کہا: "کیا خوب جماعت ہوتی ہے"۔ یہ صحیح ہی ہے: اور پوری دُنیا میں کوئی ایسا امام نہیں ہوسکتا، اور نہ پوری دنیا میں

Marfat.com

آپ ایسے مقتدی پا سکتے ہیں۔ یہ کئی جھلملاتے ستاروں میں چودھویں کے چاند کے مانند تھا۔

اقصیٰ ہو کہ کعبہ ہو، کہ معمورِ فلک ہو
مسجود نے مسجد ہی بنایا شبِ معراج
نبیوں کی امامت کرے محبوب، محبّ نے
یوں مسجدِ اقصیٰ کو سجایا شبِ معراج

اور پھر وہ صلوٰۃ ادا ہوئی جس کے لئے اللہ نے روزِ ازل میں تمام انبیاء سے وعدہ لیا تھا کہ "آپ سب میرے محبوب پر ایمان لائیں گے" تو اس طرح یہ وعدہ بھی اُس دن پورا ہوا۔ اس نماز کے بعد تمام انبیاء اپنے اپنے آسمانوں کی طرف لوٹ گئے، اور محبوبِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر جاری رہا۔ اس وقت تک رات کی نورانیت نے اپنے نور میں اضافہ کر دیا تھا۔ رحمتِ نور کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر طرف نرم آوازوں میں درود و سلام کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر طرف حمد و ثنا ہو رہی تھی۔ وقت ہو گیا تھا دولہاءِ معراج کے آسمانوں پر بلند ہونے کا۔ ہر طرف آنکھیں بے قرار تھیں ایک جھلک کے لئے۔ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی سی جھلک دیکھنے کے لئے۔ اس ذات کی، جن کے لئے پوری کائنات بنائی گئی تھی۔ ربّ کے جمال و جان کی۔

Marfat.com

تمام نوری مخلوق نے، یعنی ملائک، حوروں اور رضوانِ جنت نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں۔ کیوں کہ اب نور اتنا تیز تھا کہ چاندنی بھی ماند پڑ گئی تھی۔

اس زمین پر صنعت وحق کا کمال دیکھا ہے
فلک پر جذبۂ اُلفت کا حال دیکھا ہے
ستارو، آؤ تمہیں رکھ لوں اپنی آنکھوں میں
کہ تم نے میرے نبی ﷺ کا جمال دیکھا ہے

لیکن جہاں سے اصل نور پھوٹ رہا تھا، وہ تھا نورالانوار اور احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ والضحیٰ سے جو منبع نور تھا۔ اور جس نور سے سورج، چاند، ستارے، نورِ کائنات کی بھیک مانگ رہے تھے۔ یہ وہ نوری رات تھی جب حضرت جبریل علیہ السلام نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ السلام کو اس دروازے تک لائے جو کسی کے لئے بھی نہیں کھولا گیا تھا۔ وہ دروازہ فقط رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ وہ تھا باب السعود یا باب العروج۔ جب دروازے پر دستک دی گئی، تو کسی نے پوچھا: "کون ہیں"، حضرت جبریل علیہ السلام بولے: "جبریل"۔ پھر پوچھا: "آپ کے ساتھ کون ہیں"، حضرت جبریل علیہ السلام بولے "محمدؐ"۔ پھر پوچھا کہ: "کیا انہیں بلایا گیا ہے"، حضرت جبریل بولے: "جی ہاں"۔ پھر آواز آئی: "مرحبا، خوش آمدید، خوب آئے"۔ اور دروازہ کھول دیا

Marfat.com

گیا۔

جب رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے تو آپؐ کی حضرت آدم علیہ السلام پر نظر پڑی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ یہ آپ کے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کہیئے، جس کی تعمیل نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: "صالح فرزند، صالح نبی، تم خوب تشریف لائے"۔ اس کے بعد نبیٔ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ اور اسی طرح آپؐ تمام سات آسمانوں پر بلند ہوئے۔ ہر آسمان نبیوں کا مقام تھا۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام تھے۔ پانچویں آسمان پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلوہ تھا۔ ساتویں آسمان کا جب دروازہ کھلا، تو وہاں حضرت خلیل اللہ اپنے صالح فرزند کے منتظر تھے، اپنے خوبصورت بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔

ہر آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی سے احترام

Marfat.com

سے ملے اور انہیں سلام کیا، اور جواب میں ہر ایک نے دل کی گہرائی سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اس طرح یہ سفر جاری رہا۔ اب منزل وہ جگہ تھی جس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے پر بھی داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ کیسی عجیب رات اور کتنا حسین نظارا تھا۔

دونوں عالم نورِ علی نور کیوں؟
کیسی رونق افزا آج کی رات ہے
یہ مسرت ہے کسی کی ملاقات کی؛
عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے
طور چوٹی کو اپنی جھکانے لگا
چاندنی، چاند ہر سُو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا
رشک صبح وصفا آج کی رات ہے

اور پھر نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا۔ یہ ایک نورانی مقام ہے۔ جہاں بیری کا ایک نورانی درخت ہے۔ اس کی جڑیں چھٹا آسمان ہیں۔ اور اس کی شاخیں، ساتویں آسمان سے بلند تر ہیں۔ اس کو "منتہیٰ" اس لئے کہتے ہیں، کیوں کہ یہاں ملائکہ کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی مخلوق یہ نہیں جانتی کہ اس مقام

Marfat.com

سے آگے کیا ہے ۔ یہاں حضرت جبریل علیہ السلام کا سفر ختم ہوا اور یہاں سے آگے وہ سفر ہے جو صرف اللہ کے محبوب، اللہ کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے ۔ یہ وہ مقام تھا جہاں سے وہ سب سے افضل ترین ہیں ، بلند ہوا مکاں سے لامکاں کی طرف ۔ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جس پر ملائک، لوگوں کے اعمال لاتے ہیں اور وہ یہاں سے اوپر جاتے ہیں ۔ اور اسی طرح حکم الٰہی اوُپر سے یہاں آتے ہیں اور اسی مقام پر فرشتے انہیں وصول کرتے ہیں ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں فرمایا کہ : "پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا، اور اس کے پھل (بیر) اتنے بڑے ہیں جتنے ہجر کے مٹکے ، اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے ۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا، " یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے " اور وہاں چار نہریں تھیں، دو ظاہری اور دو پوشیدہ ۔ میں نے پوچھا " اے جبریل ! یہ کیا ہے " انہوں نے جواب دیا " پوشیدہ نہریں جنّت سے آتی ہیں ۔ جب کہ ظاہری نہریں دریائے نیل اور دریائے فرات سے آتی ہیں ۔"

پھر بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا، جس کے بعد میرے آگے ایک پیالہ شراب اور ایک پیالہ دوُدھ اور ایک پیالہ شہد کا پیش کیا گیا ۔ میں نے دوُدھ کا پیالہ قبول کیا، جس پر جبریل علیہ السلام

Marfat.com

نے کہا: "یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت قائم ہیں"۔ تو یہ وہ وقت تھا جب حضرت جبریل علیہ السلام کی رفاقت ختم ہوئی۔
امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ اپنی بُردہ شریف میں فرماتے ہیں کہ:

وَبِتَّ تَرْقیٰ اِلیٰ اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

"اور رات میں چڑھے آپ یہاں تک کہ اس منزل پر پہنچے جس منزل تک انسان اور مَلک نہیں پہنچ سکتا، نہ اس منزل تک پہنچنے کی آرزو کر سکتا ہے"

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس رات کے حسن کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "قسم ہے اس پیارے، چمکتے، تارے محبوب کی جب کہ وہ اُترے۔ تمہارے صاحب نہ بھکے ہوئے ہیں اور نہ بے راہ۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ جو فرماتے ہیں، وہ ہماری وحی ہوتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقت ور نے۔ پھر اس جلوے نے قصد فرمایا۔ اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھے۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اُتر آیا۔ تو اُس جلوہ اور اُس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ تو کیا تم اُن سے اُن

Marfat.com

کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اُس کے پاس جنت الماویٰ ہے، جب
سدرۃ پر چھا رہا تھا تو چھا رہا تھا، آنکھ نہ کسی طرف سے پھری اور نہ حد سے
بڑھی۔ بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(سورۃ النجم: ۱۸-۱)

یہ ہے شان اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک ہے، اور ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ معراج جسمانی نہ تھی، یا وہ عالم رویا میں ہوئی تھی، ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ سورج کا وجود نہیں، کیا اس سے سورج کی روشنی میں کمی آئے گی؛ یا اگر کوئی کہے کہ زمین سخت ہے تو کیا اُس سے کبھی زمین اپنے مدار میں گردش کرنا بند کر دے گی؛ اُس دن اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں بلند ہوئے اور بلند ہوتے ہوتے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اور پھر وہاں سے اس بلند مقام تک جا پہنچے۔ جہاں اس سے پہلے کسی نے قدم نہیں رکھا تھا۔ کوئی شے رحمۃ اللعالمین کی اعلیٰ شان کو نہیں گھٹا سکتی۔ ذرّہ بھر بھی نہیں، چاہے کوئی کچھ بھی کہے، یا مانے۔

اپنے محبوب کے قریب ہونے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام تھا، اتنا قریب جیسے "قاب قوسین" حتیٰ کہ اس سے بھی

Marfat.com

قریب تر۔ نُورِ محمدی کو اللہ کے "نُور" سے پیدا کیا گیا تھا، وہ نُور جو قلبِ الٰہی سے لیا گیا تھا۔ تو اُس دن "نُور" اپنی اصل جگہ کی طرف لوٹتا تھا۔ یعنی قلبِ الٰہی کے اندر عاشقین کی لُغت میں "جُدائی / فراق" جیسا کوئی لفظ نہیں ہے۔ کوئی بھی عاشق اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ ایک عاشق بھلا کیسے اپنے محبوب سے جُدا ہو سکتا ہے۔ یا ایک محبوب اپنے عاشق سے کس طرح الگ ہو سکتا ہے۔ اس راز کو صرف وہ سچے دل جان سکتے ہیں جو سچے عاشق ہیں اور جنہوں نے جامِ محبت پیا ہو۔

اُس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار نظارے دکھائے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنّت اور دوزخ کی سیر کرائی گئی تھی۔ آپ کو مومنین کے انعامات اور مُنکرین کے عذاب دکھائے گئے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دکھائی گئیں۔ اور بے شک یہ سب دیکھتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عاجز ترین بندے تھے۔ اُمّتِ محمدی ایک انتہائی خوش قسمت اُمّت ہے۔ اس پر اس لئے فضل کیا گیا ہے کہ اس کی نسبت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، اور ہر وہ شے جس کو اللہ کے محبوبؐ سے نسبت ہو، اس کی نسبت اللہ سے ہو جاتی ہے۔

اُمّتِ محمدی کو پانچ نمازوں کا تحفہ دیا گیا۔ ان پانچ نمازوں

Marfat.com

کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے۔ اس کا دوسرا تحفہ یہ تھا کہ جو بھی خود کو شرک سے بچاتا ہے، اُسے آخرت میں بخش دیا جائے گا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدی کو یہ تحفہ عطا فرمایا:

۱۔ اسلام کے عقائد۔

۲۔ ایمان کی تکمیل۔ اور

۳۔ مصیبتوں کے ختم ہونے کی خوشخبری

تو کیا اس اُمت میں ہونا ایک بہت بڑی نعمت نہیں ہے؟ یہ وہ نوری رات تھی جب رسُولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے مہمان تھے۔ جب آپؐ کو وہ رُتبہ عطا ہوا جو آپؐ کے شانِ عالی شان کے مطابق تھا۔ جب دل، دل سے ملے اور جب سرگوشیوں میں راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ جب سمندروں کے طوفان تھم گئے۔ اور اجسام فلکی ساکت ہوئے۔ جب ساری نگاہیں جھک گئیں، اور جو کچھ موجود تھا، وہ لاموجود ہوا۔ فقط ایک واحد رہ گیا، وہ واحد جو شروع سے تھا اور جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہ وہ راز ہیں جنہیں صرف دل والوں کے دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

سلام ہو اللہ کے رحمتہ اللعالمین پر، سلام ہو ان کی زلفِ عنبریں پر۔ سلام ہو اُن کی حیادار پلکوں اور سلام ہو ان کے نرم دل نواز تبسّم کریم پر، سلام اُن کے نوری دل پر اور سلام اُن کے عشقِ عظیم پر۔ اور اس

Marfat.com

ہمیں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سلام ابدالآباد تک
کے لئے ہے۔

آج کی رات وہ کچھ کریں جو مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے کہ:

"محبّت کے نشے میں چُور ہو جا، کیوں کہ سب
کچھ محبت ہی ہے۔ کہاں، جہاں قربت ملتی
ہے، اگر محبت میں لین دین مقصود نہ ہو، عاشق
بادشاہوں کا بادشاہ ہے، دونوں جہاں جس کے
تابع ہیں۔ اور بادشاہ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ
اُس کے قدموں میں کیا پڑا ہے۔ صرف محبت اور
عاشق ہی کو زمان کے اُس پار حیاتِ نو ملتی ہے۔
اپنا دل اُسی کو دیں باقی سب استعمال شدہ ہیں"۔

محبت اور مبارک باد اللہ اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
پر، اللہ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ سب
پر، معراج شریف کی اس مبارک رات کے موقع پر۔

آمین

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو ودُود ہے، جو سراپائے محبت ہے۔ جس کی محبت اُن سب کے لئے ہے جو اُس سے نسبت رکھتے ہیں۔ بے شک محبت ہی تمام بھالوں کی قوی ترین قوّت ہے۔

درود و سلام رحمتِ ربّی پر، نرم دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور محبت اور انعام بانٹنے والے پر جو ان کے مستحق ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو عاجز دلوں اور پُرنم آنکھوں پر جو ہر وقت یادِ الٰہی اور عشقِ نبی میں اشکبار رہیں۔

ایک عاشق کیا محسوس کرتا ہے اور یہ جذبہ اتنا طاقتور کیوں ہے کہ یہ باقی تمام جذبوں پر غالب ہے؛ ایک عاشق کس طرح عشقیہ باتوں سے مطمئن ہو سکتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ایک عاشق اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ سُننا چاہتا ہے۔ عشق ایک ایسا جذبہ ہے جس کے عمل کا رُخ پیچھے کی طرف ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ یہ آپ

Marfat.com

کو ملتا ہے اور اس کے لئے آپ کی پیاس اتنی ہی بڑھتی ہے۔

عشق کو کئی نام دیئے جاسکتے ہیں: جمال، کمال، لطافت، فنائیت۔

آپ ان تمام خوبصورتیوں کو، جو وجود رکھتی ہیں، اس سے منسوب کرسکتے ہیں۔ اُسے تمام احساسات اور مثبت جذبوں سے تشبیہہ دے سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کو پوری طرح اس کا ادراک نہیں ہوسکتا کہ عشق کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الفاظ اس کی تشریح کرنے سے قاصر ہیں۔ اور کوئی اور جذبہ، محبت کے جذبے کا بدل نہیں ہوسکتا۔ صرف عاشق ہی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ عشق کیا ہے۔

یہ محبت جو ہر سُو آپ کو پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، یہ اُس محبت کے ایک قطرے سے بھی کم ہے، جو آسمانوں میں وجود رکھتی ہے۔ یہ قطرہ اُس ذخیرے سے ہے جو لا انتہا اور لامحدود ہے، جو ابد تک بڑھتا ہی رہے گا۔ تصور اس محبت کے حُسن کا ادراک نہیں کرسکتا، اور احساسات اس احساس کا ادراک نہیں کرسکتے، جو آپ کو (اس کی) محبت سے ملتے وقت ہوتا ہے۔

یہ محبت آسمانوں میں موجود ہے اور آپ کے اللہ کے پاس ہے۔ لیکن کبھی کبھی اللہ اس کے چھوٹے چھوٹے قطرے اپنے سچے بندوں کے دلوں پر برساتا ہے، تاکہ اہلِ دنیا کو بھی ایسے دلوں کے حُسن اور جذبے کا احساس ہوسکے۔ دنیا میں ایسے سچے لوگوں کا وجود

Marfat.com

دُنیا کے لئے اُمید کا باعث ہے۔ اگر آپ اپنے اِردگرد نگاہ ڈالیں، تو آپ کو خوش نما رنگ ہر طرف بکھرے نظر آئیں گے: نیلا آسمان، گلاب کی سُرخ رنگت، سورج کا پیلا پن، یا لبوں کی ہلکی گلابی رنگت: یہ سارے رنگ دراصل اُس خوبصورت رنگ سے پھُوٹ کر آ رہے ہیں جو عشق کا رنگ ہے اور جو عاشق کے دل میں موجود ہے جب آپ سفید روشنی کی ایک شعاع دیکھتے ہیں تو وہ، دراصل سات دوسرے رنگوں کا امتزاج (مجموعہ) ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح ایک عاشق کے دل کا نُور دنیا کے جملہ خوبصورت رنگوں کا ایک حسین مجموعہ ہے۔ اگر آپ تمام عاشقین کو اس دُنیا سے باہر بھیج دیں، تو پیچھے یہاں صرف اُداس سُرمئی، اور کالے رنگ رہ جائیں گے۔ اس دنیا میں اِن عاشقین کی موجودگی ایک رحمت سے کم نہیں۔ یہ جملہ دلوں کو جگمگاتے اور دُنیا کے رنگوں کو زیادہ خوبصورت بناتے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک ایسے ہی عاشق تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ حسین شخصیت تھے جنہوں نے سید العاشقین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو متاثر کیا تھا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک سچے عاشقِ اللہ اور عاشقِ نبی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک ایسے شخص تھے جو اپنے ویرانوں میں گُم تھے، اپنی دُنیا میں گُم

Marfat.com

تھے، یعنی اپنے محبوبین کی دنیا میں۔ آپؓ نہ تو کسی تخت و تاج کے مالک تھے اور نہ ہی کسی آل یا مال کے، لیکن اُس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمین پر امیر ترین لوگوں میں سے ایک تھے، کیوں کہ اُن کے دل میں سچی اور معصوم محبت بھری ہوئی تھی، وہ محبت جو براہِ راست اللہ کی طرف سے اُن کے پاس بھیجی جارہی تھی، اُن کے ربّ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مثال تھے کہ آنے والے وقتوں میں کچھ لوگ کس طرح کے ہوں گے، وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہیں دیکھیں گے، مگر اُن کی محبت میں مست و مگن ہوں گے، اُس کے جام میں مکمل طور سے غرق اور اپنا سب کچھ اُن پر نچھاور کرنے کے لئے تیار۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں گے۔ سچے عاشقینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانے میں موجود رہیں گے۔ سچے دل کبھی بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عشق سے خالی نہیں رہیں گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے ایک چھوٹے سے شہر "قرن" سے تھا۔ آپ کے والد کا نام عامر تھا، جب کہ آپ کا اصلی نام عبداللہ تھا، لیکن آپ کی والدہ آپ کو ہمیشہ اویس کہہ کر پکارتی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑے سے بڑے ہوئے

Marfat.com

تو، اپنے والد سے محروم ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ ماں کی خدمت کرتے ہوئے گزارا، جو بوڑھی اور نابینا تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا زندگی گزارتے تھے اور روزی کمانے کے لئے شُتر بانی (یعنی دوسروں کے اونٹوں کو چرانا) اور زمین سے کھجور کی گھٹلیاں چُنتے اور انہیں بازار میں فروخت کرتے۔

آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُن کے دل میں دُنیا کی منزلت کتنی تھی، کہ آپؓ زندگی بھر کوڑے سے کپڑے کے چھوٹے ٹکڑے، یا کھجور کی گھٹلیاں چُنتے تھے، اور پھر ان گھٹلیوں کو بیچتے تھے، تاکہ ان سے اپنے افطار کے لئے کچھ تازہ کھجوریں خرید سکیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے سے چن کر جمع کردہ کپڑوں کے ٹکڑوں کو سی لیا کرتے تھے تاکہ اُن سے اپنا تن ڈھانپ سکیں۔

یہ تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدھی سادی زندگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دُنیا سے بس اتنا کچھ لیا جو ان کی ضروریات کے لئے بمشکل کافی تھا، ورنہ دنیا میں آپ کے لئے کوئی اور کشش نہیں تھی۔ حضرت فریدالدّین عطّار رحمتہ اللہ علیہ "تذکرۃ الاولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صرف ایک کمبل تھا، جو اُونٹ کے بالوں سے بنا تھا۔ آپؓ کا لباس ایک چادر اور ایک تہہ بند پر مشتمل تھا، اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے کسی

Marfat.com

وقت پھٹ جاتے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے لئے کسی سے نہیں کہتے۔

ایک اور کتاب "حیات الذاکرین" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کوڑے کے ڈھیر سے کپڑوں کے ٹکڑے چن رہے تھے، کہ آپؓ نے وہاں بیٹھے ہوئے ایک کتے کو اپنی طرف غُراتے ہوئے دیکھا۔ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس بھونکتے ہوئے کتے پر پڑی تو آپؓ نے فرمایا: "تم بھونکتے کیوں ہو؟ جو تمہارے پاس ہے وہ تم کھالو اور جو میرے پاس ہے وہ میں کھالوں گا۔ اگر میں آسانی سے پُل صراط سے گزر گیا تو، میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تم مجھ سے بہتر ہو۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُنّتِ نبوی کے سختی سے پابند تھے اور آپؓ اپنے کپڑوں پر پیوند لگانے سے کبھی پس و پیش نہیں کرتے تھے۔ (کیونکہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ: "اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنی ہی پرہیز کرو، جتنا سوار کے پاس توشہ (سفر کے دوران ضروریات کا سامان) ہوتا ہے۔ اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو، جب تک کہ پیوند نہ لگالو۔"

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو واحد اثاثہ تھا، وہ کھانا جو اُنکے پیٹ میں تھا یا وہ کپڑے جو اُن کے تن پر تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"اے اللہ! میں تجھ سے بھوکے پیٹ اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں، وہ لباس جو میرے بدن پر ہے اور وہ غذا جو میرے پیٹ میں ہے، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔"

یہ تھی وہ سادہ زندگی جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرن کے ویرانوں میں بسر کر رہے تھے۔ لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کی کیفیت اور آپؐ کے عشق کی حدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ حالانکہ آپ دونوں کے درمیان میلوں کا فاصلہ تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس درویش عاشق سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی ہے۔" اور یہ بھی فرمایا کہ "میری اُمت میں میرا دوست اویس قرنی ہے۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ اس شخص کے لئے ارشاد فرمائے تھے جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کبھی دیکھا تھا، اور نہ کبھی ان سے ملاقات کی تھی۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کس طرح

Marfat.com

ممکن تھا، جب کہ اُن وقتوں میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پیغامات پہنچنے میں کئی دن یا مہینے لگتے تھے؟ تو پھر ایسی دوستی کس طرح قائم رہ ئی؟ یہ اس طرح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُمّتیوں میں سے ہر ایک سے آگاہ تھے، چاہے وہ دُور ہو یا نزدیک۔

یہ بات آج بھی درست ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دلوں کو جانتے ہیں اور اس محبّت سے اچھی طرح واقف ہیں، جو اُن دلوں میں موجود ہے۔ یہ تو صرف دلوں کا معاملہ ہے جو حقیقی ناپ تول ہے۔ اگر آپ بہت زیادہ محبّت بھرے روّیے کا اظہار کرتے ہیں، یا محبّت بھری بہت باتیں کرتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اگر آپ کا دل، آپ کے الفاظ یا اعمال سے میل نہیں کھاتا، تو آپ کا سب کہا یا کیا ضائع ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھرے اور کھوٹے کو الگ کرنا خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیتوں کو پرکھ سکتے ہیں اور آپؐ دلوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب آپؐ کا نام مُبارک ایک ایسے دل پر آتا ہے جو فنا فی الرسول ہو، جب درود و سلام ایک ایسی زبان سے پڑھا جا رہا ہو، جس کا (اس کے سوائے) کوئی اور کام نہ ہو، جب اُن کے عشق کا اظہار اُن آنکھوں سے کیا جا رہا ہو، جنہیں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مُبارک کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتی ہوں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب نہ دیتے ہوں، یا انہیں اس سے بہت زیادہ نہ نوازتے ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرن سے مل رہا ہو۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشقِ رسُول تھے، اور ایک سچا عاشقِ رسول، ایک سچا عاشقِ الٰہی بھی ہوتا ہے۔ آپ کو آپ کا اللہ فقط اس وقت ملتا ہے، جب آپ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ ہو۔ کوئی عاشقِ اللہ ہونے کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہے، اگر عشقِ رسول اُس کے دل میں نہ ہو۔؟ اللہ فقط ان دلوں میں داخل ہوتا ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامل محبّت، کامل ادب اور کامل فنائیّت ہو۔ جب آپ فنافی الرسول ہوں گے تو تب ہی آپ فنافی اللہ ہو سکتے ہیں۔

آج کل کے دور میں بدقسمتی سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اُن کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عام بشر تھے، اور پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف یا اُن پر درود وسلام بھیجنے میں بُخل سے کام لینے لگے، وہ اس کی کھلی تبلیغ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت ضروری نہیں ہے۔ اُن کا کہنا یہ ہے کہ اگر آپ وہاں (مدینہ) نہ بھی جائیں،

Marfat.com

تو تب بھی آپ کا عمرہ یا حج ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑتے ہیں، یا ان کی شفقت طلب کرتے ہیں، تو پھر آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اس دُنیا سے چلے گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص وفات پانے کے بعد آپ کی بات سُنے؛

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ کریں، یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں حد سے نہ بڑھیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میلاد کی محفل سجانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خاص کر ۱۲ ربیع الاوّل کے موقع پر، یا شبِ معراج میں نوافل پڑھنا، یا ایسے درود پڑھنا، جیسے کہ درودِ تاج، درود لکھی، درودِ تنجینہ، درودِ اکبر وغیرہ؛ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "السلامُ علیک یارسول اللہ" کہنے کی ضرورت نہیں ہے، یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے وقت انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک تو وہ لوگوں کو ۱۲ ربیع الاوّل کی عبادات اور ذکر سے روکتے رہے ہیں، مگر اب وہ ۲۷ رجب، یعنی شبِ معراج کی عبادات سے بھی روک رہے ہیں۔ (اس طرح) وہ کل کسی بھی سُنّتِ رسول کے مُنکر ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ایک معمولی

Marfat.com

انسان نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے نُور سے تخلیق فرمایا گیا تھا، اور نُورِ محمدی سے تمام عالمین کو پیدا کیا گیا تھا۔ تو ایک ایسے شخص کس طرح ایک معمولی انسان ہو سکتے ہیں؛ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلی مبارک چاند کے دو ٹکڑے کر سکتی تھی، جب آپ کی اُنگلیوں سے لمحوں میں چشمے بہہ سکتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کو اپنی طرف آنے کا حکم دے سکتے تھے، جب آپ سُورج کو پیچھے لوٹ آنے کا حکم دے سکتے تھے جب نماز کا وقت فوت ہو رہا تھا، جب معراج کے دن عرش نے آپؐ کے مُبارک تلوؤں کا بوسہ لیا تھا، اور جب آپؐ نے تمام انبیاء کرام کو نماز باجماعت کی امامت فرمائی تھی، تو ایک ایسے شخص عام انسان کیسے ہو سکتے ہیں۔

ہے کوئی دوسرا شخص اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح؛ کیا کسی اور میں ایسی رحمت و کرم ہے کہ جب طائف کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا کر زخمی کر دیا تو اللہ نے آپؐ کے پاس ایک فرشتہ بھیجا کہ وہ آپؐ سے اس اُمر کی اجازت مانگیں کہ دو پہاڑوں کو گرا کے اس قوم کو ہلاک کریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے دُعائیں کرتے رہے۔ پھر بھی یہ بدبخت کہتے ہیں کہ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کو نہ بھی جائیں تو بھی آپ کا حج اور عمرہ مکمل ہے۔ تو کہہ دیجئے ان کو کہ اللہ

Marfat.com

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اِس کی حاجت نہیں کہ یہ اُس کے گھر کی زیارت کو آئیں۔

قلبِ الٰہی کا دروازہ، درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ اگر آپ وہاں جانا نہیں چاہتے تو اللہ کی طرف جانے والے تمام راستے آپ پر بند ہو جائیں گے۔ ایک معمولی سی بے ادبی، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، اُن کے اہلِ بیت، اور اُن کے معجزات، ان کے درود و سلام اور اُن کے روضۂ مبارک کے خلاف بے ادبی کا ایک لفظ بھی اللہ کی شان میں بے ادبی شمار ہو گا، اور اللہ اپنے دشمنوں سے نمٹنا خوب جانتا ہے۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک واحد لفظ بھی کہنے سے پہلے اپنی زبان کو دانتوں میں دبائے رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ حشر والے دن آپ کی تمام نیکیاں کورے (خالی) کاغذ بن جائیں، آپ کے خالی دلوں کی طرح۔ اللہ کے اُس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے کون کسی کو روک سکتا ہے، جن کی تعریف ہر وقت خود اللہ اور اس کے ملائکہ کر رہے ہیں؛ ایسی بے ادبی کرنے کی جسارت اور جُرأت کون کر سکتا ہے؛ ظاہر ہے صرف وہ جو بہت ہی بدقسمت ہو۔ یقیناً اُن کے ہاتھوں سے یہ دنیا بھی گئی اور وہ دُنیا بھی جائے گی۔ اگر وہ اپنے کہے پر توبہ نہیں کرتے۔

Marfat.com

اللہ کے محبوب، حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں موجزن عشقِ رسول ایک روشن مثال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شدید محبت کا جواب کس طرح دیتے تھے۔ اُن کی محبت آج کے زمانے کے لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا طریقہ سیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب سے ملنے نہیں جا سکے کیوں کہ اُن کی والدہ بوڑھی اور نابینا تھیں اور اپنے بیٹے کو ایک لمحہ کے لئے بھی خود سے دُور نہیں جانے دیتیں۔

یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک کڑی آزمائش تھی۔ ایک طرف یادِ محمدی میں دل تھا جو سینے سے باہر نکلا جا رہا تھا، اور دوسری طرف بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ: "اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو۔" لیکن ایک دن شوقِ دیدارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بڑھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا۔ آپؓ اس عشق میں اب اتنے بے بس، مکمل بے بس ہو گئے کہ انہوں نے اپنا حال اپنی والدہ کو بتا دیا جنہوں نے کچھ دنوں کے لئے جانے کی اجازت دے دی۔

کیا آپ اُس خوشی کا اندازہ لگا سکتے ہیں جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یمن سے مدینہ کی طرف قدم اُٹھایا ہوگا؟

Marfat.com

ہر بڑھتا ہوا قدم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
کے، اپنے دلربا کے، اپنے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر
لے جا رہا تھا۔ آپؓ کی ماں نے آپ کو فقط آٹھ پہر (۲۴ گھنٹے)
کی اجازت دی تھی۔ تو جتنی جلدی ممکن تھا وہ مدینہ کے لئے
روانہ ہوئے۔ آپؓ نے قرن سے مدینہ تک کا سفر صرف ۴ پہر میں
اس طرح طے کیا کہ آپؓ کے بال بکھرے ہوئے، چہرہ اور لباس
دھول سے اٹے ہوئے اور آنکھیں اشکوں سے لال سُرخ تھیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حالتِ وجد طاری تھا جب آپؓ
مدینہ میں داخل ہوئے۔ آپؓ ہر راہ گیر کو روک کر بڑی بے تابی
سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے۔ اس طرح
آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جا پہنچے۔ یہ وہ
وقت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کے لئے تشریف
لے جا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اویس قرنی رضی اللہ
عنہ کی آمد کے بارے میں جانتے تھے، لیکن اپنی مہم ملتوی نہیں
کر سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے سے پہلے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ "میرے جانے کے بعد میرا
ایک مہمان آئے گا۔ وہ جب یہاں آئے تو اُس کی مہمان نوازی
اچھی طرح سے کی جائے اور پوری طرح اُس کا خیال رکھا جائے

Marfat.com

اس لئے کہ وہ بہت ہی نیک آدمی ہے اور جب تک میں واپس نہ آؤں تو اُسے روکے رکھنا اور اگر وہ نہ رُکے تو اُسے مجبور نہ کرنا ،لیکن اُس کا حلیہ یاد رکھنا۔''

تو اس طرح سے اللہ کے سچے عاشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مل سکے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے آپ کو فقط آٹھ پہر کی اجازت دی ہوئی تھی تو آپؓ کے پاس انتظار کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی ۔لیکن کیا آپ سب کے خیال میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملے تھے ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہر روز، ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے ، اس دنیاوی جسم کے ساتھ نہیں بلکہ روحِ باطن کے ساتھ ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ کس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،آپؐ سے ملنے آئے تھے ۔تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ اس بے قرار روح کو اپنا تحفہ نہ دیں! اپنے وصال سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ وہ آپؐ کا ''جُبّہ مُبارک'' حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے آئیں ، انہیں اُن کا سلام پہنچائیں اور اُن سے کہیں کہ وہ اُمّتِ محمّدی کے لئے دعا کریں ۔کیوں کہ اُن کی

Marfat.com

دُعا مقبول ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ" جب آپ یمن پہنچیں گے تو آپ انہیں تشتر بالوں کے درمیان پائیں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرن گئے۔ اور کافی تلاش کے بعد کسی نے ان کو بتایا کہ" جی ہاں! ادیس نامی ایک دیوانہ "وادیٔ اُرْنا" میں رہتے ہیں۔" جب یہ دونوں صحابہ وہاں گئے تو انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں مصروف پایا۔ نماز کے بعد دونوں صحابی اُن کے سامنے بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ مبارک اُن کی خدمت میں پیش کیا اور اُمّتِ محمدی کے لئے دُعا کی درخواست کی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے" جُبّہ مبارک" اپنے ہاتھوں میں لیا، اُسے چُوما اور پھر سجدے میں جاکر کہا:" اے اللہ! میں آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ اُس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک آپ اُمّتِ محمدی کو نہیں بخشیں گے۔" غیب سے ندا آئی" اتنے ہزار لوگوں کو بخش دیا گیا۔" حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ سے زیادہ کرنے پر زور دیتے رہے، اور آخر کار ندا آئی کہ" تمہاری التجا پر اتنی اُمّتِ محمدی بخش دی گئی ہیں جتنی بنی رابعہ اور بنی معاذ کی بھیڑ، بکریوں کے جسموں پر بال ہیں۔"

Marfat.com

ان دو قبیلوں کے بھیڑ، بکریوں کے ریوڑ، اپنے بہت زیادہ گھنے بالوں کی وجہ سے مشہور تھے۔ پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دو صحابہ سے ایک عجیب سوال پوچھا کہ: "اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں، تو مجھے بتلائیے کہ غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا دندانِ مبارک شہید ہوا تھا؟ اور اتباعِ نبوی میں آپ سب نے اپنے دانت کیوں نہیں توڑے"؟ اور پھر یہ کہہ کر انہوں نے اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھاتے ہوئے فرمایا: "جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑا، پھر خیال آیا کہ شاید دوسرا دانت شہید ہوا ہو، اسی طرح ایک ایک کر کے جب سارے دانت توڑ ڈالے، تو اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا"۔

دیکھا آپ نے کہ عاشق کس کو کہتے ہیں؛ اور کس طرح اللہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی نہ ہوں، اور اللہ کے جملہ اویسیوں سے جو عشقِ رسول کی آگ میں دن رات جلتے ہیں۔ اللہ اپنے تمام اویسیوں، اپنے تمام محبوبوں پر سلام بھیجتا ہے۔ اللہ کا سلام ہو عشقِ محمدی پر، اور یہ سلام شالا ابدالآباد تک رہے۔

گُل از رُخت آموختہ نازک بدنی را

"پھول نے آپ کے چہرے سے نازک بدنی سیکھی"

Marfat.com

بُلبل زِ تو آموختہ شیریں سُخنی را

”بُلبل نے آپؐ سے شیریں سُخنی سیکھی“

در عشقِ تو دندانِ شکست است بہ اُلفت

”آپؐ کے عشق میں اُس نے باخوشی اپنے دانت توڑ ڈالے“

تو جامہ رسانید اویس قرنیؓ را

”(اور) آپؐ نے اویس قرنیؓ کو اپنا جُبّہ بھجوا دیا“

(آمین)

Marfat.com

۸۔ جولائی ۲۰۱۱ء (۱۷۸)

حضرت خواجہ شاہ محمدؐ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

شروع ربّ العزّت پروردگارِ عالم کے بابرکت نام سے، جو واحدہٗ لاشریک ہے، جو سمیع اور بصیر ہے اور جس کے نُور سے عالمین روشن ہیں۔ بے شک ایسا کوئی نہیں ہے جو اس کی ثناء و تسبیح نہ کرتا ہو۔ فرق بس یہ ہے کہ وہ جو سُن سکتے ہیں، اس تسبیح کو سمجھ سکتے ہیں۔

درود و سلام ہو شفیق نبیؐ پر، شفیعِ اُمت پر، رحیم اور مہربان رسُولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لیۓ اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن عارفی، افضلی دلوں کے لئے جو یہ جانتے ہیں کہ کسی سے "نسبت" کی کیا قدر و قیمت ہے۔

کیا آپ نے کبھی کوئی شعلہ دیکھا ہے؛ کیا کبھی اس کے رنگوں یا اس کی شدّت نے آپ پر جادُو کیا ہے؛ چاہے یہ دُور سے کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ لگتا ہو، آپ اس میں اپنے ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کریں گے، کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ اس میں جلانے کی قوّت

Marfat.com

ہے۔ شعلے کی جسامت چاہے کتنی ہی ہو، اس کی صفت جلانا ہی ہے اور یہی وہ کرتا ہے۔ جب یہ شعلہ کسی چیز کو جلانا شروع کرتا ہے، تو وہ شے بھی جلنا شروع کرتی ہے، اور اگر اس کی روک تھام نہ کی جائے، تو پھر ایک قلیل وقت میں آپ دیکھیں گے کہ وہ شے اپنی حالت بدل دیتی ہے اور وہ شے سے، کچھ نہیں میں بدل جاتی ہے۔ وہ اپنی حیات ختم کرتی ہے اور راکھ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی وقت اگر اس شعلے کو نہ روکا گیا، تو یہ اپنے اطراف موجود سب چیزوں کو جلا ڈالے گا، اور تھوڑی ہی دیر میں یہ مکانوں، درختوں کو جلا ڈالے گا۔ یہ شعلہ لوہے اور اسٹیل کو پگھلا سکتا ہے، اور پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر بھسم کر سکتا ہے اگر اُسے روکا نہ گیا۔

یہ ہے ایک شعلے کی طاقت۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ پانی ہر قسم کی آگ کو بجھا سکتا ہے تو پھر یہ لامحدود آگ کیسے پھیل سکتی ہے؟ لیکن اگر اس آگ کی شدید حدت سے پانی بھاپ بن کر اُڑ جائے، تو پھر اس شعلے کو کون روک سکتا ہے؟ اصل میں انسان بس اس کو دیکھتے ہیں جو اُن کے سامنے ہے، وہ پوری تصویر کو دیکھ نہیں پاتے ہیں۔ ہر چیز ہو سکتی ہے، اگر اللہ اُس کا ہونا چاہے۔ ماچس کی تیلی کا ایک چھوٹا سا شعلہ آسانی سے پوری دنیا کو جلا سکتا ہے، صرف

Marfat.com

اللہ اگر ایسا کرنا چاہے۔ لیکن دنیا کے لوگ اس حدت کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ وہ اُس جُھلسا دینے والی جلن، یا اس سے پیدا ہونے والی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا کے لوگ نرم بستروں اور ٹھنڈے کمروں کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ آرام دہ صوفوں اور ملائم ساٹن اور ریشم کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ بھلا اس تکلیف اور اس حدت کو کس طرح سہہ سکیں گے؟

یہی وجہ ہے کہ یہ شعلہ صرف چند ہی لوگوں کو دکھایا جاتا ہے۔ اس شعلے کو پانے والے وہ چند خوش قسمت لوگ ہیں جنہیں اس کے لئے چُنا گیا ہو۔ اس چھوٹے سے شعلے کا اصل مقام عاشق کے دل کی گہرائی میں ہے۔ اس شعلے کی قدر اور قیمت صرف ایک ہی عاشق جانتا ہے اور اس کو اپنے دل میں پانے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہ عشق کا شعلہ ہے، عشقِ حقیقی کا شعلہ۔ یہ وہ شعلہ ہے، جسے تمام عالمین کو جلا ڈالنے کی طاقت ہے صرف اگر آپ اس شعلے کو صحیح طریقے سے جلائے رکھیں۔

شعلۂ آتش پہ جب میں نے اپنا دامن رکھ دیا
پُرزے پُرزے کرکے دل نے بھی گریباں رکھ دیا

آگِ دُنیا اور آگِ عاشقین میں ایک فرق ہے۔ آگ دُنیا دکھائی دیتی ہے اور بے رحم ہے۔ یہ ہر اُس چیز کو جلا ڈالتی ہے جس

Marfat.com

تک اُس کی رسائی ہے ۔ جب کہ آگ عاشقین وہ دکھائی نہ دینے والا شعلہ ہے جو عاشق کے دل میں روشن ہے اور بڑی خاموشی سے جلتا ہے ۔ حالانکہ اس میں بھی وہ طاقت ہے جو اپنے راستے میں آنے والی ہر شے کو جلا سکتا ہے لیکن اللہ ایسا نہیں ہونے دیتا ۔

یہ شعلہ نہایت قیمتی ہے اور اللہ کی طرف سے ایک قیمتی اور انمول تحفہ ہے جسے وہ صرف اُن ہی کو عطا کرتا ہے جو اِس کی قدر و قیمت کو جانتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اس کا جلنا ظاہری طور پر نظر نہیں آتا ۔ عاشق بخوبی جانتا ہے کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہیں ہونا چاہیئے ۔ اس راز کی موجودگی کے بارے میں گفتگو نہیں کرنی چاہیئے ۔ اور نہ ہی یہ دوسروں کو دکھانا چاہیئے ۔ اس کا ظاہر ہو جانا ایک غیر ارادی فعل ہو سکتا ہے ، جس کا مطلب ہے کہ اللہ کی مرضی ہے کہ اسے دکھایا جائے تو پھر صرف اس صورت میں یہ دوسروں کو دکھائی دے سکتا ہے ، ورنہ دوسری صورت میں اس کی سخت راز داری ہونی چاہیئے ۔

ایک عاشق کو اس شعلے کے بارے میں دوسروں سے بات کیوں نہیں کرنی چاہیئے ، یہ اس لئے ہے کہ لوگ نہیں سمجھیں گے ۔ کیا کوئی نابینا ، گلاب کی کلی کے حسن سے لطف اندوز ہو سکتا ہے ، کیا کوئی بہرا ذکر کی نغمگی میں ڈوب سکتا ہے ، کیا کوئی گونگا اپنے

Marfat.com

محبوب کے لئے گیت گا سکتا ہے ؛ بالکل اسی طرح وہ لوگ جن کے پاس دل نہیں، اُن کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایک آدمی جو اتنا قابل ہے اور جس کا علم اتنا وسیع ہے، اور جو بہت لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے، وہ دنیا سے کنارہ کش ہونے کی بات کیوں کر رہا ہے، یا فنائیت کی بات، یا خود کو اپنے محبوب پر فنا کرنے یا ایک شعلے میں اس طرح جلنے کی بات کیوں کرتا ہے کہ اس کا اپنا وجود ختم ہو کر راکھ بن جائے ؛

بھلا دنیا والے اس طرح کی گفتگو کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ اور جب بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی تو وہ ہنس دیتے ہیں، طعنہ دیتے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں، جس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن کیا ایک عاشق کو یہ دُنیا دُکھ پہنچا سکتی ہے جب وہ شعلۂ عشق میں جل رہا ہو؛ نہ جب شعلے کی شدت، اُس کی حدت اور دُکھ بھی عاشق کو کسی دوسری چیز کی طرف مائل نہ کر سکتے ہیں۔ یہ "درد" انعام ہے اُس وفاداری کا جو اس کو اپنے محبوب سے ہے۔

یہ اللہ کی جانب سے آپ کے لئے انعام واکرام ہے۔ سچے عاشق اپنے محبوب کے رازدار ہوتے ہیں۔ وہ باتیں کرتے ہیں مگر اشاروں میں وہ اشارے دیتے ہیں، کبھی کبھی وہ ایک لفظ یا جملہ بول دیتے ہیں تاکہ سمجھنے والے سمجھ جائیں، اور بے شک اُسے صرف وہی سمجھتے ہیں جو اس راہ کے راہی ہیں۔ کبھی کبھی یہ لوگ، یہ عاشق

Marfat.com

ایک لڑی بن جاتے ہیں، اور یہ لڑی ایک سلسلہ بن جاتی ہے۔ ایک ایسا مربوط سلسلہ جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔ اس سلسلے کی قوّت کا دارو مدار اُس شخص پر ہے جو اس دائرہ کا مرکز ہے، اور اُس پر کہ اُس کا شعلۂ عشق کتنا مضبوط ہے۔ اگر وہ شعلہ اتنا مضبوط ہے کہ نہ صرف اُس کے اپنے دل کو جلائے رکھے، بلکہ اپنی حدّت باہر بھی خارج کرے، تو تب ہی دوسروں کی جانب بڑھتی ہوئی یہ آگ سلسلے کی قوّت کو بڑھائے گی۔ تو بے شک اس کا دارو مدار اِس پر ہے کہ سلسلۂ مرکز میں کون ہے، اور وہ اس شعلہ کے لئے ایندھن کہاں سے حاصل کر رہا ہے۔

کل میں نے کہا، وہ طوُر کا شعلہ کہاں گرا
دل نے جگر کی اشارت کی، یہاں گرا!
کیا کم تھا شعلۂ شوق کا، شعلے سے طوُر کے
پتھّر بھی وہاں کے جل گئے، جا کر جہاں گرا

تو سلسلۂ چشتیہ عارفیہ کی لڑی کو بڑی خوبصورتی سے پرویا گیا تھا۔ اور ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا؛ یہ محبّت سے پروئی گئی تھی۔ اسے عاجزی، انکساری اور حُزن سے بنایا گیا تھا۔ یہ ان خوبصورت اشکوں سے بنائی گئی تھی جو عاشقین کی آنکھوں سے بہتے ہیں۔ اس لڑی کا دائرہ بہت مضبوط تھا۔ سلسلہ اتنا مضبوط اس لئے تھا کہ اِسے

Marfat.com

سارے مرشدین کی قوت نے مضبوط بنایا تھا۔ اسے مضبوط بنایا تھا حضرت شاہ محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت بابا فرید الدّین مسعود رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت صابر پیار رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے، حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے اور باقی تمام بزرگان نے۔

ایک حقیقی سلسلے کے لئے آگے بڑھنا ضروری ہے۔ سچائی کو برقرار رہنا چاہیئے، اور مشعل کو ہمیشہ روشن رہنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مُرشد اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف اپنا سفر شروع کرتے ہیں، تو پھر یہ دیکھنے کے لئے کہ مالا مضبوط رہے، یہ ذمّہ داری کوئی اور سنبھالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ محمّد عارف رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ کے مرکز کو حضرت شاہ محمد افضل رحمتہ اللہ علیہ نے منوّر فرمایا۔

کئی دفعہ لوگ مرشد کی ذمہ داریوں اور اُن کے بوجھ کو نہیں سمجھتے۔ ذرا سوچئے تو کہ آپ میں سے ہر ایک مشکل سے اپنا ہی بوجھ اُٹھا سکتا ہے، لیکن مُرشد وہ ہستی ہیں جو اُن سب لوگوں کے لئے فکر مند ہیں جن کو ان سے نسبت ہے، جنہوں نے ان کا ہاتھ تھاما ہوا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک سچے

Marfat.com

مُرشد ہمیشہ اس نسبت کی لاج رکھتے ہیں ۔ ایسے ہی تھے آپ کے مُرشد ، ایک پیرِ کامل ، راہِ طریقت کے ایک سچے فقیر، قطبِ عالم شاہِ شاہاں ، خواجۂ خواجگاں ' فقیرِ بے بدل ، فقیرِ بے نظیر، فقیرِ محمدی ، فقیر فانی فی اللہ اور باقی باللہ حضرت خواجہ شاہ محمد افضل رحمتہ اللہ علیہ ، جنہوں نے یہ نُورِ عارفین اس منبعٔ نُور سے جذب کیا تھا جو طریقت کے اُن ستونوں کا ہے اور جو اس راہ پر چلنے والے مسافر پر یہ روشنی نچھاور کرتے ہیں ۔

یہ روشنیاں مختلف رنگوں میں تھیں اور ان کا مقام آپ کے پیارے مُرشد کا دل تھا ۔ اس میں یہ قادری نُور تھا جو سیدھا بغداد سے آرہا تھا آپ کے مُرشد کو روحانیت کی زبان دیتے ہوئے جو صرف محبوبِ سُبحانی ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سکھاتے ہیں ۔ پھر وہ چشتی نُور تھا ، وہ تیز روشنی جو اجمیر شریف سے آرہی تھی جس میں چشتی رنگ تھا جس نے سلسلے کو خوبصورت ہرا رنگ بخشا ۔ مگر اس ہرے رنگ کی شدت میں اس وقت اضافہ ہوا جب حضرت شاہ محمد افضل رحمتہ اللہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے دلکش رنگ لیا ، اور بے شک یہ رنگ دہلی سے آیا تھا ۔

سلسلے میں نرمی اور نغمگی اسی نسبت سے آئی ۔ لیکن " نُور " کی آمد کا سلسلہ اب بھی کئی جانب سے جاری تھا ۔ ایک تیز روشنی

Marfat.com

حضرت صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے دل سے سلسلہ میں آئی۔ اسی طرح محبّت کے شعلوں نے ہر طرف توانائی اور سرمستی میں اور اضافہ کیا۔ مالا (سلسلہ) گرم سے گرم تر ہوا اور دل زیادہ سے زیادہ گہرائی میں ڈوب گئے۔ کلیئر کے بادشاہ نے اپنی خوبصورت صابری نسبت سے دلوں کو مسحور کیا۔ یہاں جمال اور جلال ایک ساتھ تھے، جو ہر آدمی کو محبّت و عشق کی شراب میں بگھور رہے تھے جو انہیں راہِ وفا کے راز و رموز سکھا رہے تھے۔

کسی بھی سلسلے کا مُرشد اس جہاز کا کیپٹن ہوتا ہے، اور طریقت کا یہ جہاز کسی بھی دنیاوی جہاز کے مقابلے میں اہم ترین اور نازک ترین جہاز ہے۔ یہ اہم ترین اس لئے ہے کہ اس کا معاملہ آپ کے ایمان اور دین سے ہے۔ اور نازک ترین اس لئے کہ ارادے سے کی گئی کوئی بھی بے ادبی آپ کو اس جہاز سے باہر پھینک سکتی ہے۔ اس جہاز کے کیپٹن کو ایک نہایت خاص انسان ہونا چاہیئے۔ یقیناً ایک سچے سلسلے کے مرشدین کا انتخاب اللہ کرتا ہے۔ انہیں کسی کی ذاتی مرضی سے نہیں بنایا جاتا ہے۔

حضرت شاہ محمد افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق بزرگوں کے ایک خانوادے سے تھا۔ آپؒ کے والد، حضرت شاہ محمد غزن رحمتہ اللہ علیہ ایک قادری، سہروردی بزرگ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

Marfat.com

آپ کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں تھے، جنہوں نے اُن ہاتھوں کو حضور غوث الاعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں دیئے تھے۔ حضرت شاہ محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت بھی بالکل اسی طرح تھی۔ جہاں آشنا دان ایسے مضبوط ہوں اور تعلیم کا سلسلہ بچّے کی آنکھ کھلتے ہی شروع ہو، تو وہاں طریقت دورانِ خون میں کیوں نہ شامل ہو؟ تو پھر ذکر اللہ کیوں نہ جسم کی نس نس میں موجود ہو؟۔

یہ ہے ترتیب آپکے مُرشد کی تشکیل کی۔ آپؒ کو عجز وانکساری کے خمیر سے بنایا گیا تھا۔ آپؒ کے لہو میں ایک قلندر کی تڑپ اور جوش شامل تھا۔ آپؒ کے دل کی تیز دھڑکن ایک عاشق کے دل کی دھڑکن تھی اور یقیناً وہ دھڑکن ہر وقت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مُبارک کو پُکار رہی تھی، اور ذاتِ واحد کا ذکر وہ قوّت تھی جو اُن کے دل کو دھڑکا رہی تھی۔ اُن کی آنکھوں میں "نُورِ حکمت" تھا جو دوسروں کے دلوں میں داخل ہوتا تھا، اُن کی پیشانی پر ایک مُرشد کی روشنی عیاں تھی، وہ نُوری روشنی جس نے اپنی ضیاء براہِ راست نُورِ نبوی سے لی تھی، اور آپ کے شانے مضبوط تھے کیوں کہ انہیں بے شمار لوگوں کے بوجھ اٹھانے ہوتے تھے۔

ہمارے مُرشد کی نگاہ میں برق کی شدّت تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کی ایک نگاہ برق دلوں میں موجود دُنیا کو جلا ڈالتی تھی اور پھر آپ کی دوسری نگاہ شعلۂ عشق پیدا کرتی، اِس طرح وصول کرنے والے کی رُوح کو شعلہ بار کرتی تھی جس سے وہ جامِ محبت چکھتا تھا۔

کہتے ہیں کہ نسبت اور صحبت کسی شخص کے پورے پڑنے والے دو زبردست اثارات ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی گلاب، یاسمین اور موتیا سے بھرے باغ میں بیٹھے، اور کسی بھی پھول کو ہاتھ نہ بھی لگائے، تو تب بھی اس سے وہ خوشبوئیں آئیں گی لیکن اگر وہ کسی ایسی جگہ بیٹھتا ہے جس کے اِردگرد گائے کے چمڑوں کے انبار ہوں، تو ظاہر ہے کہ اُس سے یہی بُو آئے گی۔ یہی حال اُس کی رُوح کا ہے۔ اُس کی روح پروان چڑھے گی، اُسے بے انتہا مسرت ہو گی اگر وہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے گا، لیکن اگر وہ دنیاداروں کی صحبت اختیار کرتا ہے، تو اس کی رُوح کا بس دم گھُٹ جائے گا، اور وہ کمزور سے کمزور تر ہوتی جائے گی۔

ایک مرشد کی مبارک موجودگی آدمی کو تمام شیطانی واروں سے بچاتی ہے۔ مرشد، مرید اور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان براہ راست رابطہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مُرید کیلئے فنافی الرسول کے مقام تک پہنچنے سے پہلے فنافی الشیخ کا زینہ طے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہی قول آپ کے مرشد کا ہے۔

- فُقیر وہی کامل ہوتا ہے جس کا ہر مُرید اپنی نسبت کے بارے

Marfat.com

میں یہ یقین رکھے کہ مجھے فقیر سے سب سے زیادہ قربت حاصل ہے۔"

"میں فقیرِ محمدی ہوں اور میں نے اپنے ہر ایک بچے کو دربارِ رسالت ﷺ میں پیش کیا ہے۔"

اور اپنے صابری فیض کے بارے میں فرماتے تھے کہ:

" میں صابری فقیر ہوں اور میرے سر پر ہر وقت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تلوار چل رہی ہے۔"

انہیں اپنے مُریدوں کو اسباق اور اصولِ طریقت نہایت جامع طریقے سے سکھانے آتے تھے۔ آپ نے سکھایا کہ:

مریدی ایک بہت بڑا عہد و پیمان ہے۔ ایک بہت بڑا عزم بالجزم ہے۔ اگر صداقت ہو، محبت ہو، تو لطافت پیدا ہوتی ہے۔ جب لطافت پیدا ہوئی تو کثافت دُور ہوئی۔ جب کثافت دُور ہوئی تو تکلیف، ظلم وجور، بُغض وحسد، بُخل، کینہ، لالچ، وغیرہ، سب کی موت واقع ہوئی۔ اور دل آئینہ کی طرح صاف ہو گیا۔ لیکن یہ سب پیر کی توجہ سے ہوتا ہے اور پیر کی توجہ اُس وقت ہوتی ہے جب تک مرید کی طلب صادق ہو، اعتقاد درست ہو، رابطۂ محبت ہو، خواہش پرست، خدا پرست نہیں ہو سکتا۔ مُرید کا پیر ایک ہی ہوتا ہے، جس طرح وفادار بیوی کا ایک ہی خاوند ہوتا ہے، اس طرح پیر پرست مرید کا ایک ہی پیر ہوتا ہے۔ ایک پیر کے بہت سارے مرید ہو سکتے ہیں جس نے پیر

Marfat.com

کے حکم سے، یا پیر سے، روگردانی کی، وہ نعمت سے محروم رہا:

"پیری مریدی بڑا مشکل کام ہے۔ یہ رشتہ اعتقاد، ذوق و شوق اور محبت سے استوار ہوتا ہے۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ جو اپنے باپ سے لاکھوں روپے کی جائیداد بٹور کر ورثہ پاتا ہے، کچھ ہی روز میں اپنے باپ کو بھول جاتا ہے، لیکن ایک مُرید اپنے پیر کو کبھی نہیں بھولتا۔ پیر کی حیات میں، یا اِن کے وصال کے بعد، مُرید برابر اور یکساں طور پر اِن کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔ اِن کا نام روشن کرتا ہے۔ اِن کے مشن کی تکمیل اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے اور اُس میں راحت پاتا ہے۔"

آپ کے مرشدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم اور سپردگی کا ایک خوبصورت سبق سکھایا تھا کہ کوئی خود کو کس طرح اپنے محبوب کے حوالے کرے۔ کس طرح اپنی "میں" کو توڑ کر خود کو اس کے آگے گرا دے جس سے وہ ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔ مرشدین اُستاد ہوتے ہیں۔ وہ اس مسند پر اس لئے بیٹھتے ہیں کیوں کہ انہوں نے خود کو عشقِ محبوبیت میں فنا کیا ہوا ہے۔ اُن کے پاس اُن کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ سلسلے کے مرکز میں جو ہستی تشریف فرما ہیں، یعنی محبت کے سلسلے میں، یہ ہستی آپ کے مرشد ہیں، وہ روحِ پاک جنہوں نے خود کو کامل طور سے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

سپرد کر دیا تھا۔ جو رات دن اپنی محبت کے شعلوں میں جلتے رہے،
اور یقیناً اس شعلے نے اُن کے پورے وجود کو جلا کر راکھ کر دیا تھا، باقی
صرف شعلۂ عشق رہ گیا تھا، جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی فیاضی سے
اپنے چاہنے والوں میں تقسیم فرماتے رہے تھے۔

؎ دل بہم پہنچا بدن میں تب سے سارا تن جلا
آ پڑی یہ ایسی چنگاری کہ پیراہن جلا
سرکش ہے، ہے جو دکھلاتی ہے اس مجلس میں داغ
ہو سکے تو شمع ساں دیجئے رگِ گردن جلا

بھلا قلم ایک عاشق کے الفاظ کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے؟
اور گھڑیاں کس طرح وقت کی اُس حد کا تعین کر سکتی ہیں جس
میں آپ اپنے محبوب کی باتیں کرتے رہیں، جب آپ کا اللہ محبت
کی بات کرتا ہے، عشق کی بات کرتا ہے، اور اپنے عاشقین کی بات
کرتا ہے، تو اُن باتوں کے لئے الفاظ اور وقت کی کوئی قید نہیں۔

آپ کے مُرشد اِس دُنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ بھلا اپنے
محبوب سے، اپنے عاشق سے، کس طرح جُدا رہ سکتے تھے۔ اور باقی جو
اس دُنیا میں رہ گیا ہے، وہ دردِ فراق ہے، وہ ان کی جدائی کا
درد ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ "اس درد کی تلافی فرمائے گا، بس
ذرا سا انتظار اور"!

Marfat.com

ے راتیں بیتیں، دن بیت گئے
راتیں بھی نئی، دن بھی نئے
مورکھ مَن ایسا ہٹیلا ہے
اُسے یاد وہ رنگ پُرانے رہے
اَنہونی کا جسے دھیان رہا
ہونی نے اُسے چپکے سے کہا
نہ وہ باتیں رہیں، نہ وہ زمانے رہے
جو رہے بھی تو باقی فسانے رہے!

آمین

Marfat.com

شب برأت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اس کائنات اور جو کچھ اس میں موجود ہے، سب کا مالک ہے۔ وہ جو سمیع و بصیر ہے اور ہر ایک دل کے خاموش خیالات کو جانتا ہے۔

درود و سلام سید الشاہین، فخرِ متقین اور زاہدین صلی اللہ علیہ وسلم پر، وہ جنہوں نے زندگی کا سلیقہ سکھایا۔

☆

سلامتی آپ کے لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے ساتھ برکتوں اور رحمتوں کے۔ سلامتی ہو ان سب کے لئے جو اِن ارشادات کے ہر ایک لفظ کو بڑی توجہ سے سُنتے ہیں، اور اُن پر اپنی زندگیوں میں عمل کرتے ہوئے اُن کا احترام کرتے ہیں۔

ہر سال موسم آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ ہر سال یہی مہینے آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ کوئی شئے مستقل نہیں۔ موسم سرما کے بعد بہار آتی ہے، اور بہار سے موسم گرما اُبھرتا ہے، اور پھر گرمی بھی خزاں کی ٹھنڈی ہواؤں میں بدلنی شروع ہوتی ہے، اور اس طرح یہ بات

Marfat.com

ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شے مستقل نہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ کوئی شے مستقل نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ نے واقعات اور مظاہر کا ایک معمول ایسا بنا رکھا ہے تاکہ لوگ آنے والے واقعات کا اندازہ لگا سکیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک سال میں ہمیشہ بارہ مہینے ہوتے ہیں، اور ایک مہینے میں مخصوص دنوں کی تعداد ہوتی ہے، اور ایک دن چوبیس گھنٹوں کا ہوتا ہے۔ اس طرح گنتی کی جاسکتی ہے اور غیر یقینی صورتِ حال سے بچا جاسکتا ہے۔

یہ اللہ کے طریقے ہیں جس نے آپ کو اس دنیا میں آسانیاں عطا کی ہوئی ہیں۔ یہ آپ سب پر اللہ کا کرم ہے کہ اس نے آپ کو بنی آدم کے طور سے پیدا فرمایا، آپ کو حُسن کُن صورت اور چہرہ عطا کئے۔ اور ایک صحیح دماغ سے نوازا۔ یہ بھی کرم ہے اس کا کہ اُس نے آپ کو والدین اور گھرانے عطا کئے ہیں اور آپ کو رہنے کے لئے مکان دیئے۔ مگر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر جو نعمت عطا کی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں، وہ یہ کہ اس نے آپ کو اُمّتِ محمدی میں پیدا فرمایا اور آپ کو رحمتہ اللعالمین کے کرم سے نوازا جو اُمّت کے والدِ گرامی ہیں۔

یہ وہ کرم ہے جس کی تمنّا انبیاء علیہ السلام نے بھی اپنے لئے

Marfat.com

کی تھی۔ اس اُمت کا حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو اپنی رحمت اور برکتوں سے محض اس لئے نوازا ہے کہ آپ کی نسبت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے اپنی محبّت اور برکتیں اُن سب کو عطا کی ہیں جنہوں نے خود کو خلوصِ دل سے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کر رکھا ہے، اور اُن لوگوں سے زیادہ خوش نصیب کون ہو سکتے ہیں جو سچے عاشقِ رسول ہیں۔

اللہ کے محبوب تاجُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نُورِ علیٰ نُور ہیں، شاہِ کون و مکاں ہیں، اور وہ سب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے وابستہ ہیں، وہ سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں۔

تو ہم نسبتوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، اور سب سے زیادہ حسین نسبت، نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ نسبت جو آپ کو محبّت اور رحمت کے دائرے میں لاتی ہے۔ آپ میں سے اکثر کو یہ نسبت عطا کی گئی ہے کیوں کہ آپ ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اس دن سے دیکھے تھے جس دن آپ نے اس دنیا میں آنکھیں کھولیں تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دین کی تمام سہولتیں آپ کو حاصل ہیں۔

آپ اپنی عبادت اس طرح کرتے ہیں کہ آپ کا دل اس میں

Marfat.com

نہیں ہوتا اور قرآن کو بس تلاوت کی خاطر پڑھتے ہیں ۔ اور جب کوئی سُہانی رات آتی ہے، تو آپ یا تو دن بھر کے کام کاج کی وجہ سے تھکے ہوئے ہوتے ہیں، یا پھر کسی اور مشغلے میں مصروف ہونے کے باعث اس رات کی عبادتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

آپ دراصل اس اسلام کی قدر نہیں کرتے جو آپ کو عطا ہوا ہے۔ ذرا ان لوگوں کے بارے میں سوچیں جو اسلام کے دائرے میں نہیں ہیں اور جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں، وہ اپنی زندگیاں کس طرح گزارتے ہیں؛ یقیناً وہ صرف اس دنیا کے لئے جیتے ہیں۔ وہ صرف اپنی جسمانی آسائشوں کے لئے جیتے ہیں۔ وہ ایک خالی خول میں رہتے ہیں جہاں اطمینان تو صرف لمحے بھر کے لئے ہے مگر دُکھ اور عذاب دائمی ہیں۔ وہ اُن خداؤں کے آگے اپنا سر جُھکاتے ہیں، جن کو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں ہیں۔

وہ فطرت کی قوتوں سے (مدد) مانگتے ہیں کہ وہ اُن کی ضروریات کو پورا کریں، یا وہ سمجھتے ہیں کہ آگ ان کے سوالات کا جواب دے سکتی ہے۔ کتنے گرے ہوئے (کمینے) ہیں یہ لوگ ۔ یہ مشرکین زندگی بھر اپنے سروں کو مٹی، آگ، ستاروں اور سورجوں کے سامنے یہ سوچ کر جُھکاتے ہیں گویا وہ اپنی عبادات میں سچے ہیں ۔ کیا آپ اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ نے آپ کو اُن کے

Marfat.com

جھوٹ اور فریب سے بچالیا ہے؛ اس کے لئے اپنے ربّ کا شکر ادا کریں۔

اور پھر وہ لوگ بھی ہیں جو اِن چیزوں میں شرک کرتے ہیں جو اللہ نے اُن کی طرف بھیجی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی کتابوں میں تحریف کی ہے، اللہ کے نبیوں کو قتل کیا ہے، اور اللہ کے خلاف الزامات لگانے کی جسارت کی ہے، اور اُسے ایک ایسے شخص کا باپ کہا جو اس نے خود پیدا کیا تھا، یا یہ الزام لگایا کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں یا وہ کسی نہ کسی انسانی صورت میں اس دنیا میں آسکتا ہے۔ اس طرح کی ہیں اُس کی بے ادبیاں اور گستاخیاں۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں کوئی روک نہیں سکتا اور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دن وہ بھی ایک تنگ و تاریک گڑھے میں ڈالے جائیں گے اور منوں مٹی تلے دبائے جائیں گے۔ پھر انہیں کوئی نہیں بچائے گا اور نہ کوئی مدد کرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ اُن کی بے باکیاں کیا رنگ لائی ہیں۔ کیا آپ اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ نے آپ کو اُن کے جھوٹ اور فریب سے بچالیا ہے؛ اس کے لئے اپنے ربّ کا شکر ادا کریں۔

Marfat.com

پھر وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے کلمۂ توحید اپنی زبانوں سے تو پڑھا مگر وہ اُنکے دلوں تک نہیں اُترا ہے۔ یہ کلمہ انہوں نے اسلئے پڑھا تھا کہ یا تو وہ اِس میں پیدا ہوئے تھے یا پھر اس سے انہیں کوئی دنیاوی فائدہ مل رہا تھا، لیکن یہ کلمہ اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ وہ نام کے تو مسلمان ہیں لیکن اُن کے اعمال کی کہانی کچھ اور ہے۔ یہ بھی محض اس دُنیا سے وابستہ لوگ ہیں۔ وہ پڑھتے ہیں، شادیاں کرتے ہیں، صرف دُنیا سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی خاطر۔ اُن کے دین کی طرف سے لگائی جانے والی ہر پابندی کی مزاحمت کرتے ہیں۔ وہ حجّتیں کرتے ہیں؛ اللہ کے کلام کی غلط تشریح کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ وہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی بے حُرمتی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، صرف اس لئے کہ اُن میں اِنہیں ایسے اعمال کرنے کو کہا گیا ہے جنہیں یہ نہیں چاہتے؛ جیسا کہ اس دنیا میں امن سے رہو، اللہ کی اطاعت میں زندگی بسر کرو۔ اللہ انہیں مُہلت دیتا ہے، اللہ انہیں ڈھیل دیتا ہے تاکہ ان کی سرکشیوں اور نافرمانیوں میں اضافہ ہو جائے۔

بے شک اللہ انہیں اس وقت تک مہلت دیتا ہے، جب تک کہ اُن کی گردنوں کے گرد رسّی کو کس نہیں دیا جاتا، یعنی جب اللہ اُسے کسنا چاہتا ہے۔ پھر وہاں کون انہیں بچانے والا ہوگا اور کون اُن

Marfat.com

کی مدد کرنے والا ہوگا۔ کیا آپ اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ نے آپ کو، اُن کے جھوٹ اور فریب سے بچا لیا ہے؟ اس کے لئے اپنے رب کا شکر ادا کریں!

کیوں نہ ہم ایسے، بالکل ہی مختلف قسم کے لوگوں کے بارے میں بات کریں جو تعداد میں تو بہت کم ہیں، مگر اُن کی طاقت اتنی زیادہ ہے کہ اُن ہی کی وجہ سے دنیا ابھی تک قائم ہے۔ یہ اللہ کے ولی ہیں، اللہ کے عاشقین ہیں، اُس کے طریق (یا راستہ) کے لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت اطاعت میں سر بہ سجود رہتے ہیں۔ اُن کے دل بھی اسی طرح جھکے رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اگرچہ دن کے وقت اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف رہتے ہیں، لیکن ان کے کام ہر وقت صدائے الٰہی کی جانب لگے رہتے ہیں۔ اور جب وہ صدا آجاتی ہے، تو کوئی شے ان کے درمیان نہیں آسکتی۔ یعنی جب وہ اپنے اللہ کی طرف دوڑتے ہیں، وہ جو احد اور واحد ہے، ان کے ہاتھ تو دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہیں لیکن اُنکے دلوں میں ہر وقت اللہ کے اسمائے حُسنیٰ کی گونج سُنائی دیتی رہتی ہے۔ اور جب رات اپنی چادر پھیلاتی ہے اور ہر ایک گہری نیند سو جاتا ہے، تو یہ پاک نفوس نہایت خاموشی سے اٹھتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ جو کبھی

Marfat.com

نہیں سونا۔ پھر بس وہ لوگ ہیں اور اُن کا اللہ۔ وہ اس سے کیا کہتے ہیں اور وہ کس طرح جواب دیتا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے عبد کے درمیان راز و نیاز ہیں۔

اُن تاریک راتوں میں بڑی خاموشی سے سر جھکتے ہیں، اور زبان کے بجائے آنکھیں بولتی ہیں۔ اور آنکھیں اشکوں کے ذریعے بولتی ہیں کیوں کہ یہ اشک دل کے صافی ہیں۔ وہ اُن تمام دھول اور ناپاکیوں کو صاف کرتے ہیں جو کبھی بھی دلوں پر آپڑی ہوں۔ یہ اشک ساری دنیا کو ہٹا دیتے ہیں، اور وہاں صرف "اسم ھُوَ" رِہ جاتا ہے کیوں کہ مومنین کے دل ہی صحیح معنوں میں اللہ کا مسکن ہیں۔

جب تمام پہاڑ اور تمام آسمان اس ذمہ داری کا بوجھ نہ اٹھا سکے، تو پھر صرف ایک مومن کا دل تھا جس نے اس "نُور" کو اپنے اندر سمو لیا۔ اور پھر کیوں نہ اللہ اُن سب کو اپنا کہے، اور کیوں نہ اللہ اُن پر اپنی محبّت اور رحمت نچھاور کرے۔ اور کیوں اللہ انہیں ابدی خوشی اور سجائی گئی جنّت کی بشارت نہ دے؟ آخر تو وہ سب اللہ ہی کے ہیں۔

کیا آپ خوش نہیں ہیں کہ اللہ نے آپ کو ابدی امان اور سکینت کا یہ راستہ دکھایا ہے؟ اس کے لئے اپنے ربّ کا شکر ادا کریں! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ اس دنیا میں بھی اپنے فرمانبرداروں

Marfat.com

پر اپنی رحمتیں برساتا ہے، اللہ انہیں جس حال میں بھی رکھے وہ خوش ہیں۔ اللہ انہیں جو کچھ بھی دیتا ہے وہ اس میں مطمئن رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت صبر و شکر کی حالت میں رہتے ہیں اس کی عطا کردہ تمام نعمتوں کے لئے یا کسی بھی رنج و غم اور تکلیف کے لئے جو انہیں درپیش ہو۔

ایسے ہوتے ہیں اللہ والے، ہر وقت خوش، مطمئن اور پُرسکون۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا کی یہ حالت دیکھ کر، یا کسی کے دُکھ کو دیکھ کر نہ خوش ہوں۔ ایسے وقت وہ ہمیشہ دوسروں کیلئے دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں، مگر اپنے رنج و مصیبت پر رنجیدہ نہیں رہتے اور نہ ہی یہ انہیں غمزدہ کرتے ہیں کیوں کہ حق باری تعالیٰ پر اُن کا توکّل کامل ہے۔ اور یقیناً اللہ اُن سب کو دوست رکھتا ہے جو اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

اطمینان اور سکینت جیسے دُنیادی انعامات کے علاوہ اللہ کے اِن بندگی والے بندوں کو اس دنیا میں چند خاص مواقع بھی دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اللہ کے قریب سے قریب تر ہو جائیں۔

کچھ خاص دن اور کچھ خاص راتیں ہیں۔ ان خاص راتوں میں ایک رات ۱۵ شعبان کی رات ہے، یعنی "شبِ برأت"۔ وہ رات جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: "یہ وہ رات ہے جب اللہ تعالیٰ اس دُنیا کے آسمان

Marfat.com

پر جلوہ افروز ہوتا ہے، اور اس رات اپنی رحمت کے کئی دروازے کھول دیتا ہے اور پکارتا ہے: "کون ہے جو آج کی رات مجھ سے بخشش طلب کرے تاکہ میں اُسے معاف کر دُوں؟ کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے تاکہ میں اُسے رزق عطا کروں، اور ہے کوئی ایسا جو معصیّت اور آفت کا شکار ہو، تاکہ میں اُس کے مسائل کو ختم کروں۔"

یہ رحمت والی ندا طلوعِ فجر تک قائم رہتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ ذرا جلدی کیجئے کیوں کہ جب نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵ شعبان کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ (اس پر) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "انس رضی اللہ عنہ! بیٹھ جائیے میں آپ کو ۱۵ شعبان کے بارے میں بتاؤں گی۔ (اُس رات) میرے گھر قیام کرنے کی باری تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لیٹ گئے۔ رات کسی وقت میں جاگ پڑی اور دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر نہیں تھے۔ میں اپنے مکان سے باہر نکلی اور جب میں مسجد کے قریب سے گزری تو میرا پیر اُن سے ٹکرایا۔

Marfat.com

اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے اور فرما رہے تھے:" اے اللہ! میرا جسم اور دل تمہارے آگے سجدہ ریز ہیں۔ میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے اور یہ ہے میرا ہاتھ، اس ہاتھ سے میں نے اپنے جسم کو کبھی گناہ سے آلودہ نہیں کیا ہے۔ اے میرے پروردگار! یہ تو ہی ہے جس کی طرف ہم تمام عظیم کاموں کے لئے امید کی نظر سے دیکھتے ہیں، میرے بڑے گناہوں کو بخش دے۔ میرا یہ چہرہ تمہارے سامنے سجدہ ریز ہے، تُو نے اسے بنایا ہے اور اسے ایک صورت بخشی ہے، تُو نے اس میں آنکھیں اور کان بنائے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک اُٹھایا اور فرمایا کہ:" یااللہ! مجھے عطا کیجئے، وہ دل جو آپ سے ڈرے، جو شرک سے پاک ہو، جو کافروں اور بدبختوں کے دلوں کی طرح نہ ہو۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سجدے میں گئے، اور پھر میں نے اُن کو یہ فرماتے سُنا:" یااللہ! میں تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں یہ پناہ تیری رضا سے مانگتا ہوں، تمہاری بخشش سے۔ میں تیرے عذاب سے، تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں کامل طور سے تمہاری حمد نہیں کرسکتا جس طرح تُو اپنی ثناء کرتا ہے۔ میں تو بس وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: میں تمہارے لئے اپنے چہرے پر خاک ڈالتا ہوں۔ اے میرے

Marfat.com

مالک، اور میرا پروردگار ایسا ہے کہ اس کے آگے چہرہ خاک آلود ہونا چاہیئے۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اٹھایا، اور میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ یہاں ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ پندرھویں شعبان کی رات ہے، اور اس رات اللہ تعالیٰ دوزخ سے اتنے لوگوں کو رہا کرے گا، جتنے کہ بنو کلب کے مویشیوں (کے جسموں) کے بال ہیں۔ لیکن چھ قسم کے لوگ پھر بھی اس رات میں مستثنیٰ نہیں ہوں گے: (یعنی) شرابی، اپنے والدین کے نافرمان، زنا میں عادی، چغل خور، اور وہ جو چنگ و رباب والا ہے (یعنی موسیقار)۔"

اے اُمتِ محمدی! یہ رات ایک تحفہ ہے، اُمتِ محمدی کے لئے ایک ہدیہ ہے۔ جو اس رات کی حقیقت کو جانتے ہیں وہ اس کے ہر لمحے کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ ایسی راتوں کی عبادات کا احترام کیجئے۔ آپ اس کے لئے جماعت کا بھی اہتمام کرسکتے ہیں اور نوافل ایک ساتھ ادا کرسکتے ہیں لیکن اگر آپ کو تنہائی درکار ہے تو وہ بھی صحیح ہے۔ کوشش کریں کہ آپ کے گھر والے اکٹھے ہوں۔

اس رات کی تیاری اس طرح کریں کہ اپنے دن بھر کے کام جلدی

Marfat.com

کرلیں ۔ اور تھوڑی دیر کے لئے سو جائیں تاکہ آپ آسانی سے پوری رات جاگ سکیں۔ ذکر اور تسبیح و تہلیل کریں، نوافل ادا کریں، درُود و سلام پڑھیں، اور جو کچھ بھی آپ کر سکتے ہیں، کامل عاجزی اور انکساری سے کریں۔ اِسے ایک مطیع دل کے ساتھ کریں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، یعنی کامل عجز اور مکمل انکساری اور محبت میں شرابور ہو کر۔

پھر اپنے اللہ سے مانگیں۔ اس سے مانگیں کیوں کہ وہ آپ سب کو سُن رہا ہے، مانگیں اس سے کہ وہ آپ سب کو عطا کرنے کے لئے موجود ہے۔ بے شک یہ رات اُن لوگوں کے لئے ایک انعام ہے جو اس سے نسبت رکھتے ہیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۲ جولائی ۲۰۱۱ء (۱۸۰)

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے۔ وہ احد و واحد جس نے دنیا کو محبت کا راستہ دکھایا۔ یہ وہی ذاتِ باری تعالیٰ ہے جس نے انسانیت کو اس دنیا کی مشکلات پر قابو پانا سکھایا، اور قدرتی طور سے یہ محبت کے ذریعے سکھایا۔

درود و سلام اللہ کے عظیم ترین عاشق پر، اللہ کے محبوب اور اس کے عاشقِ عظیم پر۔

۷

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جو راہِ حق کے سالک ہیں، جو اس طریق کے سبق سیکھنے کے بڑے مشتاق ہیں۔

یہ کس نے کہا کہ کسی سے محبت کرنا آسان ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جو اس کو آسان سمجھتے ہیں، وہ حیرت زدہ ہوں گے۔ یہ تو مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے۔ کسی سے محبت کرنے کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ آپ کی اپنی ذات، یعنی "میں" کا وجود باقی نہیں رہتا اور آپ کے آگے جو واحد عکس ہے وہ صورتِ محبوب ہے۔

محبت کرنے کے معنی ہیں کہ اپنے تمام اثاثوں، مال و دولت، اولاد و رشتہ داروں، اور مقام و حیثیت کو پسِ پُشت ڈالنا ہے۔ یوں سمجھیئے کہ آپ اپنا سب کچھ اپنے معشوق کی ایک خوبصورت مسکان پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ محبت کرنے کا مطلب ہے خود کو اپنے تمام مال و اسباب کی سپردگی کے ساتھ سُپرد کرنا، حتّٰی کہ اپنی پوری دنیا کو اپنے محبوب کی صرف ایک نظرِ عنایت کے لئے دے دینا۔

کون کہہ سکتا ہے کہ محبت کرنا آسان ہے؟ کون کہہ سکتا ہے کہ عاشقین کی زندگی آسان ہے؟ عشق کرنا نہایت مشکل ہے۔ یہ کوئی ایسا شُغل نہیں ہے کہ جسے چھوٹے دل والے لوگ کر سکتے ہوں۔ وہ بھلا اس کے درد کو کس طرح سہہ سکتے ہیں؟ یہ بزدلوں کے کرنے کا کام نہیں۔ وہ بھلا اپنے محبوب کے لئے دُنیا سے کس طرح لڑ سکتے ہیں؛ دنیا والے یہ کام نہیں کر سکتے۔ وہ اپنا آرام و سکون اس راہ پر چلنے کے لئے کس طرح چھوڑ سکتے ہیں، وہ راہ جو پتھروں اور کنکروں سے پُر ہے؟

عشق کرنا معمولی لوگوں کا کام نہیں ہے۔ فقط خاص لوگ

Marfat.com

ہی اس راہِ حق پر چل سکتے ہیں ، وہ لوگ جن کے پاس ایک ایسا دل ہوتا ہے جو تسلیم و رضا، عجز و عاجزی میں ڈوبا ہوا ہے، اور جو ہر وقت اپنے محبوب کے آگے جھکا ہوا اور سجدہ ریز رہتا ہے ۔ بھلا "انا" یا "میں" کس طرح ایسے دل میں ٹھہر سکتی ہے جو اتنا نرم اور لچکدار ہو؟

صرف وہ دل محسوس کرنا جانتے ہیں جن کو دوسروں کا احساس ہے ۔ اگر آپ کے دل میں دوسروں کے لئے احساس نہیں ہے تو پھر آپ کبھی بھی محبت کو محسوس کرنا نہیں سیکھ سکتے کیوں کہ محبت کو فقط حساس دل ہی محسوس کر سکتے ہیں ۔ وہ دل جو روتے ہیں جب دوسرے روتے ہیں، جو درد محسوس کرتے ہیں جب دوسرے تکلیف میں ہوتے ہیں ، تب ہی آپ کی آنکھیں محبت میں آنسو بہانا سیکھیں گی ۔ اور تب ہی آپ کا دل محبت کے درد کو محسوس کرنا سیکھے گا ۔

ایسے دل مبارک دل ہوتے ہیں، اور ایسی آنکھیں خوشبخت آنکھیں ہوتی ہیں اس لئے کہ دولتِ محبت سے بڑھ کر قیمتی چیز اور کیا ہو سکتی ہے ۔ اور جب ایک بار کسی کو یہ دولت مل جاتی ہے، تو پھر ایسے شخص کے لئے زندگی کا کوئی غم یا دنیا کی کوئی رکاوٹ کوئی معنی نہیں رکھتیں ۔ یہ وہ شخص ہے جو اس خزانے کو نہ صرف اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے ، بلکہ اسے اپنے اطراف بڑی فیاضی سے تقسیم بھی کرتا ہے ۔

Marfat.com

آئیے! ایک عاشق کی بات کرتے ہیں، ایک ایسے عاشق کی جو بحرِ محبت میں ڈوبے رہتے تھے، ایک ایسے عاشق جو شرابِ محبت کے نشے میں چوُر رہتے تھے۔ وہ اس شراب کو اکیلے خود نہیں پیتے، بلکہ اُن سب کو بھی پلاتے تھے جو اُن کے اِرد گرد موجود رہتے تھے۔ یہ قلندری شراب اب بھی اتنی ہی نشیلی اور پُرسرور ہے جتنی کہ ۸۵۰ سال پہلے تھی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً ۸۵۰ سال پہلے ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی باپ اور ایک ولیہ ماں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور آپؒ کا سلسلۂ نسب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ پیدائش کے وقت آپؒ کا نام عثمان رکھا گیا تھا، لیکن زندگی میں آگے چل کر آپ کو قلندر لعل اور شہباز کے القاب عطا ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق ایک مرتبہ آپؒ عالمِ جذب میں تھے اور اُسی حالت میں آپؒ نے کچھ کنکریاں زمین سے اٹھائیں اور اُن سے کھیلنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں ہوا میں اُچھالتے اور زمین پر گرانے کے بجائے، آپؒ انہیں اپنی جھولی میں پکڑ لیتے تھے۔ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے کہا: "آپؒ جیسی ہستی کو پتھروں سے نہیں کھیلنا چاہیئے، آپؒ کو تو لعل سے کھیلنا چاہیئے۔" اچانک حضرت

Marfat.com

لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا دامن چھوڑ دیا اور جلال میں آ کر پتھروں کی طرف دیکھا۔ جیسے ہی وہ پتھر زمین پر گرے، وہ سب کے سب لعل بن گئے اور لال رنگ کی روشنی اُن میں سے پھوٹنے لگی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لعل کا نام اس لئے پڑ گیا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر لال رنگ کا لباس پہنا کرتے تھے اور اکثر اوقات حالتِ جذب کے باعث آپؒ کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی اسلامی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور سات سال کی عمر میں آپؒ حافظِ قرآن بن چکے تھے۔ پھر چند ہی سالوں میں آپؒ عربی اور فارسی کے استاد بن گئے، اور جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر ۲۰ سال کی ہوئی تو آپؒ نے علم کے حصول کے لئے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ مگر اللہ کے پاس آپؒ کے لئے دوسرے ارادے تھے، اور اسی عمر میں آپؒ کی والدہ وفات پا گئیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ ایک مادر زاد ولی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد نے ابھی شادی نہیں کی تھی، تو انہوں نے ایک رات خواب میں ایک خوبصورت بچے کو دیکھا جس نے اُن سے کہا:

"آپ شادی کریں، آپ سے میرا ظہور ہوگا۔"

Marfat.com

والد نے جواب دیا: "جنّت سے باہر آنا افضل ہے"؟

لڑکے نے جواب دیا: "جی! دنیا میں ظہور ہونا افضل ہے"۔

اس خواب سے آپؒ کے والد کو تحریک ملی کہ وہ شادی کریں۔ اور دنیا کو اس ولی کی ولادت سے نوازا گیا۔

جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال ہوا، تو حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ کی نسب کے ایک بزرگ نے، جو کربلا میں رہتے تھے، ایک خواب دیکھا: اپنے خواب میں ان بزرگ، یعنی شیخ ابو اسحٰق بابا سید ابراہیم قادری رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کے جدِ امجد، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ انہیں فرما رہے ہیں کہ: "مروند میں سید عثمان پر اپنی توجہ دیں اور انہیں رُوحانی منازل طے کرائیں اور اُن کی مدد کریں"۔ جب یہ قادری بزرگ نیند سے اُٹھے تو انہوں نے وہی کیا جو اُن سے فرمایا گیا تھا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے سخت ریاضت اور مجاہدہ کیا اور ایک سال بعد سلسلۂ قادریہ میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہو گئے، اور اُس سفر کے دوران آپؒ کی ملاقات حضرت امام نقی رحمتہ اللہ علیہ کی نسب کے ایک صاحبِ کمال بزرگ، حضرت سید شیر شاہ جلال سرخ پوش رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے معرفت کے اسرار و رموز سیکھے۔ اس سے آپؒ کے معرفتِ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول میں روزافزوں اضافہ ہوا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران کئی سفر کئے اور کئی بزرگوں اور اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کیں۔ آپؒ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے فیض حاصل کیا اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد آپؒ کو خواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؒ کو حکم ہوا کہ آپؒ حجِ بیت اللہ کے لئے جائیں اور وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں گیارہ ماہ مقیم رہے اور اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان جانے کا غیبی اشارہ ملا۔ تو یہ سبب ہوا حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان پہنچنے کا، اور اس سفر کے دوران آپؒ نے کئی مزارات کی زیارت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۴۰ دنوں میں اجمیر شریف پہنچے۔

وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ صبح سے لے کر عصر تک ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بیٹھا کرتے تھے، جو حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس کے بالکل قریب تھی۔ عصر کے وقت آپ حاضری

Marfat.com

کے لئے مزار شریف میں جاتے اور فجر تک وہاں رہتے۔

یہی وہ وقت تھا جب آپؒ کو دہلی تشریف لے جانے کا حکم ہوا۔ دہلی سے آپؒ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کے مزار مبارک پر گئے اور وہاں کافی عرصے تک مقیم رہے۔ اُن سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قلندری نسبتِ طریقت کی راہ پائی۔ وہاں ایک دن حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے آپؒ سے کہا: "عثمان! تم ہمارے دوست ہو، تم سے ہمیں خصوصی لگاؤ ہے، تمہاری منزل آسان ہو چکی ہے۔ تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہم تمہیں اس سرزمین پر رہنے کا حکم دیتے لیکن چونکہ اس علاقے میں بہت سے قلندر پہلے سے موجود ہیں، اس لئے سندھ کی سرزمین کو تم جیسے قلندر کی ضرورت ہے۔ بہتر ہے کہ آپ سندھ چلے جائیں اور وہاں اپنے فیض سے نوازیں۔"

اس طرح حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ سہون پہنچے۔ جس محلّے میں آپؒ نے قیام کرنے کا فیصلہ کیا، وہ دراصل فحاشہ عورتوں کا مسکن تھا جو شرفاء کے رہنے کے لئے مناسب نہیں تھا۔ اُس علاقے کے بیشتر مکانات ہندوؤں کے تھے اور مسلمانوں کے مکانات صرف چند ہی تھے۔ جب آپؒ اور آپؒ کے درویش ساتھیوں نے قریب کے میدان میں پڑاؤ کیا، تو وہاں کے لوگ آپؒ کے بارے میں

Marfat.com

حیرت و جستجو میں پڑ گئے۔
یہی وہ وقت تھا کہ ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا۔
وہ محلہ جو ہر وقت مردوں سے بھرا رہتا تھا ایک دم سے خالی ہو گیا۔
ایسے لگتا تھا کہ جیسے اُن گناہ میں ملوث لوگوں کے دلوں میں ایک عجیب خوف سما گیا ہو۔ عورتوں کو محسوس ہو گیا تھا کہ یہ سب کچھ ان بزرگوں کی آمد سے ہوا ہے۔ اس لئے ایک دن وہ اُن کے پاس گئیں اور درخواست کی کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسی جگہ پر ہماری آخری آرام گاہ ہے، اس لئے ہم یہ جگہ نہیں چھوڑ سکتے ہیں"۔
یہ سُن کر وہ عورتیں اس علاقہ کے راجہ کے پاس گئیں جس کا نام راجہ جرجی تھا، اور چوپٹ راجہ کے نام سے مشہور تھا۔ عورتوں کی نالش سُننے کے بعد راجہ نے درویشوں کو ڈرانے کے لئے اپنے کچھ سپاہی بھیجے۔ لیکن کون اس چیز میں مداخلت کر سکتا ہے جس میں اللہ کی رضا شامل ہو۔ جیسے ہی وہ سپاہی اُن بزرگوں کے خیموں کے قریب پہنچے، اُن کے پاؤں زمین پر جم گئے، اور وہ حرکت کرنے سے معذور ہو گئے۔ (لیکن) جب انہوں نے دل میں واپس جانے کا فیصلہ کیا، تو اُن میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اس واقعہ سے وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ فوراً راجہ کے پاس پہنچے اور اسے

Marfat.com

سارا ماجرا سنا دیا۔

اس وقت تک راجہ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ اُسکا واسطہ کسی معمولی شخص سے نہیں پڑا ہے۔ اس لیئے اُس نے کچھ نجومیوں سے کہا کہ وہ زائچہ بنا کر بتائیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ نجومی نے کہا: "ہم نے چند روز پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ آپ کا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا، اگر آپ اس بزرگ کے شاگردوں کو قیدی بناتے ہیں، لیکن آپ نے ہماری بات نہیں مانی۔ اب یہ بزرگ یہاں موجود ہیں، اور آپ کے لیئے آسان نہیں ہوگا۔"

حقیقت میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت رکھنے والے ایک درویش یہاں بہت پہلے آئے تھے اور راجہ کے محل کے قریب رہائش اختیار کی تھی۔ ہر روز تین بار وہ بزرگ اپنے معمول سے زمین کو صاف کرتے تھے اور بلند آواز میں کہتے تھے: "میرا مرشد آرہا ہے، لوگو! تم بھی اس کا استقبال کرو، اس میں تمہاری بھلائی ہے۔"

راجہ کے محل کی کھڑکی میدان کے اُس طرف کھلتی تھی اور راجہ کی بیٹی روزانہ منظر سے صرف لطف اندوز ہونے کے لیئے وہاں کھڑی ہوتی تھی۔ لیکن کسی نے یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ راج کماری اس درویش کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ اس سے راجہ کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے درویش کو قید میں ڈال دیا تھا۔

راجہ سن رہا تھا جو کچھ نجومی کہہ رہے تھے، اس لئے صلح کی خاطر اُس نے

Marfat.com

جواہرات سے بھری ایک طشتری حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی خدمت میں بھجوادی۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ اس طشتری پر پڑی تو آپؒ نے جلال میں آکر اپنے مُریدوں سے طشتری کو آگ میں جھونکنے کو کہا۔ یہ پُورا تھال جواہرات کے ساتھ چند لمحوں میں جل کر راکھ ہوگیا۔ اور یہ سب راجہ کے سپاہیوں کی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے ہوا۔ جب راجہ نے اس کے بارے میں سُنا تو اس کی ضد ختم نہ ہوئی اور اس نے قیدی مرید کو رہا کرنے سے انکار کیا۔

عشاء کی نماز میں جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے سلام پھیرا تو اپنے چہرۂ مبارک کو ایک جانب کرکے فرمایا: "بدلے! اب تم ہمارے پاس چلے آؤ، تمہیں دیکھنے کے لئے ہماری آنکھیں بیتاب ہیں۔" بدلے، آپؒ کے مرید کا نام تھا۔ جیسے ہی آپؒ نے یہاں یہ الفاظ ادا کئے، کئی میل دُور قید میں بند آپؒ کے مرید (بدلے) نے دیکھا کہ اُس کی بیڑیاں ٹُوٹ گئیں ہیں اور جیل کا دروازہ خود ہی کھُل گیا۔ یہ دیکھ کر بدلے نے زور سے نعرہ لگایا: "میرے مرشد آ گئے، میرے مرشد آ گئے!" اور یہ کہہ کر وہ باہر بھاگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے مرشد کے قدموں میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب لوگوں نے ولی کی یہ کرامات دیکھیں، تو وہ دائرہ اسلام میں آنا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ فاحشہ عورتوں نے بھی توبہ کی، اور ان کے وہ مکانات

Marfat.com

جو گناہ کے مرکز تھے، انہیں زمین بوس کیا گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے سہون کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنا لیا تھا۔ آپؒ کا یہ معمول تھا کہ آپؒ لوگوں سے جمع ہونے کے لئے فرماتے اور پھر انہیں حق کی دعوت دیتے۔ آپؒ کی زبان اتنی میٹھی تھی، اور اندازِ بیاں اتنا خوبصورت تھا، کہ کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ آپؒ ایک اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے۔ اور آپؒ کی شاعری میں دُنیا نے عشق کی اس آگ اور ہُوک کا مشاہدہ کیا جو آپؒ کے دل میں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ فرماتے ہیں کہ:

ے رسیدم من بہ دریائے کہ موجش آدمی خوارست
نہ کشتی اندروں دریا، نہ ملاح عجب کارست
شریعت کشتی دارد، طریقت بادبانے او
حقیقت لنگر دارد، راہِ فقیر دشوار است
چوں آتش جملہ خوں دیدم، بترسیدم ازاں دریا
بدل گفتم چہ می ترسی، گزر یا بد گاز اچار است
ندا ز حق آمد مگر از جاں نمی ترسی
ہزاراں جانِ مشتاقاں، دریں دریا نگوسا است
کمر بندہ چوں مرداں کدام برہنہ چوں غواصاں
نمی ترسی ز بیش زنور کہ گلی پوشیدہ خارا ست

Marfat.com

یا شہباز مروندی، سخن باپردہ داراں گو!
نیابے در جہاں کہ زماں برزاغیار است

"میں ایک ایسے دریا میں اُترا ہوں کہ جس کی لہریں انسان کو نگل لیتی ہیں۔ دریا میں نہ کشتی ہے اور نہ ہی کوئی ملاح ہے۔ (اس دریا کی) کشتی شریعت ہے جب کہ اس کا بادبان طریقت ہے، اس کا لنگر حقیقت ہے، بلا شبہ فقیر کا راستہ بہت مشکل ہے۔ میں نے جب اس خوفناک آگ کو دیکھا تو اس دریا میں اُتر گیا اور اپنے آپ سے کہا کہ تو کیوں خوف کھاتا ہے، اسے بغیر کسی ڈر و خوف کے گزر جا، تو اس دریا سے کیوں خوف کھاتا ہے، اس میں تو ہزاروں جانیں قربان ہو چکی ہیں، میں نے بھی غوطہ خوروں کی طرح دنیاوی لباس اُتار لیا ہے، لہٰذا اب مجھے کسی طرح کا خوف نہیں ہے، اے شہباز مروندی! یہ راز کی باتیں رازداروں سے کر، اس لئے کہ غیر تمہاری باتوں کو سمجھ نہیں پائیں گے۔"

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ، اللہ کے قلندر تھے، اللہ کے شہباز تھے، اُس کے لعل تھے۔ بھلا کس کے پاس ایسا لہو اور دل ہو سکتا ہے، جو ہر وقت اس کے جسم میں سراپائے رقصِ جنوں رہتے ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سراپائے رقصِ بسمل تھے اور

Marfat.com

آپؒ سراپا رقصِ عاشقاں تھے، جنہوں نے دُنیا کو حقیقی رقص کے معنی بتائے۔

سلام آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خوبصورت دل پر، سلام آپ کے وجد و حال پر، سلام آپؒ کے کیف و مستی پر، سلام اس دُنیا کے تمام قلندروں پر۔ بے شک انہوں نے اپنا قلندری رنگ اِس حسین درویشِ خدا سے حاصل کیا۔

آمین!

Marfat.com

"اللہ کے قوانین پر چلنا۔ دنیا کی خواہشوں سے محفوظ رہنا۔"

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو تمام جہانوں کا بادشاہ ہے؛
جس نے سانس لینے کے لئے ہوا دی ہے اور زندہ رہنے کے لئے پانی عطا کیا ہے؛ جو سب کچھ جاننے والا اور سب کا رب ہے۔
درود و سلام اللہ کے حسین دل پر جو اُن سب کے لئے نرم و گداز اور شفیق ہے اور جنکی نسبت اپنے اللہ سے ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو اللہ کے عاشق ہیں اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبین ہیں۔
کیا آپ نے کبھی ساحلِ سمندر پر پڑی ہوئی سیپی دیکھی ہے ؟ ایک ہموار، مخروطی، صدف، یا خوبصورتی سے ترتیب دیا ہوا ایک فن پارہ' جو بڑی تعداد میں ساحل پر پائی جاتی ہیں۔ آپ اُن کو وہاں سے چُن

Marfat.com

سکتے ہیں اور خود کو یا اپنے گھر کو سجا سکتے ہیں ۔ یہ سب اللہ کی تخلیقات ہیں ۔

یہ سیپیاں اُن چھوٹے سے کیڑوں کے مسکن ہیں جو کسی واقعہ کے باعث اپنے اس حفاظتی خول کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سیپیاں ساحل پر نظر آتی ہیں تاکہ انہیں پسند کیا جائے اور اُٹھایا جائے۔

اُس چھوٹے سے نازک کیڑے کے بارے میں ذرا سوچیے جو کبھی اِس محفوظ گھر میں رہتا تھا۔ کیا وہ اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں اپنے خول کے بغیر باقی رہ سکتا ہوگا؟ کیا وہ اُن مچھلیوں کے کھُلے ہوئے جبڑوں سے بچ سکتا ہوگا جو ہر وقت غذا کے لئے کھُلے رہتے ہیں؟

عام طور سے لوگ مشکل سے اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ کی قدرت کس طرح کام کرتی ہے۔ وہ اس بات کو جاننے سے قاصر ہیں کہ ہر جاندار اچھے بُرے وقتوں سے گزرتا ہے، آسان راستوں سے اور مشکل راستوں سے، سخت وقت سے اور بہتر وقت سے بھی گزرتا ہے۔ سُنانے کے لئے ہر ایک کی اپنی کہانی ہے، اپنی روداد ہے۔ ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی بدترین ہے اور زیادہ تر بوجھ اسُی پر ہے۔

Marfat.com

ذرا اُس جاندار مخلوق کے بارے میں سوچئے جسے اُس کے حفاظتی خول کے بغیر، طوفانی سمندر میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہو، ہر طرح کی مشکلات اور دشمنوں کے درمیان۔ سوچئے ذرا اُس ننھے سے جاندار کے بارے میں جو انسان کے ناخن سے بھی چھوٹا ہے' اور جس کے پاس خود کو اپنے اِرد گرد موجود دشمنوں سے بچاؤ کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اُن میں سے کتنے ہی مر جاتے ہیں' مگر کچھ زندہ بھی بچ جاتے ہیں۔ وہ زندہ اس لئے بچ جاتے ہیں کہ اللہ نے انہیں زندگی دی ہے اور یہ اللہ ہی ہے جو اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ جو انہیں غذا فراہم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ انہیں سمندر میں کوئی نہ کوئی کونا عطا کرتا ہے جہاں زندگی بھر رہ کر وہ اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔

جب کھانا اُن کے پیٹ میں جاتا ہے تو وہ مطمئن رہتے ہیں۔ جب انہیں اُن کی پناہ گاہ میں دشمن نہیں ڈھونڈھ پاتا تو وہ خوش ہوتے ہیں، اور زندگی کی اس عطا پر اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے طریقہ جس کے مطابق اللہ کی اکثر مخلوق زندگی بسر کرتی ہے۔ ہر وقت خوش، مطمئن، اور اپنے پروردگار کے شکر گزار۔ یہ ہے اللہ کی اکثر مخلوقات کا طرز حیات۔

کیا آپ نے کبھی کسی ستارے کو آسمان میں چمکتا دیکھا ہے؟ اکثر حالات میں وہ ہزاروں سال پہلے مر چکا ہوگا، لیکن اُس کی

Marfat.com

روشنی اب آپ کے پاس پہنچ رہی ہوگی ۔ ہر ستارہ اللہ کے حکم سے جنم لیتا ہے اور اپنی زندگی اللہ کی رضا سے بسر کرتا ہے ۔ اور جب اُس ستارے کی تباہی کا حکم آتا ہے تو وہ اس حکم کو بجا لاتا ہے ۔ ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے جب وہ ستارہ اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف نہ رہتا ہو ۔ یہ ہے اللہ کے تابعدار بندوں کا طریقۂ حیات ، ہر وقت خوش، مطمئن اور اللہ کے شکر گزار ۔

یہ ہے اللہ کے تابعدار بندوں کی طرزِ زندگی ۔ کیا آپ نے تاؤ میں آتے ہوئے کسی سمندر کو دیکھا ہے جب وہ غصے میں ہوتا ہے ۔ یا وہی سمندر جب نرم ہونا چاہتا ہے، تو کس نرمی سے اپنی لہروں کو ساحل کی طرف بھیجتا ہے ۔ ایسا کون ہے جو اس سمندر کے سارے پانی کو زمین کی جانب بھیجنے سے روک سکتا ہے تاکہ وہ خشکی پر رہنے والوں کو ڈبو نہ دے ؛ یا کون ہے جو سمندر کے ان خوفناک موجوں کو روک سکتا ہے، جو ان ساری چیزوں کو ہڑپ کریں جو اس کے سینے پر تیر رہی ہیں ۔ یا اُسے خشک ہونے سے کون روک سکتا ہے جس سے پوری دنیا کو فراہمیٔ آب بند ہو جائے ؟ لیکن جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا ۔ فقط اس لئے کہ سمندر کو اپنی حدود کا علم ہے ، وہ ان قواعد سے آگاہ ہے جن پر اُسے چلنا ہے ۔ وہ جانتا ہے کہ اُسے ان قوانین پر عمل کرنا ہی ہے ۔

Marfat.com

یہ ہیں اللہ کے فرمانبردار بندوں کے طرزِ حیات۔ ہر وقت خوش، مطمئن اور اپنے اللہ کے شکر گزار۔ یہ ہے اس کی رضا پر چلنے والوں کی زندگی کا طریقہ۔

اِس زمین کے اُوپر سات آسمان ہیں اور اس کے اندر تہہ در تہہ سات سطحیں ہیں۔ آسمان پر کروڑوں تارے ہیں، اور ہمارے نظامِ شمسی میں کئی کرّۂ زمین ہیں۔ پوری کائنات میں بے شمار کہکشائیں ہیں، اور پوری کائنات اپنے پروردگار کی مطیع ہے۔ ہر تخلیق کا ایک خاص مقصد ہے، اور یہاں موجودگی کا ایک خاص سبب ہے۔ ہر تخلیق یہ جانتی ہے کہ اُسے ہر اُس حکم کو ماننے کی جسارت نہیں کرنی چاہیئے جو منجانبِ اللہ نہ ہو۔

تمام مخلوقات مکمل تابعدار، کامل مطیع اور پوری طرح اس سے خوفزدہ ہیں، سوائے اُن دو کے جو باغی ہیں۔ جو جِن اور اِنس ہیں۔ یہ جِن و اِنس اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کس قدر کمزور ہیں۔ اُن کے پاس اللہ کے غضب کے آگے ایک لمحہ بھی کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ بڑی خاموشی اور بے پرواہی سے اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس کے احکام سے سرتابی کرتے ہیں۔ وہ آخر اتنے گستاخ اور لاپرواہ کیوں ہو گئے ہیں؟ وہ باغیانہ زندگی بسر کرنے میں اتنے بے تاب کیوں ہیں، اور اُن سے کہی جانے والی ہر بات کے خلاف بغاوت کیوں کرتے ہیں؟

Marfat.com

اس لاپرواہی کا سبب اُن کی اپنی کمزوریاں ہیں۔ وہ کمزور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی خواہشوں سے انکار نہیں کر سکتے۔ وہ کمزور ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ وہ شیطان کے جھوٹے وعدوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً جب شیطان کہتا ہے کہ: میرے پیچھے چلو اور میں تم کو شہرت دوں گا، اقتدار اور دولت دُوں گا، تو کمزور لوگ اللہ کے دشمن کے پیچھے چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی ابلیس مردود کے پیچھے۔ اور اس دنیا میں فساد اور شر پھیلاتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر اللہ کی قوّت سے آگاہ ہیں۔ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ سُورج کو مشرق سے کون طلوع کرتا ہے، اور مغرب میں اسے کون غروب کرتا ہے؛ وہ جانتے ہیں کہ انہیں کون ہر روز رزق عطا کرتا ہے اور اُن کے پیٹ بھرتا ہے۔

وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہِل سکتا۔ اس کے باوجود وہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے سرکش اور نافرمان ہیں۔ اگر آپ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، تو آپ کو ایسے تمام لوگوں میں صرف ایک چیز نظر آئے گی، اور وہ ہے بے صبری اور جلد بازی۔ ایسے انسان اس دُنیا کی بہتر بن کے حصول کے لئے بہت ہی بے صبری اور جلد بازی کرتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا اُن سے زیادہ نہ لے جائے۔

Marfat.com

وہ تمام اچھی چیزیں صرف اپنے لئے چاہتے ہیں۔ وہ اپنی دلی خواہش کے پوری ہونے میں کسی قسم کی تاخیر نہیں چاہتے۔ اگر اس میں ذرا دیر ہو جائے، تو پھر وہ اس کا الزام اپنے اللہ پر ڈالتے ہیں۔ وہ درخواست کرتے ہیں، وہ گریہ کرتے ہیں اور پھر غصے میں آکر کہتے ہیں "اللہ اب میری بات نہیں مانتا ہے۔" وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے کہا تھا کہ پہلے محنت کرو اور پھر نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ لیکن یہ احمق کیا کرتے ہیں! یہ کچھ عرصہ کے لئے کام کرتے ہیں، اور اگر نتیجہ برآمد نہیں ہوتا، تو وہ شکوہ کرنا شروع کرتے ہیں، جھنجھلانا شروع کرتے ہیں۔

اللہ کے پاس تو اس دُنیا کو چلانے کے لئے ایک مکمل نظام موجود ہے۔ ہر چیز کا ایک طریقۂ کار ہے۔ اگر آپ اپنے کھیتوں کو نہروں کے ذریعے پانی دینا چاہتے ہیں، تو پہلے آپ کو مناسب منصوبے کے تحت نہریں کھودنی چاہئیں۔ لیکن اگر آپ بس دریا کے کنارے بیٹھے رہیں گے اور اللہ سے دُعا مانگیں گے کہ "یا اللہ! میری گزارش ہے کہ اس پانی کو دریا سے میرے کھیتوں تک بھیج دے۔" اور اگر آپ بغیر ایک اُنگلی اٹھائے اللہ سے دعا مانگتے ہیں، تو اللہ اُس پانی کو کیوں بھیجے؟

جب آپ اللہ کی نہیں سُنتے، تو پھر اللہ آپ کی کیوں سُنیں؛ بات صرف یہ ہے کہ اگر آپ محنت کرتے، ان نہروں کی کھُدائی کرتے، اور سخت محنت سے اس پانی کو حاصل کرتے، تو صرف اُسی سے

Marfat.com

صورت میں اللہ آپ کی کوششوں میں آپ کی مدد فرماتے۔ آخر اللہ پر توکّل کے اور کیا معنی ہیں ؛ "توکّل" یا اللہ پر بھروسہ کا مطلب ہے کہ: "جی ہاں! میں نے اپنے رب سے دُعا مانگی ہے اور بے شک وہ میرے حق میں بہترین کرے گا۔ اگر اس طرح نہیں جو میں چاہتا ہوں تو یقیناً اسی طرح جیسے وہ چاہتا ہے۔ اور بے شک اس کا ہی طریقہ بہترین طریقہ ہے۔ مجھے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے سخت محنت کرنی ہوگی۔ میری محنت کم نہیں ہونی چاہیئے اور میرے ہاتھوں کو کبھی فارغ نہیں رہنا چاہیئے۔"

کیا کبھی آپ نے چھوٹے پرندوں کا توکّل دیکھا ہے؟ کیا وہ ہر صبح جاگ کر غذا کی تلاش میں دن بھر اُونچی نیچی پرواز یں نہیں کرتے؟ کیا آپ نے کبھی کسی پرندے کو اپنے گھونسلے میں اس انتظار میں بیٹھے دیکھا ہے کہ کوئی فرشتہ اس کے مُنہ میں کھانا لاکر ڈالے؟ وہ کیوں دن بھر اپنے پیٹ کے لئے نوالہ ڈھونڈتے رہتے ہیں؟ ایسا نہیں ہے کہ انہیں اللہ پر بھروسہ نہیں ہے کہ وہ انہیں محروم رکھے گا، دراصل انہیں تو شک تک بھی نہیں کہ یہ صرف اللہ ہی ہے جو اُن کو کھلاتا ہے۔

انہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ رزق تلاش کرنا اُن کا کام ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ وہ کھانا تلاش کرتے ہیں اور اللہ انہیں

Marfat.com

اُس کی طرف راہنمائی کرانا ہے۔ یہ ایک ایسا سبق ہے جو انسانوں کو سیکھنا چاہیئے جب وہ کہتے ہیں کہ "اللہ ہماری مدد کیوں نہیں کرتا؟"

یہ توکل اور سخت محنت کا ایک سبق ہے جو نسلِ انسانی کو سیکھنا چاہیئے۔

کام پر مطمئن رہنا، اللہ کی رضا میں راضی رہنا اور ہر حال میں اس کا شکر گزار رہنا، یہی سبق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا۔ کئی کئی دنوں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا چولہا نہیں جلتا تھا۔ یہ مہینوں کے بعد ہوتا کہ باقاعدہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ مُبارک میں جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرقہ میں کئی پیوند لگے رہتے تھے جنہیں آپؐ بڑی محبّت سے سی لیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ کے نعلین کو بھی بار بار سینے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ اس کے باوجود کوئی غم یا افسوس دنیا کے نہ ہونے پر نہیں تھا۔ درحقیقت پوری دُنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے تھی: اگر آپؐ کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی دُنیا کی چاہت ہوتی، تو آپؐ کے اللہ آپؐ کو سونے کے پہاڑ عطا کرتے۔ لیکن آپؐ نے دنیا کی تمنّا نہیں کی۔ آپؐ نے قیمتی کھانے کی کبھی خواہش نہیں کی، آپؐ نے کبھی قیمتی لباس کی تمنّا نہیں کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قیمتی عمارتیں اپنے لئے یا اپنے اہلِ خانہ کے لئے طلب نہیں کیں۔

آپ بتائیں آج آپ سب میں سے کتنے ایسے ہیں، جو ایک

Marfat.com

وقت بھی جَو سے بنی روٹی سرکے کے ساتھ کھا سکتے ہیں، اور پھر دو یا تین دن بھوکے رہ سکتے ہوں، اور صرف پانی اور دو تین کھجوروں پر جی سکتے ہوں۔ آپ میں سے کتنے لوگ سالہا سال صرف دو جوڑے کپڑوں کے ساتھ گزارا کر سکتے ہیں، اور پھر بھی نئے لباس کا تقاضہ نہ کریں۔ اور آپ میں سے کتنے ایک ایسے چھوٹے گھر میں رہ سکتے ہیں جس میں بمشکل ایک کمرہ ہو، اتنا چھوٹا مکان کہ آپ اس میں مشکل سے اپنے پاؤں دراز کر سکتے ہوں۔

آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو دنیا کی تمام دولت کو لینے پر آمادہ نہ ہوں، دنیا کی تمام آسائشوں کو اپنانے سے انکار کریں، صرف اس لئے کہ آپ صرف اپنے ربّ کا ایک عاجز بندہ بن کر رہنا چاہتے ہوں۔ یہ ہے طریقہ اللہ کے عاجز ترین بندوں کا طرزِ حیات۔ ہر وقت راضی بہ رضا، مطمئن اور اپنے ربّ کے شکر گزار۔ یہ ہے اللہ کے عاجز ترین بندوں کی طرزِ زندگی۔ اللہ کی محبت کو اس طرح نہ ناپیں کہ وہ آپ کو کتنا دیتا ہے، یا کتنا نہیں دیتا۔

اللہ کی محبّت کو سونے، چاندی یا شہرت اور دولت سے تولا نہیں جا سکتا۔ ایسے بہت لوگ ہیں جو طاقت ور اور امیر ہیں لیکن اللہ اُن کی طرف ایک بار بھی دیکھتا تک نہیں۔ اور ایسے بھی کچھ لوگ ہیں جن کا کُل اثاثہ اُن کے پھٹے پرانے کپڑے ہی ہیں لیکن

Marfat.com

اس کے باوجود وہ اللہ کے ہیرے جواہرات ہیں، اُس کے محبوب ہیں۔

اللہ کے اپنے طریقے ہیں۔ اگر آپ انہیں سمجھتے ہیں، پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کا پیمانہ ''دل'' ہیں۔

اللہ آپ سب سے محبت کرتا ہے، لیکن یاد رکھیئے کہ وہ جانتا ہے کہ آپ کے لئے کیا بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کو وہ بہتر (رشتے) فوراً ہی مل جائے، یا اس میں کچھ دیر ہو جائے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا نہ ہو جو آپ نے سوچا ہو بلکہ جسے آپ نے بے کار سمجھا ہو وہی آپ کے لئے بہترین ہو۔ بس اپنے رب پر بھروسہ کیجئے اور ایک ایسی زندگی بسر کریں جو خوش، مطمئن اور شکر گزار ہو۔ یہ ہے اللہ سے محبت کرنے والوں کا طرزِ حیات۔

آمین

Marfat.com

"رمضان المبارک"

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو جنّت اور جہنّم کا خالق ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اِن دونوں جگہوں کے رہنے والے کون ہیں۔ بے شک وہ سب سے عادل ہے اور اس کے میزان پر سچائی اور جھوٹ کا وزن کیا جاتا ہے۔

درود وسلام رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو، اللہ کے امین اور راز دان کو۔

~

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سارے فرمانبرداروں کو جو اپنی زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پھر سے رحمت اور برکتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ پھر سے آسمان سے ندا آرہی ہے۔ جب منادی ہر ایک کو اللہ کی طرف بُلا رہا ہے۔ جب یہ منادی ہر ایک کو عفو اور توبہ کی راہ پر بُلا رہا ہے۔ وہ ہر ایک کو بُلاتا ہے کہ آئیں اور اللہ کے

Marfat.com

خزانے سے اپنا حصّہ لے لیں جو رمضان کے مہینے میں ہر ایک کے لئے موجود ہے۔

یہ رحمت، مغفرت اور جہنّم کی آگ سے آزادی کا مہینہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت سے فرمایا کہ "رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے اور رمضان اُمّت کا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے، جیسے فرض کئے گئے تھے اُن لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ کہیں تم پرہیزگار بن جاؤ" (سورہ بقرہ: ۱۸۲)

حضرت سعید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم سے پہلے زمانے میں روضہ عشاء سے اگلی رات تک تھا، جیساکہ اسلام کی ابتدا میں تھا۔ اہلِ علم کی ایک جماعت نے کہاکہ روزہ نصاریٰ پر فرض تھا، اور کبھی اُن کے روزے سخت گرمیوں میں آتے اور کبھی سخت سردیوں میں آپڑتے تھے۔ اس لئے ان کے بزرگوں نے فیصلہ کیا تھا، کہ اُن کو روزے بہار میں رکھنے چاہئیں، اور کفّارے کے طور پر دس دن روزے کے اور لگا دیئے۔ پھر یہ ہوا کہ ان کا ایک بادشاہ بیمار ہوا اور اُس نے نذر کے طور پر کہاکہ اگر وہ صحت مند ہو جائے گا، تو ایک ہفتے کے روزے کا اضافہ کرے گا۔ تو جب یہ بادشاہ ٹھیک ہو گیا،

Marfat.com

اُس نے ایک ہفتے کے روزے بڑھا دیئے۔ جب یہ بادشاہ مر گیا، جو نئے حکمران آئے، اُس نے حکم دیا کہ اب تو پچاس دن کے روزے ہوں گے۔ جب اُن کے مویشی بیماری کی وجہ سے مر گئے، تو روزوں کی ابتدا میں دس دن کا اضافہ کیا اور دس روزوں کا آخر میں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری اُمتوں پر روزے فرض تھے۔ لیکن اُن لوگوں نے وقت کے ساتھ ساتھ اللہ کے قوانین کو بدل دیا، اور اللہ کے احکام کی نافرمانی کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ ہجرت کی، اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں پر عاشورہ کے اور ہر مہینے میں تین دن کے روضے فرض کیے تھے۔ لیکن جنگِ بدر کے ایک مہینہ اور کچھ دن پہلے، یہ روزے منسوخ ہوئے، اور رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے۔

ایک دوسری حدیث میں امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔"

حضرت ادریس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "رمضان کا لفظ اکیلا نہیں لینا چاہیئے بلکہ اس کی نسبت کے ساتھ، یعنی اس نسبت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے قرآن میں، یعنی شہرِ رمضان۔" کچھ مفسّرین لکھتے ہیں کہ "یہ مہینہ اتنا گرم تھا کہ پتھر بھی جل جاتے تھے اور

Marfat.com

اسی لئے ایک گرم پتھر" زمزہ " کہلایا جاتا ہے"۔ تو یہ وجہ ہے کہ اس مہینے کا نام رمضان ہوگیا، یعنی وہ مہینہ جب گناہ بھی جل جاتے ہیں۔ رمضان، جسم اور دل کو گناہوں سے ایسا پاک کرتا ہے جیسے کہ بارش ہر چیز کو صاف کرتی ہے۔

شعبان کے آخری دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی خوبیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: "اے لوگو! ایک عظیم المرتبہ اور برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہورہا ہے، جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں عبادت کو افضل قرار دیا ہے۔ جس شخص نے اس مہینے ایک نیکی کی یا ایک فرض ادا کیا، اُس کا اجر اُس شخص کی طرح ہوگا جس نے کسی دوسرے مہینے میں ستّر (۷۰) فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا صلہ جنّت ہے۔ یہ مہینہ نیکی پہنچانے کا ہے۔ اس مہینے مومن کی روزی میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس شخص نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اس کی گردن آتشِ دوزخ سے آزاد کی جائے گی"، اور روزہ دار کے روزہ کا ثواب کم کئے بغیر افطار کروانے والے کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا"۔

صحابہ کرام نے عرض کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی

Marfat.com

کے پاس افطاری میں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے، پھر اس کو کیا کرنا چاہیئے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اجر دے گا جس نے افطار کے لئے ایک کھجور بھی دیا، یا ایک گھونٹ دودھ، یا ایک گھونٹ پانی"۔

اس مہینے کے تین حصے ہیں پہلا حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنّم کی آگ سے آزادی۔ جو بھی اپنے غلام پر آسانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اُن کو بخش دے گا اور جہنم کی آگ سے آزاد کرے گا۔

اس مہینے میں چار اعمال کرنے ضروری ہیں۔ ان چاروں میں سے دو ایسے ہیں کہ آپ اُن سے اللہ کو راضی کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ دوئم اپنے ربّ سے مغفرت طلب کریں۔ دوسرے دو اعمال وہ ہیں جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے جنّت مانگیئے اور دوئم جہنّم سے پناہ مانگیئے۔

جس نے بھی کسی کو کچھ کھانے کو دیا اور اس آدمی کا پیٹ بھر گیا، اللہ تعالیٰ کھانا دینے والے کو حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ پانی پلائے گا، تو وہ زندگی بھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ رمضان کا مہینہ اتنا مبارک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، اللہ تعالیٰ رضوانِ جنّت کو حکم دیتے ہیں کہ

Marfat.com

"اُمّتِ محمدی کے روزہ داروں" کیلئے جنّت کو سجائیے" اور اس کے دروازے مہینے کے آخر تک بند نہ کریں"، پھر داروغۂ جہنّم کو حکم فرماتے ہیں کہ "اے مالک!" اور وہ جواب دیتا ہے" لبیک!" پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں": جہنم کے دروازے اُمّتِ محمدی کے لئے بند رکھو اور انہیں اس مہینے کے آخر تک مت کھولو۔"

پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو ندا دیتے ہیں۔ اور وہ جواباً کہتے ہیں" میں حاضر ہوں۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" نچلی زمین پر اُترو اور مردود شیطان کو باندھ دینا۔ اور اس کو اتنا کس کے باندھنا کہ وہ اُمّتِ محمدی کے لوگوں کے روزے اور افطار میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔" اس مہینے میں صبح صادق سے افطار کے وقت تک اللہ تعالیٰ، اپنے کچھ بندوں کو، مرد، اور عورت، جہنم کی آگ سے آزاد کرتے ہیں۔ ہر آسمان میں ایک فرشتہ ندا دیتا ہے، جس کی چوٹی عرش کے نیچے ہے اور جس کے پاؤں زمین کے نیچے والی ساتویں تہہ پر ہیں؛ ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں اور سر پر ایک تاج ہے جو مرجان اور جواہرات سے بنا ہوا ہے۔ اس فرشتے کی ندا ہے": کوئی ہے جو توبہ کرے، تاکہ ان کی توبہ قبول ہو؛ کوئی ہے مانگنے والا تاکہ اسکی دُعا قبول ہو جائے؛ کوئی مظلوم ہے تاکہ اس کی داد رسی کی جائے؛ کوئی ہے معافی مانگنے والا تاکہ اس کو معاف کیا جائے؛ کوئی

Marfat.com

سائل ہے تاکہ اس کا سوال پورا کیا جائے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی برکتوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان میں یہ ندا دیتا ہے:"اے میرے بندو! بشارت ہو، صبر ہو (کھانے پینے وغیرہ میں)۔ اور پابندی کرو روزے کے حکم پر؛ میں بہت جلد تمہاری مشکلات دُور کروں گا تم سے، اور تم ہماری رحمت اور کرامات پاؤ گے"۔ مفسّرین لکھتے ہیں کہ ماہِ رمضان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ "دل سینے میں، یا انبیاء انسانوں میں، یا حرم شریف شہروں میں"۔

ماہِ رمضان خود سفارش کرے گا گنہگاروں کے لئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "دل کی جلا معرفت اور ایمان کے نُور سے ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے رمضان کی زینت تلاوتِ قرآن سے ہے"۔ اگر کسی شخص کو ماہِ رمضان میں معافی نہیں ملتی ہے، تو پھر کس مہینے میں معافی مل سکتی ہے؟ ہر آدمی کو چاہیئے کہ توبہ کے دروازے بند ہونے سے پہلے، توبہ کرے اور گریہ وزاری کرے اپنے اعمال پر، اس سے پہلے کہ گریہ وزاری کا وقت بھی ختم ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تک میری اُمّت ماہِ رمضان کی حُرمت رکھے گی، اُن کی رُسوائی نہیں ہو گی"۔ ایک آدمی نے پوچھا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیسی رُسوائی؟"۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی بھی رمضان میں حرام عمل کرے گا، اور گناہ کرے گا، شراب پئے گا اور زنا کرے گا، پھر اُس کے رمضان کے روزے قبول نہیں ہوں گے اور اللہ کی بددعا ملے گی، اللہ کے فرشتوں کی اور سب اہلِ آسمان کی بھی، اگلے سال تک۔ اور اگر وہ اس دوران میں مر جائے، یعنی اُس سال کے دوران، پھر اللہ اُس کا کوئی بھی اچھا عمل قبول نہیں کرے گا"۔

جب افضلیّت کی بات کرتے ہیں، تو راتوں میں شبِ قدر ہے، جو بزرگی اور سَروری کی رات ہے۔ یہ وہ رات ہے جب قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا گیا تھا زمین پر۔ اس رات کو تلاش کرنا ہے رمضان کے آخری عشرے میں۔ اور بے شک یہ رات اُمّتِ محمدی کے لئے ایک تحفہ ہے، یعنی رمضان کا ایک تحفہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

اسی طرح نمازِ تراویح بھی ماہِ رمضان کا خوبصورت ہدیہ ہے۔ تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پہلی، دوسری اور تیسری رات پڑھی، لیکن چوتھی رات میں صحابہ کرامؓ نے آپؐ کا انتظار کیا کہ وہ اپنے حجرے سے نکلیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف نہیں لائے۔ آپؐ نے بعد میں فرمایا کہ: "اگر چوتھی رات کو بھی باہر آتا، پھر

Marfat.com

تراویح اُمت کے لئے فرض ہو جاتی۔"

مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ تراویح پڑھتے تھے اور وہی تھے جنہوں نے جماعت بھی شروع کرائی تھی اس نماز کے لیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ماہِ رمضان کی راتوں کو زندہ رکھو نماز ول سے۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ "جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی حدیث سُنی تو پھر اس نماز کو باقاعدگی سے پڑھنا شروع کیا۔"

لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا، جنہوں نے فرمایا کہ: 'عرشِ الٰہی کے قریب ایک جگہ ہے جس کا نام "حضیرت القدوس" ہے۔ یہ جگہ نُور کی ہے۔ اور وہاں اتنے فرشتے ہیں کہ اُن کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ اللہ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور اس ذکر کو کبھی نہیں چھوڑتے ایک لمحے کے لیئے بھی۔ جب ماہِ رمضان کی راتیں آتی ہیں، یہ فرشتے اجازت طلب کرتے ہیں زمین پر آنے کے لیئے اور بنی آدم کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اُمتِ محمدی میں جو بھی اُن کو چھوتا ہے، یا وہ جس کو بھی چھوتے ہیں، وہ شخص اتنا نیک بخت

Marfat.com

اور سعید بنتا ہے کہ اُس کے بعد کبھی بد بخت اور شقی نہیں بنے گا۔"

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو فرمایا: "جب اس نماز کی شان یہ ہے، تو ہم لوگوں کو اُس پر اور زیادہ حق ہے۔" اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح کبھی چھوڑی نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ: جب بھی وہ (کرم اللہ وجہہ) تلاوت مسجدوں سے سُنتے تھے، تو یہ دُعا کرتے تھے: "اے اللہ! عمرؓ کی قبر روشن کیجئے، اس لئے کہ اس نے اللہ کی مسجدوں کو منوّر کیا قرآن سے۔"

نمازِ تراویح کے لئے مستحب ہے کہ نمازِ تراویح با جماعت ہو اور تلاوتِ قرآن جہری (با آوازِ بلند) ہو۔ اس لئے کہ یہ طریقہ تھا حضورؐ کے پڑھنے کا۔ جب رمضان شریف کا چاند نظر آئے وہ رمضان کی پہلی رات ہے۔ اور یہی وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تراویح پڑھتے تھے۔ تراویح، نمازِ عشاء کے فرض اور سُنّت کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا۔

تراویح بیس بیس رکعتیں ہوتی ہیں اور ہر دو رکعت کے بعد سلام ہوتا ہے۔ وِتر تراویح کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں انسان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جب لوگ اللہ سے کئے ہوئے وعدے پورے کرتے ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جب سچائی کے ساتھ دل اللہ کی طرف ہو

Marfat.com

جائیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جب سب گناہوں کی توبہ کرنی چاہیئے۔
یہ ہے اللہ کا مبارک مہینہ۔

یہ خوبصورت الفاظ جو یہاں لکھے گئے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ اللہ کے بزرگ ولی ہر ایک کو رمضان کی برکتوں سے آشنا کرتے تھے۔ رمضان خوشی اور آنسوؤں کا مہینہ ہے۔ خوشی اس لئے کہ اللہ نے سب کو ایک اور سال عطا کیا اپنے دلوں کو صاف کرنے کے لئے، گناہوں کو دھونے کے لئے، اور ایک نیا انسان بننے کے لئے۔ سچا مومن وہ ہے جو اس مہینے کے ہر لمحے کو پیارا اور قیمتی رکھتا ہے۔

اور آنسو اس لئے کہ یہ وہ مہینہ ہے جب آپ کو سوچنا چاہیئے کہ اب تک آپ نے اپنی زندگی کیسے ضائع کی۔ یاد کریں کہ آپ نے کتنے گھنٹے اللہ کی نافرمانی میں صرف کئے اور سوچیں کہ کتنے گناہ آپ کے اعمال نامہ میں جمع ہو گئے ہوں گے۔ لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ اللہ کی رحمت اُن کے جلال سے بڑھ کر ہے۔

اللہ ہی ہے جس نے یہ رمضان جیسی رحمت عطا کی ہے۔ یہ اللہ کا تحفہ ہے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے، تو اس کو کیوں فضول اعمال میں ضائع کرنا! اس کا لُطف

Marfat.com

اُٹھائیے ہر لمحے میں اور اللہ کے شکر گزار ہو جائیے ان نعمتوں کے ۔ یہ عبادت کا مہینہ ہے، تو اپنی عبادتوں کو خلوص اور لگن سے سجائیں۔

یہ استغفار کا مہینہ ہے ۔ تو ہر وقت اپنے ہونٹوں پر استغفار اور توبہ رکھیں۔ یہ مہینہ دلوں کو خوش کرنے کا ہے، تو اپنے اخلاق اور خیال سے دلوں کو خوش کریں ان لوگوں کے جن کو آپ کی ضرورت ہے ۔عزیز رکھیں اللہ کے اس تحفے کو، اور بے شک آپ ہی کو آپ کی کوشش کا اجر ملے گا۔

آمین

Marfat.com

(۱۸۳)

۱۲۔ اگست ۲۰۱۱ء

۱۱۔ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

"یوم بدر ، بدرِ ثانی"

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن تمام مخلوقات کا ربّ ہے جو پیدا کی گئی ہیں، جو مشرق اور مغرب کا ربّ ہے، اور جو علم الغیب کا مالک ہے۔

دُرود و سلام اُن ذاتِ اقدس پر، جن کے اسمِ مُبارک میں لفظ "حمدؔ" سمویا ہوا ہے اور جن کے نام پر لوح و قلم کو ناز ہے، کیوں کہ اللہ کے نام کے بعد انہوں نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہی نام تحریر کیا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو تمام صابرین اور جملہ شاکرین پر، وہ جو اپنے روزے فقط اپنے اللہ کے لئے رکھتے ہیں۔ بے شک اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو اُن کے لئے کیا جاتا ہے۔

دُنیا کی گھڑی کی رفتار خاموشی سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، آخر تو دنیا کے کاندھے اُس بوجھ سے بوجھل ہو رہے ہیں،

Marfat.com

جو اُن پر سالہا سال سے لدھا ہوا ہے اور جو وقت گزرنے کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ زمین کی بوڑھی آنکھوں نے بڑے بے رحم نظارے دیکھے ہیں، اس کے تقریباً بہرے کانوں نے بڑی دلخراش چیخیں سُنی ہیں، اور اُس کے بدن کو مغرور اور ظالم قدموں نے چُور چُور کر ڈالا ہے۔

اِن تمام سالوں میں اِس دھرتی نے بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں۔ اگرچہ شروع میں یہ ایک سکون اور حسُن کی جگہ تھی، لیکن پھر انسان کے ظلم اور حرص کی وجہ سے اس کو آگ لگائی گئی، اس کو نوچا گیا اور اس کو تشدّد کا نشانہ بنایا گیا۔ سالہا سال تک زمین پر کئی قسم کی مخلوقات آباد رہی ہیں، لیکن اُن میں کوئی بھی انسان کی طرح اتنا ظالم نہ ہوا۔ یہ (انسان) سمجھتا ہے کہ وہ اس دھرتی کا حکمران ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ یہ جو چاہے کر سکتا ہے اور اس کو کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب یہ زمین بڑی بیتاب اور اُکسائی ہوئی ہے۔

اب اس نے اپنی تمام توانائیاں اور زندہ رہنے کی تمنّائیں کھو دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی گھڑی کی رفتار کو تیز کر دیا ہے تاکہ اب سال، مہینوں میں بدل جائیں، مہینے ہفتوں میں، اور ہفتے دنوں میں، اور بہت جلد دن بھی ایک بجھتے ہوئے شعلے کی مانند ہو جائے گا۔

کیا آپ وقت کے خاتمے کی آہٹ سُن رہے ہیں، جو عین

Marfat.com

اسی طرح آگے بڑھ رہا ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کون ان قدموں کو روک سکتا ہے اور کون ان بڑھتے ہوئے قدموں کے ساتھ آنے والی تباہی کو روک سکتا ہے؟ اس دھرتی پر وقت کے خاتمے کے حوالے سے بڑی سرگرمیاں جاری ہیں، اور آسمانوں پر بھی بڑی ہلچل جاری ہیں۔ اس انتشار اور بدنظمی کے بارے میں، جس میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے، صرف وہ لوگ جانتے ہیں جن کے کان اور آنکھیں کھلے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنی ذات کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کی ہو، وہ سوتے ہی رہیں گے، چاہے انہیں کتنی ہی نشانیاں دکھائی جائیں، اور کتنی ہی باتیں بتائی جائیں۔ بس ایسی ہی ہو چکی ہے دُنیا کی بیشتر آبادی۔ اندھی، بہری اور گونگی۔ اِس دُنیا میں واضح طور سے دکھائی دینے والے منظر نامے سے بالکل ہی بے خبر؛ اس صورتِ حال سے بھی بے خبر کہ دشمن کتنی جلدی اپنی منصوبہ سازی میں زیادہ طاقت ور اور تیز ہو رہا ہے اور کتنی خاموشی سے اُن منصوبوں پر عمل درآمد کرنے لگا ہے۔

ذرا اپنے وقت پر نگاہ ڈالیں۔ اگرچہ ظاہری طور سے گزشتہ ۱۴۰۰ برسوں کے دوران چیزیں بہت بدل گئی ہیں، لیکن کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ وقت اپنے ماضی کی طرف لوٹ گیا ہے۔ اس ماضی کی طرف جس کو جاہلیت کا دور کہا جاتا تھا، جب قدریں نہیں تھیں؛ اخلاق

Marfat.com

اور اخلاقیات نہیں تھیں اور حیا بھی نہیں تھی۔ لوگ اپنے طرزِ عمل میں ناشکرے تھے اور سمجھتے تھے کہ اُن کی بربریت اور غیر اخلاقی طور طریقے دراصل اُن کی مردانگی اور طاقت کا مظہر تھے۔

یہ سب کچھ آپ کے وقت میں بھی ہو رہا ہے۔ اب ماضی کی کئی بُرائیاں آج کے رواج بن گئے ہیں۔ جو زیادہ طاقتور ہے اُس کے پاس زیادہ دولت ہے اور وہ قانون اور قاعدے توڑتا ہے اور اُسی کے پاس زیادہ اختیار ہے۔ اور جس کے پاس زیادہ اختیار ہے وہ اپنے طرزِ عمل میں اتنا مغرور بن جاتا ہے کہ وہ خود کو دُنیا کا مالک سمجھنا شروع کرتا ہے۔

دورِ جاہلیت کے لوگ بھی اپنے طور طریقوں میں بے حیا تھے۔ وہ معمّر اور کمزوروں سے، اور خاص طور سے عورتوں سے بے حیائی سے پیش آتے تھے۔ وہ ان کو گالیاں دیتے۔ وہ اُنہیں کوئی حقوق نہیں دیتے، اور وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔ آپ کے زمانے میں بھی تقریباً یہی سب دہرایا جا رہا ہے۔ آپ کے معاشرے میں بوڑھا ہونا، کمزور ہونا، یا عورت ہونا ایک سخت مشکل امر ہے۔ بالکل اسی طرح بد دیانتی عام ہے اور جھوٹ ہر زبان سے جاری ہے۔

مذہب صرف اُن چند لوگوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے جو

Marfat.com

اپنے ربّ کے ساتھ سچے ہیں۔ لیکن بیشتر لوگوں کے لئے مذہب
بھی ایک منافع بخش پیشہ ہے ۔ دورِ جاہلیت اور آپ کے زمانے
کے درمیان ی یکسانیّت کو کون جھٹلا سکتا ہے ؟ ان دو ادوار
کے درمیان جو واحد فرق ہے وہ یہ کہ دورِ جاہلیت میں کوئی رہنما
یا رہنمائی نہیں تھی ، اور اس دور میں تبدیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ظہور سے ہی شروع ہوئی۔

لیکن آپ کے دور کو اللہ اور اُسکے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی کامل ہدایت حاصل ہے ، جو ہمیشہ کی طرح روشن و تاباں
ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں اور اِن کے
بعد کبھی کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ نبوّت تو ختم ہو گئی ، لیکن ولایت
اِس دُنیا کے خاتمے تک جاری رہے گی ۔ اس ولایت کے
سربراہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ نظام آپؐ کے
زیرِ نگرانی ایک مکمل سسٹم کے تحت چلتا ہے ۔ حتیٰ کہ آج بھی آپ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دربار میں تشریف رکھتے ہیں جہاں اس
دُنیا کے مسائل زیرِ بحث آتے ہیں ۔

یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حیاتِ مبارکہ میں ہوا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مسائل
کو زیرِ بحث لاتے کہ کفّار کے اگلے حملے کا کیسے مقابلہ کیا جائے۔

Marfat.com

با اللہ کے نُور کو کس طرح ہر طرف پھیلایا جائے۔ اُس زمانے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سامنے موجود تھے، اور آپؐ کے پاس تبلیغ کے بہت کم وسائل تھے۔ آپؐ کے دشمنوں کی تعداد بھی بہت کم تھی، اور وہ محدود علاقوں میں موجود تھے۔

لیکن آج صورتِ حال مختلف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دنیاوی حیات کی صورت میں موجود نہیں ہیں۔ آپؐ ہمیں آنکھوں کے ذریعے نظر نہیں آتے اگرچہ وہ روحانی طور سے موجود ہیں اور حالات سے آگاہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا ہے، اور اب تمام دُنیا آپؐ کے آگے موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پوری دنیا کے نبیؐ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قوموں اور تمام لوگوں کے مسائل دیکھنے ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ ابھی تک جاری ہے اور آپؐ کے دوست اب بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے، اور آپ لوگوں کے زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ آپ کے زمانے کے اولیاء اور صالحین ہیں، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے سختی سے پابند ہیں اور جہاں بھی جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے پیغام کی تبلیغ کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ میں سے بیشتر کو نظر نہ آتے ہوں، لیکن آپ ہمیشہ یہاں موجود ہیں اور اِس دُنیا کے معمولات کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان پرستوں کی کارگزاریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں، اور آپ کو اس بات کا مکمل علم ہے کہ دجّالی نظام کو پوری طرح سے شروع ہونے میں کتنا وقت باقی ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن تباہ کاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں جو دجّال اور اس کے ساتھی پھیلائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور اِس دنیا میں اور آسمانوں میں موجود آپ کے ساتھی، "نیا عالمی نظام" کی چالوں سے آگاہ اور خبردار ہیں، اور اس سے کہ وہ کس طرح اُن سب کو اپنے اندر سمو رہا ہے جو اس سے بے خبر ہیں۔ اللہ نے اپنے دشمنوں کو کافی مہلت دی ہے۔ اُس نے انہیں کافی وقت دیا ہے تاکہ وہ اپنی تمام منصوبہ بندیاں اپنے دل کے ارمانوں کے مطابق کرسکیں تاکہ کل وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ انہیں مناسب وقت نہیں دیا گیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خاموش ہیں اور اس رسّی کو ڈھیل دے رہے ہیں جس کا پھندا

Marfat.com

اللہ کے دشمنوں کے گلے میں لٹکا ہوا ہے۔ لیکن وہ وقت قریب آرہا ہے جب اس رسّی کو کھینچ کر پھندے کو زیادہ سے زیادہ کس دیا جائے گا، وہ وقت جب سچّائی، جھوٹ کے آگے نمایاں ہو گی اور روشنی اِس دُنیا سے تاریکی کو ہٹا دے گی۔

دُنیا نے اِس طرح کے وقت کا مشاہدہ پہلے بھی کیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا تھا۔ وہ وعدہ جو آپؐ نے اپنے محبوب سے کیا تھا۔ آپؐ نے یہ وعدہ شب و روز جدوجہد کر کے، ننگی تلوار کے آگے بے خوف کھڑے ہو کر پورا کیا تھا۔ اپنا گھر بار، اپنی آسائشوں اور اپنے گھرانے کو قربان کر کے پورا کیا تھا تاکہ دنیا کو اللہ کا نام پھر سُنائی دے اور وہ اپنی وفاداریاں اُس ذاتِ واحد سے جوڑیں جو حق اور سچائی ہے۔

چودہ سو سال پہلے، شروع کے صرف ۲۳ سالوں میں اِس دُنیا کا رنگ ڈرامائی طور سے بدل گیا۔ خون آلود تلواریں نیچے رکھ دی گئیں اور سفّاک دل موم کی طرح نرم پڑ گئے تھے۔ احترام سب کے لئے تھا، چاہے وہ بوڑھا تھا یا جوان، چاہے مرد تھا یا عورت، غریب تھا یا امیر، گورا تھا یا کالا، غلام تھا یا آقا۔ سب کی حیثیت برابر ہو گئی تھی۔ سب کو ان کے جائز احترام اور حقوق مل گئے تھے۔

Marfat.com

زمانہ اتنا پُر امن ہو گیا تھا کہ ایک تنہا عورت بھی بغیر کسی خوف و خطر کے صحرا کو پار کر سکتی تھی۔ وہ دور جب کوئی زکوٰۃ کا مستحق مشکل سے ملتا تھا، جب انصاف اور دیانت ملک کا قانون تھے، جب انسان کو حقیقت میں انسان کا درجہ دیا گیا تھا۔ یہ سارے معجزے صرف ۲۳ سال سے کم عرصہ میں ہوئے۔

اللہ نے بالکل اسی طرح کے ایک وقت کا وعدہ کیا ہے لیکن وہ وقت بس بڑی تباہی اور بربادی کے بعد آئے گا، حق و باطل کی آخری جنگ کے بعد۔ امام مہدی علیہ السلام کا آپ کے زمانے میں سب سے زیادہ انتظار ہے۔ دُنیا ایک ایسا وقت امام مہدی علیہ السلام کی زیرِ قیادت، دوبارہ دیکھے گی۔

اب آئیے چودہ سو سال پیچھے عرب کے عظیم صحرا کی طرف چلتے ہیں جہاں اللہ کے چند سپاہی بڑی بے تابی سے اپنے رہنما کا انتظار کر رہے تھے تاکہ وہ آگے بڑھ کر لڑائی شروع کرنے کا حکم دیں۔ روشن چہرے والے یہ لوگ معمولی لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشکل سے کوئی ہتھیار تھا۔ اُن کے پاس مشکل سے کوئی چمکتی تلوار، ڈھال یا تیر تھا، کئی لوگوں کے پاس تو سواری تک نہیں تھی۔

لیکن پھر بھی اُن کا لہو اُن کی رگوں میں جوش مار رہا تھا، اور

Marfat.com

اُن کے سر اپنے ربّ اور خالق پر قربان ہونے کے لئے بیتاب تھے، آنکھوں میں چمک اور دل میں مثالی شجاعت لئے ہوئے یہ ۳۱۳ جوان صف بستہ کھڑے تھے، بے خوفی سے دشمن کے آگے۔ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار۔

اس طرف وہ ۳۱۳ تھے اور دوسری طرف ہزار کفار تھے جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس تھے اور جنہیں تازہ سواریاں میسر تھیں، اور جو غرور اور تکبر سے سرشار تھے۔ یہ تھی صورتِ حال جس میں جنگِ بدر لڑی گئی تھی۔ مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ۔

یہ ۱۷ رمضان ۲ھ ہجری، جمعہ کا دن تھا۔ صبح سویرے ہی دشمن نے آگے بڑھ کر العقل کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُن کے شاندار گھوڑوں اور اُونٹوں پر سوار دیکھا، تو آپؐ نے دُعا فرمائی کہ: "اے اللہ! یہ قریش کے لوگ ہیں، یہ بڑے تکبر میں اور غرور میں آئے ہیں، ان کی جھوٹی اَنا آپ کے مقابل ہے اور آپ کے رسولؐ کا انکار کر رہے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں عطا کیجئے وہ مدد جس کا آپ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے مالک! آج کی صبح انہیں تباہ کر دیں"۔

لڑائی شروع ہوئی۔ جب قریش کی طرف سے ایک آدمی

Marfat.com

نے اُس حوض کو توڑنے کی کوشش کی جو مسلمانوں نے تیار کیا تھا ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، نے تیزی سے اپنی تلوار چلائی اور اس قریشی کو جہنم رسید کیا۔ قریش کے لیڈروں نے مسلمانوں کو دُو بدُو لڑائی کے لئے للکارا۔ مدینہ کے کچھ نوجوان آگے بڑھے، لیکن قریش چلّائے: ”اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ہمسروں کو ہمارے مقابلے میں آنے دیں۔“ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقابلے کے لئے آگے بڑھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو لڑائی اور شکار میں شیر کی طرح تھے، انہوں نے اپنے مدِ مقابل کو فوراً ہی جہنم کی طرف روانہ کردیا۔ اور اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کی جو ذرا مشکل میں تھے۔ پھر دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ آخر کار مسلمان اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے مقابلے میں آ ہی گئے۔ ہر مسلمان کے مقابلے میں تین قریش تھے، کیوں کہ قریش کی تعداد مسلمانوں سے تین گناہ زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ قریش کے پاس گھڑ سوار دستہ بھی تھا جب کہ مسلمانوں کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا، اور یہ سب ہاتھوں میں صرف تلواریں لئے، قریش اشرافیہ کے اعلیٰ ترین

Marfat.com

ہتھیاروں کے مقابلے میں صف بستہ تھے۔

اس کے باوجود مسلمان جوشِ ایمانی سے سرشار تھے، اور ان کی رُوحیں ان کے جسموں کے اندر اپنے ربّ پر نچھاور ہونے کے لئے بے تاب تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد قریش کے مقابلے میں کتنی کم تھی اور ہتھیار بھی ناکافی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان کے لئے پسیجا، اور اپنے سائبان کے نیچے، جو صحابہ کرام نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا، آپؐ نے اپنے ہاتھ اپنے پروردگار کے آگے اٹھائے اور دعائیں اور التجائیں کرتے رہے، آپؐ کا چہرۂ مبارک اشکوں سے بھیگ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پورے وجود کے ساتھ اپنے خالق سے التجا کی اور صدا دی کہ:

"اے میرے پروردگار! یہ قریش ہیں جو اپنی جھوٹی شان وشوکت میں آئے ہیں اور آپ کے رسولؐ پر حملہ آور ہیں۔ میرے پروردگار! ہمیں وہ کامیابی عطا کیجئے جس کا وعدہ آپ نے مجھ سے کیا تھا۔ اے میرے ربّ! اگر آپ نے لوگوں کے اس گروہ کو آج تباہ ہونے دیا تو پھر آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اُس وقت تک دُعا اور التجائیں کرتے رہے کہ آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھے سے لڑھک گئی۔ آپؐ کے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر

Marfat.com

اُٹھا کر آپؐ کے کندھے پر دوبارہ رکھ دی اور کہا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر غمزدہ نہ ہوں۔ اللہ آپؐ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔"

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دُعا مانگتے رہے، اُس وقت تک کہ آپؐ پر ایک پُرسکون غنودگی طاری ہوگئی۔ اور پھر جب آپؐ جاگ پڑے تو ایک مسکراہٹ آپؐ کے چہرے پر کھل رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی مدد کو، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اُنکے ہزاروں ملائکہ کی فوج کی صُورت میں دیکھ لیا تھا، جو زمین پر اُتر رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک مُشت بھر کنکریاں اٹھائیں اور دشمن پر دے ماریں۔

اِس عمل نے دشمن کی صفوں میں ہلچل مچا دی۔ انسان اور گھوڑے سب پریشان ہوئے، وہ گر پڑے، دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ لڑھک گئے اور گھوڑے سٹپٹا کر بھاگے اور اللہ نے اُن سے فرمایا:

"تم نے انہیں نہیں مارا، بلکہ اللہ نے اُن کو مارا۔ تم نے (کنکریاں) نہیں پھینکیں، یہ اللہ تھا جس نے پھینکیں۔" (سُورۂ انفال آیت نمبر ۱۷)

تو اس طرح جنگ بدر کی صورت تبدیل ہوگئی۔ جس وقت

Marfat.com

مومنین نے حملہ کیا، تو انہوں نے حملہ اکیلے نہیں کیا، کیونکہ جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ "میں تمہاری مدد کروں گا، ہزاروں ملائکہ کے ساتھ جوق درجوق"

ملائکہ کی موجودگی کو سب نے محسوس کیا: مومنین نے ایک قوت کے طور پر، اور کافرین نے ایک دہشت کے طور پر۔ قریب رہنے والے قبیلے کے دو آدمی پہاڑی کی چوٹی پر یہ جنگ دیکھنے پہنچے تیزی سے ایک بادل ان کے قریب سے گزرا، ایک بادل جو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازوں سے پُر تھا، اس کی وجہ سے دونوں میں سے ایک آدمی گِر کر فوراً ہی مَر گیا، مارے دہشت کے اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

مومنین میں سے ایک شخص دشمن کے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا، کہ (اچانک) اس آدمی کا سر تن سے جُدا ہوا اس سے پہلے کہ مومن اس آدمی تک پہنچتا، اور یہ وار ایک دکھائی نہ دینے والے ہاتھ نے کیا تھا۔ کچھ لوگوں نے ملائکہ کی جھلکیاں دیکھی تھیں، جو گھوڑوں پر سوار تھے جن کے کھُر زمین سے نہیں ٹکرا رہے تھے، اور اُن کی قیادت حضرت جبرائیل علیہ السلام کر رہے تھے جو پیلے رنگ کی دستار پہنے ہوئے تھے، جب کہ دوسرے ملائک کی پگڑیوں کا رنگ سفید تھا۔

Marfat.com

قریش کو جنگِ بدر میں زبردست شکست ہوئی۔

اے اُمتِ محمدی! تاریخ خود کو دہرانے کا ایک رجحان رکھتی ہے۔ دنیا کو ایک اور بدر دیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یعنی بدرِ ثانی، حق و باطل کی فیصلہ کُن جنگ جس میں مسلمان اور کفّار کی تعداد کا تناسب یکساں ہوگا، یعنی ۳۱۳ کے مقابلے میں ایک ہزار۔ یہ بدرِ ثانی ہوگا، وہ روحانی جنگ جس کا صدیوں سے انتظار تھا، اُن کو جو اس کے بارے میں جانتے ہیں۔

یہ جنگ امام مہدی اور دجّال کے درمیان ہوگی، شیطان کے خلاف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری جنگ، وہ جو ایک بار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی قیادت میں لڑی جائے گی۔ وہ جنگ جب "عَلَم الفتح" ایک بار پھر بلند ہوگا، اور یقیناً بلند ہوگا فتح کے لئے، انشاءاللہ۔

آپ سب کو یومِ بدر مبارک ہو!

آمین!

Marfat.com

۱۹۔ اگست ۲۰۱۱ء (۱۸۴)

"شیرِ خُدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ"

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی محبّت پوری دنیا پر محیط ہے۔ یہ محبّت ہر ایک کو ملتی ہے لیکن صرف چند ہی لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تاہم یہ اللہ ہی ہے جو سب کے لئے اس نعمت کو نہیں روکتا۔ خواہ وہ اس سے نسبت رکھتے ہیں یا باغی ہیں۔

درود و سلام اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو اس کے حبیب ہیں، دوست ہیں اور خلیل ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پر جو ذکرِ اللہ کو رُوح کی غذا سمجھتے ہیں۔ اور جو مشتاق ہیں اس ذکر کو اپنی آخری سانس تک جاری رکھنے کے لئے۔

ہر دن ایک نیا دن ہے۔ ہر دن سُورج پچھلے دن کی موت

Marfat.com

سے طلوع ہوتا ہے، اور ہر دن اپنے ساتھ بے شمار خوبصورتیاں لاتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ فجر کی ٹھنڈک لاتا ہے، اشراق کی نازک روشنی، ظہر کی حدّت، عصر کی ہلکی غنودگی، مغرب کی شفق اور عشاء کا سکون اور آرام ساتھ لاتا ہے۔ ہر نئے دن کا ایک نیا رنگ، نئی خوشبو اور ایک نئی قوّت ہوتی ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر نیا دن ایک نئی شروعات ہے جس میں لپٹی ہوئی ایک نہایت قیمتی شئے ہے۔ نئے دن کا وہ ہدیہ "امید" ہے، اس بات کی امید کہ معاملات درست ہونا شروع ہو جائیں گے، اس بات کی امید کہ آپ میں زندگی کی سختیوں کو جھیلنے کے لئے زیادہ توانائی اور بے تھکانی پیدا ہو گی۔ یہ امید کہ آپ کی زندگی زیادہ پُرمقصد اور آسان ہوگی، اور سب سے بڑھ کر یہ، کہ وہ دن ہوگا جس میں آپ کے اعمال ایسے ہوں گے کہ جب وہ عرش العظیم پر پہنچیں گے تو انہیں فوری طور سے قبول کیا جائے گا۔

اس دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں: وہ لوگ جو بے پرواہ ہیں، وہ جو پرواہ کرنے کا روپ بھرتے ہیں، اور وہ جو واقعی پرواہ رکھتے ہیں۔ ہر روز، ہر شخص کے اعمال کو وہ فرشتہ اوپر لے جاتا ہے جو اُن کو لکھتا ہے۔ ان اعمال کو سات آسمانوں سے گزارا جائے تو یہ عرش تک پہنچتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے اعمال کی رسائی تو پہلے آسمان تک بھی

Marfat.com

نہیں ہوتی اور انہیں وہیں سے اس شخص کی طرف پھینک دیئے جاتے ہیں ۔ یہ اعمال ان لوگوں کے ہیں جنہیں کسی کی پرواہ نہیں ہے ۔ پھر ان لوگوں کے اعمال ہیں جو پرواہ کرنے کا روپ بھرتے ہیں ۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اعمال مختلف آسمانوں میں بھٹکتے رہیں، لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ عرش تک پہنچیں ۔

فقط اُن لوگوں کے اعمال ہی پورے سات آسمانوں سے گزر کر عرش تک پہنچتے ہیں جن کو واقعی دوسروں کا خیال ہے، اور پھر عرش سے انہیں اللہ براہِ راست اٹھالیتا ہے ۔ یہ اعمال نہایت خاص قسم کے ہیں ۔ کیوں کہ یہ صرف اللہ کی خاطر کئے جاتے ہیں ، چاہے ایسے آدمی نے عبادت کی ہو، ذکر کیا ہو یا فکر کیا ہو ، فقط اپنے اللہ کی رضا کے لئے کئے ۔ اور اگر اس نے اپنی دنیاوی ذمہ داریاں پوری کی ہوں ۔ وہ بھی فقط اپنے اللہ کی خاطر کی ۔ مختصر یہ کہ اس کا پورا دن اور اس کا ایک ایک عمل جو اُس نے کیا، وہ سب اللہ کے لئے کیا ۔ اگر اس کے اعمال میں کچھ خامیاں تھیں، تو اس کے توبہ واستغفار کے اشکوں نے، انہیں اُس کے اعمال کے اُس صفحے سے مٹا دیئے ہیں ۔

ایسے اعمال تو نہایت خاص لوگوں کے ہوتے ہیں ، وہ لوگ جو صرف اپنے اللہ کے لئے جیتے ہیں ، جو کماتے ہیں یا خرچ کرتے

Marfat.com

ہیں، جو کھاتے ہیں یا بھوکے رہتے ہیں، جو جاگتے یا سوتے ہیں، جو پسند یا ناپسند کرتے ہیں، اور جو بولتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں، صرف اور صرف اپنے اللہ کے لئے۔

۲۳ رمضان، یوم علی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ دن جس دن اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو شہید کیا گیا تھا اور اس دن سے اُن لوگوں کا تناسب بڑھ گیا ہے جو کسی کی پرواہ نہیں رکھتے یا صرف اس کا رُوپ بھرتے ہیں۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے کہ جو لوگ واقعی دوسروں کا خیال رکھتے ہیں، دنیا میں ان کی تعداد کم رہے۔ اس کے باوجود ان کا اثر، ان کی قوت اور روحانیت ایسی رہے گی کہ وہ ہر وقت دوسروں کی کمزوریوں پر قابو پاسکتے ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیرِ خدا ایسے لوگوں کی فہرست میں سب سے اُونچے مقام پر ہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ کو شہنشاہِ ولایت کے مرتبے کے لئے چُنا گیا تھا، اور بے شک آپ کے معلّم، تمام معلّمین میں سے بہترین معلّم تھے۔ یہ تو صرف ایسے ہی لوگوں کا صدقہ ہے کہ دنیا ابھی تک چل رہی ہے، کہ ابھی تک اللہ کا غیض وغضب تھما ہوا ہے، اور دنیا کی تباہ کاریاں اور پڑنے والے عذاب ابھی تک قابو میں ہیں۔ ایسے لوگ جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، تو اُن کی توجہ پھر بھی ان لوگوں کی طرف مرکوز رہتی ہے جو انہیں یاد کرتے

Marfat.com

ہیں، اُن کی باتیں کرتے ہیں اور جو اُن سے محبت کا رشتہ قائم رکھے رہتے ہیں۔

یہ محبت، بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت کی محبت، ایک نہایت طاقت ور قوت ہے، وہ قوت جو دُنیا کو یکجا اور قائم رکھے ہوئے ہے۔ جیسے جیسے دنیا اپنے خاتمے کے قریب پہنچے گی، یہ محبت فقط چند دلوں میں باقی رہے گی، اور باقی دُنیا ان کو بس بھول جائے گی۔ ایسی صورتِ حال قیامت کی بڑی نشانیوں کا آغاز ہوگی، اور پھر ان تباہ کاریوں کو روکنے والا کوئی نہیں رہیگا جو اُس وقت نازل ہوں گی۔ بدقسمتی سے ایسا وقت قریب آچکا ہے۔ اِن وقتوں کی بربادیوں سے خود کو بچانے کے لئے بس اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیاروں کی محبت میں اضافہ کیجئے، اور بے شک تمام حالات میں اللہ آپ کا بہترین محافظ ہوگا۔

تو آیئے، آج ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ، لیعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا نام "علی" تھا، اور آپ کی کُنیت ابوالحسن اور ابو تراب تھیں، جب کہ آپ کے القاب اسداللہ، حیدر، اور المرتضیٰ تھے۔ ابوطالب آپ کے والد، اور فاطمہ بنت اسد بن ہاشم

Marfat.com

آپ کی والدہ تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکّہ میں پیدا ہوئے، اور عام الفیل کے مطابق سال ۶۰۲ء میں۔

ابھی آپ بچّے تھے کہ مکّہ میں ایک زبردست قحط پڑا۔ اس وقت رسول اللہؐ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے کچھ بچے پرورش کے لئے اُن کے سپُرد کریں۔ یہ انہوں نے اس لئے کیا تھا کیونکہ قحط نے شہر میں تباہی مچائی ہوئی تھی اور حضرت ابوطالب کا بڑا گھرانہ ہونے کے باعث گزارا کرنے میں مشکل پیش آرہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کو اپنے گھر لے گئے جب وہ بس ایک کم سِن لڑکے تھے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوئی اور آپؐ کو نبوّت کے اعزاز سے نوازا گیا، تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی شخص تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر اُن پر پڑی۔ اِس پر آپ کرم اللہ وجہہ کو حیرت ہوئی۔ اپنی معصومیت کے باعث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دینِ اسلام کی دعوت دی، جسے

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فوراً ہی قبول کی ۔ اس طرح آپ کرم اللہ وجہہ بچّوں میں اسلام قبول کرنے والے پہلے بچّے بن گئے ۔ آپ کرم اللہ وجہہ کی عمر اُس وقت گیارہ سال کی تھی ۔

طبرانی میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے نبوّت پیر کے دن ملی ، اور عین اُسی دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرے پیچھے نماز پڑھی ، اور منگل کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میرے پیچھے نماز پڑھی “۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمّت اور بہادری اِس وقت سے بھی ظاہر ہوتی ہے ۔ اسلام کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن اپنے پورے خاندان کو کھانے کی دعوت دی ، اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ کی توحید کے بارے میں بتایا اور سب کو دعوتِ حق دی ۔ وہاں تقریباً ۴۰ افراد تھے جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت ابوطالب اور ابولہب شامل تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ” اے بنی عبد المطلب ! اللہ کی قسم ، میں آپ کے سامنے دونوں جہانوں کی بہترین نعمتیں پیش کر رہا ہوں ۔ بتایئے آپ میں سے کون میری حمایت کرے گا ؟ اور میرا مددگار بنے گا ؟ “

یہ سُن کر سب خاموش رہے ، سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

کے جنہوں نے کہا: "اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں، میری آنکھیں دُکھتی ہیں اور میری ٹانگیں دُبلی ہیں، میں آپ کا حمایتی اور مددگار بنوں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھا، آپ بیٹھ جائیے۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سوال تمام حاضرین سے دوبارہ پوچھا، لیکن کسی نے جواب نہیں دیا سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے، جنہوں نے اُسی انداز میں جواب دیا۔ اس بار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھ جانے کو کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا اور تیسری بار بھی صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیٹھ جائیے آپ میرے بھائی اور میرے وارث ہیں۔"

باہمت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی زندگی کے تمام مراحل میں اپنے اِن الفاظ کی لاج رکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت، یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی تھے جو بے خوفی سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر میں سو گئے تھے۔

اسلام کے ابتدائی دنوں میں مکہ میں مسلمانوں کی چھوٹی

Marfat.com

چھوٹی برادریاں قائم کی گئی تھیں، اور اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے برادری، یعنی مواخات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کی۔

جب اسی طرح کی مواخات مہاجر اور انصار میں قائم ہوئے، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قائم کی۔ جب مسلمانوں کو پہلی جنگ کا سامنا کرنا پڑا، جو بدر کے مقام پر لڑی گئی، تو کفار نے اعلان کیا کہ جو ہمارا ہمسر ہو اُسے میدانِ جنگ میں بھیجو۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی تھے جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور لمحوں کے اندر ہی دشمن کو بتا دیا کہ ہاشمی لہو کی شان کسی وقت بھی کم نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح جنگِ اُحد میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کفار کے گیارہ علم داران کو اپنی تلوار کی برق رفتاری سے جہنم رسید کیا۔ اس جنگ میں جب مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور مسلمان سپاہی بھاگنے لگے دشمن کے خوف کے باعث، تو اس وقت صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور چند دیگر باہمت جان نثاران تھے جنہوں نے دشمن کا سامنا کیا۔

یہ شیرِ خدا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو سب سے پہلے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کفار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے۔ یہ وہی موقع تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کرم اللہ وجہہ کو" ذوالفقار" نامی تلوار عطا کرتے ہوئے فرمایا:" اے علی (کرم اللہ وجہہ)! آسمان کے فرشتے بھی آپ کی بہادری کا چرچا کر رہے ہیں اور کہہ رہے کہ ہم نے پوری دنیا میں علی جیسا بہادر، جوان مرد نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی ذوالفقار جیسی تلوار دیکھی ہے"۔

اور پھر جنگِ خندق میں ایک مشہور پہلوان تھا جس کا نام عمرو بن عبد ود تھا جسے ہزار جنگجوؤں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ وہ میدان میں اُترا اور للکارا:" جسے موت سے محبت ہے، وہ میرے سامنے آئے"۔ ایک بار پھر وہ شیرِ خدا ہی تھے جنہوں نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی اور پھر ایک ہی وار میں عمرو کا سر جسم سے جُدا کر دیا۔ کفّار کے خلاف ہر نئے غزوے نے دُنیا کو ثابت کیا کہ جب حیدرِ کرار اپنے بازوؤں کو اٹھاتے ہیں، پھر دنیا کا کوئی بھی آدمی اُن بازوؤں کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔

غزوۂ خیبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جراُت کا ایک اور ثبوت تھا۔ وادیٔ خیبر میں یہودیوں نے کئی قلعے بنائے تھے؛ اور

Marfat.com

مختلف صحابہ کرام کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اِن قلعوں میں سے ایک قلعہ ایسا تھا جو باوجود کوشش کے فتح نہ ہوسکا۔ آخرکار ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "صبح میں اِس عَلَم کو اُس کے سپُرد کروں گا جس نے آج تک کبھی شکست نہیں دیکھی"۔ تمام صحابہ کرام کی یہ خواہش تھی کہ عَلَم انہیں دیا جائے۔ صبح جب تمام صحابہ کرام جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ: "علی (کرم اللہ وجہہ) کہاں ہیں؟" اس پر صحابہ کرام نے جواب دیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنکھوں کی تکلیف کے باعث موجود نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا آپ انہیں بلا سکتے ہیں"۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اُن کی آنکھوں پر لگایا، اور معجزاتی طور پر وہ فوراً ہی ٹھیک ہوگئیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: "اِنشاء اللہ فتح آپ کی ہوگی"۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ قلعے کے سامنے پہنچے تو آپ کرم اللہ وجہہ نے فوراً اس عَلَم کو زمین میں گاڑ دیا۔ قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے پوچھا: "کون ہے یہ جو ہمارے علاقے میں اتنی دیدہ دلیری سے داخل ہو رہا ہے؟" حضرت علی کرم اللہ

Marfat.com

وجہہ نے جواب دیا" میں ہوں علی ابنِ ابی طالب"۔ جب یہودی نے یہ سُنا تو وہ پُکار اٹھا کہ:" اب ہماری خیر نہیں"۔ اس کے بعد ایک خون ریز جنگ چھڑ گئی جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہودیوں کے سالار مرحب کو ہلاک کیا۔ یہ دیکھ کر یہودی پسپا ہونا شروع ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو قلعے میں بند کر لیا۔ شیرِ خدا، فاتح خیبر، حیدرِ کرار نے بُلند آواز میں:" اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا اور اپنے ہاتھوں سے قلعے کے دروازے کو اکھاڑ کر اس کے خندق پر ایک پُل کی مانند رکھ دیا جس پر سے مسلمان فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ فاتح مکّہ، غزوہ حنین اور طائف میں بھی موجود تھے۔

منظہرِ شان و شکوہِ مصطفیٰ مولیٰ علی
ضیغمِ حق، بوتراب و مرتضیٰ مولیٰ علی

لا فتیٰ اِلا علی ہے جن کا اعزاز و شرف
وہ جری، وہ مردِ میدانِ وفا مولیٰ علی!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا زیادہ تر وقت قاضی کی حیثیت میں گزارا اور ان کے فیصلوں کو سب ہی پسند کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

کو مشیرِ اوّل کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں، اگرچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشیر اور قاضی کے عہدے پر قائم رہے، مگر انہوں نے امورِ مملکت سے اپنے آپ کو فاصلے پر رکھا۔ مگر اس کے باوجود آپ کرم اللہ وجہہ ضرورت کے تحت دوسروں کو مشورے دیتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا دور وہ دور تھا جب عبداللہ بن صباح کی پیدا کردہ بغاوت عروج پر تھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور لوگ چاہتے تھے کہ جو شخص اس کا ذمہ دار ہے، اُسے کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔ یہ وقت واقعی شر، فساد اور انتشار کا پُر آشوب دور تھا، جس کا نتیجہ جنگِ جمل کی صورت میں سامنے آیا، جس میں دس ہزار لوگ مارے گئے۔ یہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تدبیر تھی کہ یہ جنگ زیادہ دیر نہیں چلی۔ جب یہ مسئلہ حل کیا گیا، تو اسی قسم کا ایک اور سنگین اور تعزیانہ صورتِ حال نے شام میں جنم لیا جس میں امیر معاویہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیا۔

۳۷ ہجری میں شامیوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوجوں کے درمیان ایک غضب ناک جنگ لڑی گئی۔ دورانِ جنگ حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہہ کی فوج کو جب برتری اور فتح حاصل ہونا شروع ہوئی تو شامی فوج نے ایک چال چلی جس میں انہوں نے قرآنِ پاک کے نسخے نیزوں پر لٹکا دیئے، اور کہنے لگے کہ: "اگر اہلِ عراق مارے گئے تو پھر فارس کی سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا، اور اگر شامی مارے گئے، تو رومی سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا۔ تو پھر کیوں نہ اللہ کی کتاب سے اس کا فیصلہ لیا جائے؟

تو اس طرح جنگ ختم ہوئی اور جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا۔ لیکن اس جنگ بندی سے ایک نئے فتنے نے سر اٹھایا یا خارجیوں کے ایک گروہ نے یہ دلیل پیش کی کہ قرآن کے معاملے میں انسانوں کو حَکَم کیوں مقرر کیا گیا؛ اسی بنا پر انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس فتنے کے باعث نہروان کی جنگ چھڑ گئی' اگرچہ اس لڑائی کے بعد خارجی کمزور پڑ گئے لیکن اس کے باوجود وہ مسائل پیدا کرتے رہے۔

ان میں سے تین آدمی، یعنی عبدالرحمٰن بن ملجم، بروک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور فیصلہ کیا کہ اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو قتل کیا جانا چاہیئے۔ تو اس طرح سے ابن ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔ بروک نے

Marfat.com

امیر معاویہ کی اور عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص کے قتل کی ذمہ داری لی۔ اس ناپاک ارادے کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا اور اپنے کچھ قریبی دوستوں کے ساتھ قیام کیا۔ یہ دوست بھی خارجی تھے۔ اور ان میں ایک کا نام شبانہ تھا، جس کی قزام نامی ایک ہی بیٹی تھی۔ ابنِ ملجم نے اس سے شادی کی خواہش ظاہر کی، جس پر اس نے حق مہر کے طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سرِ مبارک، ایک غلام تین کنیزیں اور تین ہزار درہم مانگے۔

۲۱ رمضان کو ابنِ ملجم کوفہ کی مسجد میں چھپ گیا۔ جب شیرِ خدا فجر کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو اس ملعون کافر نے آپ، کرم اللہ وجہہ پر ایک زہریلی تلوار سے وار کیا۔ یہ وار اتنا شدید تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب زمین پر گر پڑے۔ اگرچہ سخت اشتعال میں آئے ہوئے لوگوں نے اس قاتل کو پکڑ لیا، لیکن اس وقت تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

اس واقعہ سے وہ پیش گوئی پوری ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ اُحد پر کی تھی۔ اس وقت جب پہاڑ لرزنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "لرزنا چھوڑ دے کیوں کہ تمہارے اُوپر ایک نبی، دو شہید اور ایک صادق کھڑے ہیں" اس میں سے ایک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے محبوب شیرِ خدا تھے جو شہرِ علم کا دروازہ تھے۔ اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۳ رمضان سال ۴۰ ہجری میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اللہ کے محبوبین کبھی نہیں مرتے، اور کچھ تو اس کام کو بھی نہیں چھوڑتے جو اِس دنیا میں ان کو سپرد کیا گیا تھا۔ وہ اس دنیا میں اللہ کے کارکن تھے۔ اور وصال کے بعد بھی اللہ کے کارکن رہتے ہیں۔ وہ اِس دنیا میں اس کے عاشق تھے۔ اور وہ وصال کے بعد بھی اُس کے عاشق رہیں گے۔ خاص لوگوں کے لیے خاص نعمتیں ہیں۔ بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاص الخاص میں سے تھے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ:

ے زمینِ (نجف) ہے آئینہ برداران کا
نہیں تو حق نما شیرِ خدا ہیں
علی کی رفعتیں اللہُ اکبر
علی علمِ نبیؐ کا آئینہ ہیں!
عجب ضو ہے میری نظروں میں عارفی
میرے دل میں علی جلوہ نما ہیں!

آمین

Marfat.com

۲۶ اگست ۲۰۱۱ء (۱۸۵)
جُمعۃُ الوِداع

لیلۃُ القدر

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو پاک، سُبحان، ربّ العالمین، تمام خزانوں کے مالک ہے، چاہے وہ آسمانوں پر ہوں، یا سمندروں میں ہوں اور جو سات آسمانوں اور سات سمندروں کا خالق ہے۔

درود و سلام محبوبِ ربّ العالمین پر، جو اللہ کے خزانوں کے تقسیم کرنے والے ہیں، جو اُن سب میں فراخ دلی سے تقسیم کرتے ہیں، جن کی نسبت اللہ سے ہے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے جوّاد اور قاسم ہیں۔

سلام، برکتیں اور رحمتیں آپ سب کیلئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن خاصان پر جو اپنے دلوں میں اُن خاص دنوں اور راتوں کا جشن مناتے ہیں جو اُن کے اللہ نے اُن کو بخشی ہیں۔

اگر آپ کسی شخص کی اس دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے موازنہ کرنے کی کوشش کریں، تو آپ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ

Marfat.com

یہ موازنہ نہیں ہوسکتا، کیوں کہ ایک ساٹھ/ستّر سالہ زندگی کا موازنہ لامحدود سالوں سے کس طرح کیا جاسکتا ہے یعنی محدود کا موازنہ لامحدود سے کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے باوجود اس دُنیا کے لوگ اپنی تمام تر توجّہ اور کوششیں صرف اس دنیا کی ساٹھ/ستّر سالہ زندگی پر مرکوز کیے رہتے ہیں، یعنی سالوں کی اس تعداد پر جو اتنے کم اور نظرانداز کر دینے کے لائق ہیں کہ جو پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے، اور (اس کے مقابلے میں) اُس وقت کے لیے جو ہمیشہ رہنے والا ہے، اُس کے لیے اِن لوگوں کے پاس نہ کوئی خیال ہے اور نہ کوئی توشہ (سامان) تو یہ ہے دنیا کے بیشتر انسانوں کی سوچ۔ وہ سوچ، جو بالکل ہی سطحی اور تنگ نظرانہ ہے۔

آئیے ان دونوں دنیاؤں کا موازنہ کریں کہ ان میں سے کون سی دنیا ایک بہتر سودا ہے۔ جب آپ اس دنیا میں داخل ہوتے ہیں، تو ایسا آپ اپنی مرضی سے نہیں کرتے۔ آپ اپنے والدین، اپنے گھرانے، اپنے نصاب، اور اپنے اجداد کا انتخاب خود نہیں کرتے۔ یہ سب آپ کو اللہ کا دیا ہوا ہے اور آپ کو یہ قبول کرنا ہے لیکن جنّت کا حصول آپ کی اپنی مرضی پر ہے۔ یہ اس دنیا میں آپ کے اعمال ہیں جو آپ کو جنّت یا دوزخ میں پہنچا دیں گے۔ لیعنی اس کا انحصار اس دنیا میں آپ کے اعمال کی نوعیت پر ہے۔

Marfat.com

تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص جنّت میں اپنی مرضی کے مطابق داخل ہوتا ہے۔ لیکن اُسے، مرضی کا انتخاب اِس دُنیا میں ہی کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کو وہاں کس طرح رہنا ہے، تو پھر یہ دیکھیں کہ آپ کس کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھی ہمیشہ آپ کی زندگی کا ایک ضروری حصّہ ہوتے ہیں۔ زندگی چاہے اس دنیا کی ہو یا آخرت کی ہو۔

اس دنیا کے ساتھی عام طور سے وفادار نہیں ہوتے؛ اُن کے اپنے اپنے مسائل اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں۔ حتیٰ کہ زوجین بھی، (یعنی میاں بیوی) اگرچہ ایک ساتھ رہتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ آپس میں پیار و محبّت اور سکون سے رہتے ہوں۔ اس کے مقابلے میں آپ کے لئے جنّت کے ساتھی خاص طور سے بنائے ہوئے ہوں گے؛ اُن میں بالکل وہی خوبیاں ہوں گی جو آپ اپنے دوستوں میں چاہتے ہیں؛ وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ سچے رہیں گے؛ ان کے دلوں میں آپ کے لئے خالص محبّت ہوگی؛ اور آپ کے دل میں بھی اُن کے لئے خالص محبّت ہوگی۔ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہوں گے، اُن کی آوازیں نرم ہوں گی؛ ان کی گفتگو دلچسپ اور تازگی بخش ہوگی؛ اُن کا جمال آنکھوں کو ٹھنڈا کر دینے والا ہوگا۔

جنّت کی خوبصورتی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا

Marfat.com

ہے۔ اُن حسین چہروں پر بڑی اور معصوم آنکھیں ہوں گی؛ اُن کی چمڑی چمکدار اور چاندنی جیسی ہوگی؛ اُن کی صورتوں اور اخلاق میں کمالیات ہوں گی؛ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ صرف آپ کے لئے ہونگے۔ ایک انعام جو اللہ کی محبت کے لائق ہے، جو اللہ کے سارے دوستوں کے لئے ہے۔

اگر آپ جنت کی تصویر کشی دنیا کی زبان میں کرنا چاہیں تو وہ حقیقی تصویر کبھی نہیں ہوگی، کیوں کہ وہاں کئی ایسی چیزیں ہیں جنہیں انسانی آنکھ نے پہلے نہیں دیکھی ہیں۔ اور آپ انہیں نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ جنت کی فضاء ایک ہلکی، خوشگوار اور سرد تر ہوا کا حامل ہے، ایک ایسی ہوا جس میں بارش کی ہلکی پھوار ہے جو خوشبوؤں سے معطّر ہے۔ جس وقت یہ کسی کو چھُو لیتی ہے تو اُسے نہ صرف توانائی بخشے گی، بلکہ اُسے خوشی و مسرت کا ایک احساس بھی دے گی۔ جنّتی آنکھیں اُس پاک جگہ کے خوبصورت قدرتی نظاروں کو دیکھ کر کبھی نہیں تھکیں گی۔ وہاں پہاڑ ہونگے، جن پر سونے کی دھول جمی ہوئی ہے اور جہاں ہر طرف جواہرات کنکریوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ ہر طرف سبزہ زار گُل بُوٹے اپنے اصل حسُن کے ساتھ نظر آئیں گے، اور وہ جانور جو آپ سے باتیں کریں گے آپ کے دوست بنیں گے، جو آپ کو اپنی وفاداری سے متاثر کریں

Marfat.com

گے۔

وہاں روشنی اور نُور کے درخت ہیں جن کے پھل دُنیاوی پھلوں جیسے ہیں، لیکن ذائقہ مختلف ہے۔ ایک واحد پھل میں کئی ذائقے ہو سکتے ہیں۔ وہاں کے پھول اتنے خوبصورت اور اتنے زیادہ رنگوں میں ہیں کہ کوئی شخص کسی ایسے گلشن میں بیٹھ کر انہیں دیکھتا رہے اور اُسے کبھی تھکن محسوس نہ ہو۔ ان رنگوں میں کئی ایسے رنگ ہیں جنہیں آپ نے اس دنیا میں دیکھے ہی نہیں ہوں گے۔ ایک پھول دُور سے گلابی نظر آتا ہوگا، لیکن جونہی آپ اس کے قریب جائیں تو اُس کا رنگ تبدیل ہوگا، گلابی سے جامنی اور جامنی سے سُرخ۔ اُس گلُستاں کی گھاس، مخمل سے زیادہ ملائم اور اس کی مٹی میں مُشک اور زعفران کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ آبشاروں میں گرتے وقت گھنٹیوں کی مترنّم آوازیں سُنائی دیتی ہیں اور خوبصورت مچھلیاں ان پانیوں میں اُچھل رہی ہوں گی۔ اور اس کے علاوہ وہاں دریا، چشمے اور سمندر بھی ہیں۔ وہ سب دنیا کی طرح نظر آئیں گے، لیکن پھر بھی وہ بہت مختلف ہوں گے۔

یہاں رنگ برنگی کشتیاں ہوں گی، جو ہر وقت اپنے خوش قسمت سواریوں کی منتظر رہیں گی تاکہ انہیں روح پرور جگہوں کی سیر کرائیں۔ ان کشتیوں کے بادبان ساٹن اور بروکیڈ کے ہوں

Marfat.com

گے۔ اور اُن کی نشستیں آرام دہ تخت ہونگی۔ ہلکی نرم اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اُن کے خوشی میں مست چہروں کو مَس کریں گے اور ایسے لگے گا کہ یہاں کی مچھلیاں اپنا خوبصورت رقص دکھانے کے لئے آسمان کی طرف کُود رہی ہوں گی۔ اور پھر آپ کی گود میں آکر گریں گی تاکہ آپ انہیں پیار کر کے انہیں اُن کے پانی کے گھروں کی طرف اُچھال دیں۔

دن کے وقت یہ دریا اور سمندروں کی لہریں دھیمی ہو سکتی ہیں۔ بہاؤ کبھی دھیما کبھی ذرا تیز آپ کی خواہش کے مطابق ہو سکتا ہے اِس لئے آپ کی سواری کبھی جھولے کی طرح ہلکی اور کبھی ذرا زیادہ مُہم جُویانہ ہو گی۔ اور کس کے گمان میں یہ بات آئے کہ یہ پانی رات کے وقت کیسے ہوں گے! رات کا نیل گوں آسمان، ٹمٹماتے تاروں سے جھلملائے گا اور بالکل اسی طرح گہرے نیلے سمندر کی سطح پر یہی چمکتے تارے تیر رہے ہوں گے۔ ایسا لگے گا کہ جیسے سمندر ایک آئینہ ہو جو آسمان کی خوبصورتیوں کو منعکس کر رہا ہو۔ لیکن یہ پانی والے ستارے اصلی ہوں گے، بالکل اسی طرح جیسے کہ افشاں گہرے نیلے سمندر پر چھڑک دی ہو۔ یہ کتنا زبردست تحفہ ہے اُن کے لئے جو اپنے ربّ کے ساتھ وفادار اور سچے رہے۔

اور پھر چشمے ہوں گے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے،

Marfat.com

ذکر ہوتا ہے، (سورۃ الدھر (انسان) ۷۶ : ۵-۶)

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا
كَافُوْرًا (۵) عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ
يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا (۶)

بے شک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے جام جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہوگی (کافور) (۵) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔ (۶)

اور پھر فرمایا (سورۂ دھر (انسان): ۱۱-۲۲)

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا (۱۱) وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ
حَرِيْرًا (۱۲) مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ
لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (۱۳)
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا
(۱۴) وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ
كَانَتْ قَوَارِيْرَا (۱۵) قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا (۱۶) وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

Marfat.com

كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا (١٧) عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ
سَلْسَبِيلًا (١٨) وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَنْثُورًا (١٩) وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا
وَمُلْكًا كَبِيرًا (٢٠) عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ
فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (٢١)
إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ
مَشْكُورًا (٢٢)

پس بچالے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے اور بخش دے گا انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور اور مرحمت فرمائیگا ○ انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس ○ وہاں پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے نہ نظر آئے گی انہیں وہاں سورج کی تپش اور نہ ٹھرن ○ اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک

Marfat.com

رہے ہونگے ○ اور گردش میں ہوں گے ان کے
سامنے چاندی کے ظروف اور شیشہ کے چمکدار
گلاس ○ (اور) شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے
ہوں گے ساقیوں نے انہیں پورے اندازے
سے بھرا ہو گا اور انہیں پلائے جائیں گے وہاں
(ایسی شراب کے) جام جس میں زنجبیل کی آمیزش
ہو گی ○ (یہ زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے
جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے ○ اور چکر لگاتے رہیں
گے ان کی خدمت میں ایسے بچے جو ایک ہی
حالت پر رہیں گے جب تو انہیں دیکھے تو یوں
سمجھے گو یا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں ○ اور جدھر
بھی تم وہاں دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور
وسیع مملکت نظر آئے گی ○ ان کے اوپر لباس
ہو گا باریک سبز ریشم کا (بنا ہوا) اور اطلس کا
اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور
پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ
شراب ○ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور
(مبارک ہو) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں ○

Marfat.com

کیا آپ ان میں سے کسی بھی خوبصورتی کا مقابلہ دُنیا کی خوبصورتی سے کر سکتے ہیں؟ دنیا میں تو بس نقلی خوشیاں ہیں جو انسان نے خود بنائی ہیں، جن کے حصول کے لئے وہ قتل کرتا ہے، لُوٹتا ہے، دھوکا دیتا ہے اور مارتا ہے، اور اس طرح دنیا کے امن کو تباہ کرتا ہے۔ اس دنیا کی کوئی بھی شے جنّت کی راحت اور سکون کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جو مومنین کے لئے دائمی آرام گاہ ہے۔ لیکن یہ دنیا بھی تو ایسی نہیں تھی جو آج ہے۔ یہ اس زمین کا نہایت افسوسناک المیہ ہے، یہ وہ جگہ ہے جو بنی نوع انسان کو دی گئی تھی تاکہ وہ یہاں امن و سکون سے رہ سکیں، لیکن جس کو بُری طرح سے تباہ کر دیا ہے؛ سرسبز درختوں کو اُن کی جگہ سے اُکھاڑ دیا گیا تاکہ یہاں پر اُونچی عمارتیں اور محلات تعمیر ہو سکیں۔ یہ درخت کبھی بے شمار پرندوں کے گھر ہوا کرتے تھے۔ یہ کئی کو غذا فراہم کرتے تھے۔ لیکن بس انسانی لالچ کے باعث ان کو کاٹ دیا گیا۔

انسان نے دراصل اس دنیا کے نازک توازن کو بگاڑ دیا۔ اس سے تازگی اور زندگی چھین لی، اور اس میں کالا دُھواں، زہریلی گیسیں اور آلودگی بھر دی۔ اس سے نہ فقط دنیا کالی ہو گئی، بلکہ حرص، طمع، حسد، اور تکبّر سے انسانوں کے دل بھی کالے ہو گئے۔ ان انسانوں نے جنگلوں کو کاٹ دیا، جانوروں کو مار دیا، ہوا اور پانی کو زہریلا بنا

Marfat.com

دیا، اور اس عمل میں وہ درندوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو گئے۔ اب وہ پانی نہیں پیتے، اس کے بجائے وہ انسانی خون کو مزہ لے کر پیتے ہیں۔ وہ کھانا نہیں کھاتے، اس کے بجائے وہ اپنے بھائیوں کا گوشت اور غریب اور یتیموں کا حق کھاتے ہیں۔ یہ ہو گئی ہے حالت اس دنیا کے انسانوں کی۔ اور احمق لوگ اپنی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی دنیا کے لئے گزارتے ہیں جو ایک دھوکے اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فقط وہی لوگ، جو اپنی آنکھیں کھلی اور دلوں کو پاک رکھتے ہیں، وہ اس دنیا کے شکنجے میں نہیں آتے۔ وہ اپنے اللہ کے وعدے کو جانتے ہیں اور سب اپنے اس وعدے سے بھی آگاہ ہیں جو انہوں نے یوم میثاق پر اپنے اللہ سے کیا تھا۔ اس وعدے کو صرف دانا اور سچے لوگ ہی یاد رکھتے ہیں، اپنے اللہ سے ہمیشہ سچا رہنے کا وعدہ، ہمیشہ اس کی عبادت کرنے کا وعدہ، اور یہ وعدہ کہ وہ اسکے احکام اور اسکے نظام کو اس دنیا میں رائج کرینگے۔ ایسے لوگ ہمیشہ کم تعداد میں رہے ہیں۔ آخر آپکو زمین پر ہزاروں کی تعداد میں کنکریاں ملیں گی جن میں مشکل سے کوئی ہیرا ہوگا۔ یہی حال اللہ والوں کا ہے۔ ہزاروں میں سے آپ کو مٹھی بھر اللہ کے بندے ملیں گے، اور جیسے جیسے وقت اپنے خاتمے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، ان مٹھی بھر

Marfat.com

لوگوں کی تعداد روز بروز گھٹتی جارہی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رات دن عبادت کرتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ نکالتے ہیں، خیرات دیتے ہیں، اور جو اس دنیا میں محبت اور اعتدال پھیلاتے ہیں۔ وہ توبہ اور استغفار کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اسی طرح وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی غافل نہیں رہتے۔ جب وہ اللہ کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اس وقت تک سر نہیں اٹھاتے جب تک اللہ انہیں معاف نہ کرے۔ یہی جنت کے حق دار ہیں۔

جب اِن کا مسکن جنتِ عدن، یا النعیم، یا فردوس ہو، تو انہیں اس دنیا سے کیا لینا دینا؛ وہ اپنے دل اس دنیا میں کیوں الجھا کر رکھیں؛ وہ اپنے ازلی دشمن شیطان کی بات کیوں سُنیں؛ وہ اس کے وسوسوں اور فریب پر کان کیوں دھریں؛ یہ اللہ کے ہیرے جواہرات ہیں اور بے شک ان کی چمک دمک اس دنیا کے کسی بھی ہیرے، یاقوت اور زمرّد کی چمک پر غالب ہے۔ ان صالحین کی پیشانیوں کو تو دیکھیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان سے نُور پھُوٹ رہا ہے۔ یہ ایک انعام ہے اُن کی عبادت کا، اور دُعاؤں کا اور اُنکی تسلیم و رضا کا جو انہیں اس دُنیا میں بھی عطا ہوا ہے۔

ان حسین لوگوں کے لئے ایک اور انعام بھی ہے، اور ان کے

Marfat.com

لئے بھی جن کی نسبت اُن کے اللہ سے ہے، اور وہ انعام ایک خصوصی رات کی صورت میں ہے، ایک خاص خوبصورت رات، یعنی "لیلۃ القدر"، نزولِ قرآن کی رات، اللہ کے محبوبین اور عاشقین کی رات۔ لیلۃ القدر بے شک وہ رات ہے جب جنّت کے سارے دروازے لوگوں کو دکھلانے کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہ شب جو ہزار ہا مہینوں سے افضل ہے۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

"ہم نے اسے شبِ قدر میں اُتارا"۔

جس کا مطلب ہے کہ قرآن کا تمام حصّہ جو ایک سال کے دوران اُتارا جانے والا تھا، اُسے لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر اُتارا گیا تھا، اور (پھر) ہر سال شبِ قدر میں یہی ہوتا رہا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر ایک دوسرے طریقے سے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس سورۂ اور پورے قرآن کو فرشتوں کے پاس بھیجا جو اُسے لکھ رہے تھے اور جو پہلے آسمان پر تھے، یعنی دنیا کے آسمان پر۔ اور پھر یہاں سے قرآن چھوٹے چھوٹے حصّوں میں ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اللہ

Marfat.com

نے فرمایا: تنزل الملآئکۃ ..... فیھاؕ" جس کا مطلب ہے کہ:

"روح، یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ نیچے آتے ہیں۔" وہ تمام ملائک کے سردار ہیں، اور وہ اور ان کے ساتھی ملائک ہر ایک کو سلام کہتے ہیں چاہے وہ کھڑا ہو، بیٹھا ہوا ہو یا حتیٰ کہ سویا ہوا بھی ہو، اُسے اُن کا سلام ملتا ہے۔ یہ وہ مبارک رات ہے کہ جس میں دنیا کی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے اُن لوگوں کے لئے دعا نہ مانگتے ہوں جو رکوع و سجود کی حالت میں ہیں؛ تاہم وہ ایسی جگہوں میں نہیں جاتے جیسے عیسائیوں کا کلیسا (چرچ) یہودیوں کے ہیکل (عبادت گاہ) مندر اور ان جگہوں میں جہاں غلاظت ہو۔ پوری رات یہ ملائکہ تمام مسلمان مردوں اور خواتین کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام ہر ایک مومن مرد اور عورت کے پاس جاکر اُن سے مصافحہ کرتے ہیں اور انہیں ان الفاظ میں سلام کرتے ہیں "اگر آپ عبادت میں ہیں تو آپ پر سلام پہنچے، اللہ آپ کی عبادت کو قبول فرمائے اور آپ کے لئے بھلائی ہو۔ اگر آپ گناہ میں ہیں تو (بھی) آپ پر سلام ہو۔ اللہ آپ کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اگر آپ سو رہے ہیں، تو بھی آپ پر سلام ہو۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔ اگر آپ قبر میں ہیں تب بھی

Marfat.com

آپ پر سلام ہو۔ اللہ کرے آپ کو راحت، سلام اور رحمتِ الٰہی نصیب ہو۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے الفاظ صرف اہلِ اطاعت کے لئے ہیں اور اُن کے لئے نہیں ہیں جو ظالم ہیں، حرام خور، چغل خور ہیں، اور وہ جو قطعِ رحمی کرتے ہیں، اور یتیموں کے مال میں سے کھاتے ہیں۔ کتنا افسوس ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو رحمتوں اور برکتوں کے اس ماہ میں بھی ملائکہ کے سلام اور دعاؤں سے محروم ہیں، اور جو رمضان کی شروعات کی رحمت، درمیان کی مغفرت اور رمضان کے آخری دنوں میں جہنم سے ملنے والی آزادی سے محروم ہیں، جو رمضان کی ایک بڑی نعمت ہے۔ افسوس صد افسوس! ان بدبخت اور قابلِ رحم لوگوں پر!

اے اُمّتِ محمدی! شبِ قدر، رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں پوشیدہ ہے۔ یہ وہ رات ہے جب جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جب جنّت کی دُلہنیں بے قراری سے آسمانوں کی طرف دیکھیں گی اور اپنے خاوندوں کے لئے دُعائیں مانگیں گی، جب پوری جنّت کو ایک بار پھر دُلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ یہ رات سچے دل سے عبادت اور دُعا کی رات ہے، خود کو اللہ کے حوالے کرنے کی رات ہے، رکوع وسجود

Marfat.com

کی رات ہے، اللہ کی حمد و ثناء کرنے کی رات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و توصیف کی رات ہے۔ یہ رات اللہ کے خاص الخاص کے لئے ایک نہایت ہی خاص رات ہے۔

اللہ کی طرف رجوع کریں، اُس کی طرف عجز و انکساری سے رجوع کریں۔ اس کی طرف رقت و آہ وزاری سے رجوع کریں، رجوع کریں اُس کی طرف شرمندگی اور پشیمانی سے۔ ایک محبّت بھرے دل کے ساتھ، ایک نترم و اطاعت سے جُھکی ہوئی گردن کے ساتھ۔ اللہ کی طرف رجوع کریں (کیوں کہ) اُس کا یہ وعدہ ہے کہ اُس کے دَر سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹے گا۔

میری دُعا ہے کہ اس خوبصورت رات میں آپ سب پر اللہ کی سلامتی ہو۔

آمین

Marfat.com

۲ ستمبر ۲۰۱۱ء (۱۸۶)

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کا نُور عرش اور کائنات پر محیط ہے اور جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ فیاض ہے۔ کوئی اُس کے در سے خالی ہاتھ نہیں جاتا اگر وہ سچائی اور خلوص سے مانگے۔

درود و سلام غیب کے جاننے والے نبی پر اور بیشک وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا کہ ان کے ربّ نے چاہا، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی تمام مخلوق سے زیادہ جانتے ہیں۔

ﷲ

سلام، برکتیں اور رحمتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پُرنم آنکھوں اور کانپتے ہونٹوں پر، اُن پر جن کی پُرنم آنکھیں اُن کے اللہ کے لئے ہیں اور جن کے لرزتے ہونٹ بھی اس کے ذکر کے لئے ہیں۔

Marfat.com

ایک خوشنما روّیہ، ایک نرم مزاج اور ایک شفیق طبیعت ایک مومن کی نشانی ہے۔ ان لوگوں کو بڑی آسانی سے پہچانا جاتا ہے کیوں کہ ان کے نمایاں ادب و آداب انہیں دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ وہ سچائی کی ہمیشہ حمایت کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی کو بُرائی میں ملوّث پاتے ہیں تو خاموش نہیں رہتے۔ وہ اُسی وقت اس کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی غلطی سے درست کر سکے۔ لیکن اصلاح کرنے کا ان کا طریقہ الزام تراشی والا نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وہ تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ کسی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے نہایت شائستہ اور نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ ان گناہوں کے منفی اثرات کی وضاحت کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسرے اِن گناہوں کی شیطانی راہ سے دُور رہیں۔

اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ دوسروں کے عقیدے میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے، یا دوسروں کے صحیح یا غلط سے واسطہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ دنیا کے بیشتر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ "بس اپنی زندگی پر توجّہ دیں اور خوش رہیں۔ (کیوں کہ باقی چیزیں) آپ کا مسئلہ نہیں ہیں" ان لوگوں کو یہ احساس نہیں ہے کہ اگر عارضی طور پر ان کے اس روّیے سے اُن پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا لیکن

Marfat.com

چند سالوں بعد انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ دوسروں کی بدعملیوں سے چشم پوشی کرنے سے فائدے کے بجائے نقصان زیادہ ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو اکیلے پیدا نہیں کیا ہے۔ آپ ایک بہت بڑی حقیقت کا حصّہ ہیں، اور ایک پیچیدہ مشین کے پُرزے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک پُرزے میں نقص ہے تو پوری مشین خراب کام کرنا شروع کر دے گی۔

اگر جسم کا ایک حصّہ درست کام نہ کر رہا ہو، تو پورے جسم کو کس طرح صحت مند کہا جاسکتا ہے۔ اس پوری دنیا کے نظام کا یہی حال ہے۔ اگر صرف تھوڑے سے لوگ صحیح ہوں اور بیشتر لوگ غلط ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پوری دنیا انتشار کی لپیٹ میں آئے گی۔ یہی بات آپ سب پر صادق آتی ہے، آپ کے معاشرے پر اور آپ کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر صادق آتی ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی فرد بدکاریوں میں ملوّث ہو یا اپنے غلط عقائد کی تشہیر زور و شور سے کر رہا ہو، تو پھر اس صورت میں آپ کی خاموشی زیادہ نقصان کا باعث ہو گی۔ اگر کوئی بھی گناہوں کے آگے دیوار بن کے کھڑے ہونے والا نہ ہو، تو پھر یہ گناہ معاشرے کا رواج بن جائیں گے۔

آئیے ایک مثال سے اس کو سمجھتے ہیں۔ مثلاً لوگوں کا ایک

Marfat.com

گروہ کشتی کے ذریعے ایک خطرناک دریا پار کر رہا ہے ۔ اب اس کشتی میں ہر ایک کو ایک جگہ دی گئی ہے جس کے لئے وہ ذمّہ دار ہے ۔ ایک دن ایک شخص کو نظر آتا ہے کہ اس کی جگہ کے کچھ تختیاں ڈھیلی ہیں اور پانی ان میں سے رِس سکتا ہے ۔ اگر فوری کاروائی نہیں کی جائے ۔ وہ اپنے پڑوسی کو مدد کے لئے کہتا ہے لیکن اس کا پڑوسی کہتا ہے کہ یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ یا یوں سمجھیے کہ اُسی کشتی میں ایک اور آدمی بھی ہے جو دیا سلائی کے بارے میں محتاط نہیں ہے اور جلتی ہوئی دیا سلائیاں کشتی میں پھینکتا ہے ۔ اگر دوسرے لوگ اِن مسائل سے بس چشم پوشی کریں اور کہیں کہ "ہمیں اس سے کیا غرض، ہم تو اپنی جگہوں میں خوش ہیں"، تو اس صورت میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کشتی کو کس قسم کی تباہی کا سامنا ہوگا ۔ اگر تختوں کو ایک دوسرے کی مدد سے ہٹایا نہ گیا، تو ان سے پانی آسانی سے کشتی میں آئے گا جس سے کشتی آسانی سے ڈوب سکتی ہے ۔

بالکل اسی طرح اگر وہ شخص جو جلتی ہوئی دیا سلائیوں سے کھیلتا ہے، اُسے اگر نہ روکا گیا تو وہ آسانی سے پوری کشتی کو نذرِ آتش کر سکتا ہے ۔ یہ کشتی صرف ایک صورت میں کنارے پر پہنچ سکتی ہے، وہ یہ کہ اگر سب لوگوں میں اتفاق ہو اور ایک دوسرے سے

Marfat.com

تعاون کریں۔ اور اگر وہ کشتی کی درست کارکردگی پر کڑی نظر رکھیں تو مسافروں کے درمیان خلوص، اشتراکِ کار اور لطف وکرم سے سفر کو آسان اور خوشگوار بنانا ممکن ہے۔

یہی بات آپ سب پر بھی صادق آتی ہے۔ آپ لوگ ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے ہیں، جو ایک کشتیٔ نوح کی طرح ہے اور جس پانی میں وہ چل رہی ہے، وہ طوفانِ نوح کی طرح ہے۔ اس طوفان اور طوفانِ نوح میں بس ایک ہی فرق ہے کہ طوفانِ نوح وقت کے آغاز میں ہوا تھا اور یہ طوفان وقت کے خاتمے کے دور کا ہے۔ اب اگر آپ کو بڑی بے شرمی سے گناہ اور غلط کاریاں ہر طرف نظر آرہی ہیں، اور پھر بھی آپ یہ سوچ کر چشم پوشی کرتے ہیں کہ یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔ اور آپ اُن کو کیوں منع کریں جب کہ وہ آپ پر اثرانداز نہیں ہو رہے ہیں۔ تو بہت جلد آپ کو احساس ہو جائے گا کہ ایسا کہتے وقت آپ کتنے غلط تھے۔

آپ یہ جان لیں کہ گناہ آگ کی طرح تیزی سے پھیلتے ہیں اگر اُن کی روک تھام شروع میں نہ کی جائے۔ جب یہ ایک چھوٹا سا شعلہ ہو، تو اُسے آسانی سے بجھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر شعلے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے، تو یہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائے گا۔ آپ ایک شعلے کو تو بجھا سکتے ہیں، لیکن جنگل کی آگ کو کون بجھا سکتا ہے؟

Marfat.com

اگر آپ کو یہ نظر آرہا ہے کہ لوگ اپنی قدروں کو کس طرح فراموش کر رہے ہیں، کس طرح ذہنوں میں جھٹلائے جانے والے جھوٹ کو پسند کرتے ہیں، اگر آپکو لوگوں کی زندگیوں میں جھوٹ، فریب اور بددیانتی نظر آتی ہیں اور تب بھی آپ خاموش رہتے ہیں، تو یاد رکھیئے کہ آپ بھی اس اخلاقی گراوٹ کے ذمہ دار ہیں۔ گناہ کے آگے خاموش رہنے کا مطلب کئی باتیں ہوسکتی ہیں۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ اس گناہ کو قبول کرتے ہیں، یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ آپ کو اگر وہ گناہ نہ پسند ہوں، پھر بھی آپ کو پرواہ نہیں کہ کوئی اور اس کو کر رہا ہے۔ اس کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ آپ اس گناہ کو رد کرتے ہیں، اور آپ یہ بھی نہیں چاہتے کہ دوسرا اُسے کرے، لیکن آپ اس کو روکنے میں بے حد کمزور اور بزدل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اگر آپ ایک گناہ کا ارتکاب ہوتے دیکھتے ہیں، تو اُسے اپنے ہاتھوں سے روکیں؛ اگر آپ ایسا نہیں کرسکتے تو اُسے زبان سے روکیں؛ لیکن اگر آپ یہ بھی نہیں کرسکتے، تو اس گناہ سے اپنے دل میں نفرت کریں اور یاد رکھیں کہ یہ ایمان کی کمزور ترین قسم ہے۔"

اللہ کے اولیاء، اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ اور بے شک وہ ہمیشہ بدکاری کے آگے سیسہ پلائی دیوار

Marfat.com

کی طرح کھڑے رہے ہیں۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہ تھی کہ اُن کے مخالف کتنے طاقت ور ہوسکتے ہیں مگر اُن کی شجاعت نے ہمیشہ اُن کو خود اعتمادی اور ہمت دی۔ یہی وجہ ہے کہ ان ولیوں نے گناہ کے بیجوں کو عین اسی وقت تباہ کیا جس وقت گناہ گار انہیں بو رہے تھے۔ اِن ولیوں نے اپنے اطراف کے ماحول پر کڑی نظر رکھی، اور بدعملیوں اور شیطانی فسادوں کی گھاس پھونس کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جو پھیلنے کی کوشش کرتیں۔

بزرگ اور اولیاء پاسبان کی طرح ہوتے ہیں، ہمیشہ دشمنوں کی تاک میں۔ وہ اُستاد ہیں جو ہمیشہ ہدایت دیتے ہیں اور یہ سکھاتے ہیں کہ آدمی کو فتنہ و فساد کے اس دور میں کس طرح اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔ وہ مضبوط قلعوں کی طرح ہیں، جو معاشروں کے گرد ایک مضبوط دیوار کھڑی کرتے ہیں، تاکہ شیطان کی خرابیاں اس میں داخل نہ ہوسکیں۔

آج ہم ایک ایسے ہی ولی کے بارے میں، ایک مُرشدِ کامل کے بارے میں، ایک جوان ہمت مردِ مومن کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، جو اوّلین میں سے ایک تھے، اُن اوّلین مشعل میں سے ایک تھے جس نے کئی لوگوں کے دلوں میں آتشِ عشق کو روشن کیا، آپ اُن اوّلین میں سے تھے جنہوں نے محبت اور انکساری کے بیج بوئے۔ جنہوں نے بڑی محنت سے گلزارِ چشت کی آبیاری کی، اور بے شک یہ آپ کے بوئے

Marfat.com

ہوئے بیج ہیں، اور اس گلشن کی آبیاری کا سبب ہے کہ آپ کی خواہشیں رنگ لائیں اور دنیا کو ایک خوبصورت سلسلۂ چشتنیہ عطا ہوا جو بلاشبہ تمام زمانوں کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہے۔

حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی کُنیت عبد النور تھی اور آپ کا تعلق سادات کے ایک معزز خانوادے سے تھا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ گیارہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت نیشاپور کے قریب ''ہارون'' نامی قصبے میں ہوئی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ابتدائی استاد آپؒ کے والدین تھے اور آپؒ نے اسی زمانے میں قرآن حفظ کیا۔

اس زمانے کے والدین جانتے تھے کہ ان کی دینی قدریں اُن کی اولاد کی شخصیت کو بناتی، سنوارتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بچے کے لئے دینی تعلیم سب سے اوّلین ترجیح تھی۔ نشوونما کے اُن ابتدائی سالوں میں بچہ قرآن کو حفظ کرتا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی اس کی رُوح میں معمور ہو جاتی تھی۔ اس دور کے لوگوں کا عقیدہ و ایمان بہت مضبوط ہوا کرتا تھا کیوں کہ دین کا علم انہیں ابتدا ہی میں دیا جاتا تھا۔ یہ ایک ایسا سبق ہے جو آج کل کے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے شریعت کی

Marfat.com

تعلیم اپنے وقت کے نامی گرامی اُستادوں سے حاصل کی، جس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے علمِ طریقت پر توجہ دی۔ اس کے لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حاجی شریف زندانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جو اپنے وقت کے ایک معروف شیخ اور ولی تھے۔ تین سال کے عرصے میں خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سلوک اور مجاہدات کی تمام منازل طے کیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت عطا کیا گیا۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ریاضت بڑی شدید اور سخت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے ستر سال اس میں بِتائے ہیں۔ اُن سالوں میں آپؒ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی نیند بھر سوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کئی کئی دن متواتر روزہ رکھتے اور اپنے شب و روز عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ اِس کے سبب اور آپؒ پر اللہ کے فضل کے باعث آپؒ اللہ کے محبوب ولی بن گئے۔ اور دُور دُور سے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کئی ممالک کا سفر بھی کیا، کبھی اپنے مُرشد کے ساتھ اور کبھی اکیلے۔ کئی کرامتیں ایسی ہیں جو اللہ کے اس محبوب کی عظمت کا مظہر ہیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ کسی مقام پر ستر آدمی جمع تھے اور حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامتوں پر بات کر رہے تھے۔ اُن میں سے کچھ اِن کرامتوں کے مُنکر تھے۔ تو یہ فیصلہ ہوا کہ جا کر اس ولی سے ملا جائے۔ وہ جو مُنکر تھے انہوں نے کہا کہ "اگر خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری پسند کا کھانا ہمیں کھلایا تو ہم اُن کی کرامات کو مانیں گے۔" جب وہ اس ولی کے پاس پہنچے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں کھانے کی دعوت دی اور انہیں ایک دستر خوان پر بٹھایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار بسم اللہ شریف پڑھی اور ستر مختلف خوان (کھانے) حاضر ہوئے، جو اُن میں سے ہر ایک کی پسند کے تھے۔ اِس نے وہاں موجود ہر ایک کو حیرت زدہ کر دیا اور اُن سب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں گر کر بیعت کی۔

کہا جاتا ہے کہ جب بھی خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نماز پڑھتے تو ایک ندائے غیبی آ کے کہتی: "اے عثمان! ہم نے تمہاری عبادات قبول کی ہیں، اب مانگ جو مانگنا چاہتا ہے۔" اس پر حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے کہ "الٰہی میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔" پھر ندا آتی: "تمہاری خواہش پوری ہو گئی، اور کچھ مانگو۔" خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کا جواب یوں دیتے کہ:

Marfat.com

"الٰہی! حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے گناہوں کو بخش دے۔" ندا جواب دیتی "اے عثمان! ہم نے تمہاری دُعا قبول کی اور اُمّتِ محمدی کی تیس ہزار گناہ گاروں کو معاف کیا۔" یہ ہر نماز کے بعد ہوا کرتا تھا، اور ہر نماز میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو یہی جواب دیا جاتا تھا۔

ایک اور بھی واقعہ ہے کہ ایک سفر کے دوران حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ ایک ایسی جگہ پہنچے جو آتش پرستوں کی تھی، جہاں ہزاروں من لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ جب شام ہوئی تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم، یعنی حضرت فخر الدّین گردیزی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ جا کر کھانا پکانے کے لئے کچھ آگ لے آئیں۔ جب حضرت فخر الدّین رحمتہ اللہ علیہ نے آتش پرستوں سے کچھ آگ مانگی، تو انہوں نے یہ کہہ کر دینے سے انکار کیا کہ "یہ آگ ہمارا خدا ہے، ہم یہ آپ کو کس طرح دے سکتے ہیں"۔ خادم نے یہ جواب جا کر خواجہ صاحب کو سُنایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ سُن کر خود ان آتش پرستوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "دوستو! آپ لوگ خدائے حقیقی کو چھوڑ کر اس مخلوق کو کیوں پوُج رہے ہیں؟ اس فعلِ قبیح کو چھوڑ دیں اور آپ کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔"

Marfat.com

جب آتش پرستوں نے یہ سُنا تو کہنے لگے : "ہمارا بچانے والا یہ آگ ہے، اسی لئے دوزخ کی آگ ہم پر اثر نہیں کرے گی"۔

اس کے بعد خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہم آپ کو تب ہی مانیں گے جب آپ اپنا ہاتھ اس آگ میں ڈالیں اور وہ نہ جلے"۔ لیکن کافر ایسے کس طرح کر سکتے تھے، اس لئے وہ بس خاموش رہے۔

اُن کو خاموش دیکھ کر خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے گود سے اُن کا بچہ اٹھایا اور فرمایا: "یٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ" اور آگ میں کود کر اُن لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دیر بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ آگ سے باہر آگئے، مکمل محفوظ حالت میں، بلا ضرر بچے کے ساتھ۔ آپؒ کے ارد گرد کے لوگ حیرت سے سکتے میں آگئے اور فوراً ہی تمام لوگوں نے خود کو آپؒ کی اطاعت میں دے دیا اور حقیقی دین کو قبول کر لیا۔

ایک اور خوبصورت واقعہ ہے جس سے نسبت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ ایک مُرشد کو کیسے ہر وقت اپنے مُریدوں کی فکر ہوتی ہے۔ مُرشد ایک اُستاد ہے اور سب سے بڑھ کر، وہ والدین کی طرح ہیں۔ جب ایک والد اپنے بچے کو مشکل میں دیکھتا ہے، تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس سے متاثر نہ ہو۔ وہ فوری طور سے

Marfat.com

اپنے بچّے کی مدد کے لئے پہنچے گا۔ بالکل اسی طرح ایک مرشد کو ہر وقت اپنے مریدین کی خیریت کی فکر ہوتی ہے، اپنی حیاتِ مبارکہ میں اور وصال کے بعد بھی۔

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "میرے شیخ، یعنی حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید کا انتقال ہوا، وہ ہمارا پڑوسی تھا۔ یہ مرید اپنے مرشد کا اتنا وفادار نہیں تھا اور بے ادب تھا۔ جب ہم نے اُسے دفنایا، تو سوائے میرے سب لوگ واپس چلے گئے۔ میں چاہ رہا تھا کہ میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کروں۔ کچھ دیر میں میں نے عذاب کے فرشتوں کو اُس کی قبر کی طرف آتے دیکھا۔ تب مجھے حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمتہ اللہ علیہ قبرستان میں نظر آئے۔ ایک ندائے غیب نے کہا: "یہ تمہارا نافرمان تھا"، لیکن خواجہ صاحبؒ نے کہا: "بیشک اس سے گناہ سرزد ہوئے، لیکن الٰہی! اس نے میرا دامن تھامے رکھا تھا"۔ اس پر ندائے غیب نے کہا: "میں نے اس کو اپنے دوست کے طفیل بخش دیا"۔ اور عذاب کے فرشتے وہاں سے چلے گئے۔

یوں تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بے شمار مرید تھے، لیکن صرف چار ایسے تھے جنہیں خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ یعنی:

Marfat.com

۱۔ حضرت معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ شیخ نجم الدین ساگھری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ شیخ محمد ترک رحمۃ اللہ علیہ

ان چاروں میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی پر ناز تھا، اور کہا کرتے تھے کہ:

"معین الدّین محبوبِ حق ہیں۔"

اس آفتابِ چشت نے شوال ۶۱۷ھ ہجری میں اس دُنیا سے پردہ فرمایا۔ اپنے آخری ایّام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مکّہ معظّمہ میں جاکر گوشہ نشین ہو گئے۔ وصال کے بعد آپؒ کی تدفین خانہ کعبہ اور جنّتُ المعلّٰی کے درمیان کی گئی۔ اللہ کی رحمتیں آپؒ پر اَبد تک برستی رہیں۔

اللہ کے دوستوں کو آبِ حیات کا راز معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی زندگیاں حیاتِ جاودانی ہیں، یعنی نہ ختم ہونے والی زندگیاں۔ وہ کبھی نہیں مرتے۔ اللہ کے ولی کبھی نہیں مرتے۔ اور اللہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ان کا نام کبھی ہمیشہ زندہ رہے۔ انہیں اس دنیا میں ہمیشہ یاد رکھا جاتا ہے۔ اور جو اللہ کے ولیوں کو یاد رکھتا ہے، وہ خود بھی اللہ کا دوست ہے۔

Marfat.com

اللہ کی یہ مضبوط دیواریں ہیں جو باطل کے خلاف کھڑے ہونے میں کبھی نہیں گھبراتیں ۔ یہ وہ باہمت ہستیاں ہیں، جو اپنی پوری زندگی میں اپنے اللہ کے وفادار رہے ہیں اور بلاشبہ اللہ اپنے دوستوں کو نوازنا جانتا ہے ۔

اللہ ہمیں اپنا وفادار دوست بننے کی توفیق عطا فرمائیں

آمین!

Marfat.com

زبان کا صحیح استعمال

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے بارش کو زمین کی پیاس بجھانے کا حکم دیا، اور جس نے زمین کو اپنے آپ پھاڑ ڈالنے اور اس میں سے ننھے پودوں کو باہر نکالنے کا حکم دیا، اور پھر جس نے تنومند درختوں کو سب کے لئے میوہ جات پیدا کرنے کو کہا۔ بے شک یہ درخت اپنے ربّ کی حمد و ثناء کرنا جانتے ہیں۔

درود و سلام ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر، پاک نفس اور پاک رُوح پر، اُن پر جن کا مقام (اللہ کے بعد) سب سے بلند تر ہے۔

۷

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، جہاں کہیں بھی ہوں۔

زبان، انسانی جسم کا ایک عجیب و غریب حصّہ ہے۔ یہ بس

Marfat.com

گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جس کی اُوپری سطح پر چھوٹی چھوٹی کونپلیں ہیں۔ ذائقہ محسوس کرنے کی حس کے لئے ذائقہ والی اِن کونپلوں کے بغیر کوئی بھی میٹھا، کڑوا، تلخ یا نمکین محسوس نہیں کر سکتا۔ اگر ذائقے کے یہ چھوٹے غدود صحیح طریقے سے کام کرنا چھوڑ دیں تو زندگی بے کیف ہو جائے، یعنی زندگی بلا ذائقے اور مزا کے۔ آپ کو کھانے میں مزا نہیں آئے گا اور آپ کی بھوک (اشتہا) مر جائے گی۔ لیکن کھانے کا ذائقہ چکھنا ہی فقط زبان کا کام نہیں۔ اس کا ایک اور زیادہ اہم استعمال ہے، یعنی دوسروں سے کلام کرنا۔

آپ کے خیالات، تخیّلات، آپ کی حاجتیں، یہ سب الفاظ کی شکل اختیار کرتی ہیں جو دوسروں کے کانوں تک پہنچتے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح گوشت کے یہ چند انچ آپ کے لئے پوری دنیا سے رابطے کا دروازہ کھولتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس قوتِ گویائی، یعنی بات کرنے کی قوت نہیں ہے، تو اس کی یہ معذوری اُسے معمول کی زندگی بسر کرنے نہیں دے گی۔ بے شمار خیالات اور تخلّیات اُسی شخص کے اندر رہیں گے اور وہ اس قابل نہ ہوگا کہ اپنے احساسات وجذبات دوسروں تک پہنچا سکے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ زبان کا انسان کی جذباتی صحت میں بھی ایک اہم رول ہے۔ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وہ اپنے احساسات

Marfat.com

وجذبات کا اظہار کرسکتا ہے، تاکہ

زمانے میں ہے رسم کہنے کی کچھ

امید اس سے ہے نام رہنے کی کچھ

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی زبان کی کتنی اہمیت ہے۔ آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ لوگ اپنے جسموں کی واقعی کتنی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اگر انہیں اس میں کوئی بیماری نظر آتی ہے تو وہ اس کا فوری علاج کرانا چاہتے ہیں۔ روزانہ گھنٹوں نہانے، خوشبو لگانے اسے خوبصورت رکھنے کے لئے زیور اور اچھے لباس پہنانے میں صرف کرتے ہیں تاکہ وہ دیدہ زیب نظر آئیں۔ وہ اپنے بدن کی دیکھ بھال کا تو خیال رکھتے ہیں، لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ گوشت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کو نظر انداز کرتے ہیں جو اُن کے مُنہ میں رہتا ہے۔ وہ کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ اُس کی کارکردگی کیسی ہے، یا آیا اس میں کوئی خرابی ہے جس کو درست کرنا ضروری ہے۔ وہ واقعی اس کی پرواہ نہیں رکھتے کہ وہ کس طرح کام کررہی ہے اور اس سے جو کچھ نکل رہا ہے وہ کیا ہے۔

انسانی بدن کے اس عضو کے کئی قسم کے استعمالات ہوسکتے ہیں۔ یہ ایک آدمی کا دل جوڑ سکتی ہے یا توڑ سکتی ہے۔ یہ کسی شخص کو خوش یا غمزدہ کرسکتی ہے۔ یہ سچ بول سکتی ہے یا جھوٹ کا

Marfat.com

پلندہ بن سکتی ہے۔ یہ کانوں میں رس گھول سکتی ہے یا زہر اُگل سکتی ہے۔ یہ دراصل آدمی کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اس سے کیا کام لیتا ہے۔ اس کا دارومدار اس پر ہے کہ اس آدمی کی نظر میں اس کی زبان کی اہمیت کتنی ہے اور اُسے اس کا کتنا خیال ہے۔

زبان کو پاک وصاف رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے مُنہ سے صرف پاک وصاف الفاظ نکلیں۔ اور نازیبا اور سخت الفاظ سے باز رہیں۔ زبان کو دھونے کے معنی یہ ہیں کہ اگر کبھی آپ کے مُنہ سے کوئی نازیبا بات نکلے تو اُسے دھونے کے لئے اپنے ربّ سے استغفار کریں۔ کیا آپ اپنے کپڑوں یا بدن پر کوئی نجاست رہنے دینا پسند کریں گے؟ تو پھر آپ اپنی زبان کا خیال کیوں نہیں رکھتے جب وہ آپ کی گندی باتوں کی وجہ سے گندی ہو جاتی ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسے زیورات سے سجائیں، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے اللہ کے ذکر اور درود وصلوٰۃ سے خوبصورت بنائیں کیوں کہ یہ تو عرش کا حسن ہیں، اور جو بھی انہیں ادا کرے گا تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کو اُس "نور" اور روشنیوں سے سجا رہا ہے جو اللہ کی طرف سے آرہی ہیں۔ کسی کے لئے بھلا اس سے بہتر زیورات اور کیا ہو سکتے ہیں؛ یہ جو آپ کے مُنہ میں رہنے والا گوشت کا ٹکڑا ہے، آپ کے جسم کا نہایت اہم حصّہ ہے۔ اگر آپ اسے صحیح استعمال کرتے

Marfat.com

ہیں تو یہ آپ کو جنت کا پروانہ دیتی ہے، یا یہ آپ کو دوزخ میں بھی دھکیل سکتی ہے، اگر آپ اپنی غفلت سے اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔

بدقسمتی سے اس دنیا کے لوگوں نے اپنا خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ اپنے طرزِ عمل میں بے پرواہ ہو گئے ہیں اور انہیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ اپنی آخرت کے لیئے کیا جمع کر رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی پہاڑی کی چوٹی ہے جس کی ایک گہری کھائی ہے، اور کوئی اس مقام پر رہ رہا ہو۔ وہ اگرچہ اس خطرے سے آگاہ ہے۔ لیکن وہ اپنے معاملات میں اتنا مصروف ہے کہ وہ خبردار کرنے والی آوازوں کو نظرانداز کر رہا ہے۔ روزانہ وہ ایک قدم اُس کھائی کے قریب تر جاتا ہے اور ہر روز وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی لاپروائی دن بہ دن بڑھتی جاتی ہے۔ اس کی ضد کی کوئی انتہا نہیں اور اس کی جہالت میں کوئی حیا نہیں۔ تو اس طرح وہ ہر روز اِسی بے شرمی اور ضدی پن سے ایک ایک قدم آگے بڑھتا ہے، اس خیال سے بے نیاز کہ اگر گر جائے تو چوٹ تو اسی کو لگے گی کسی اور کو نہیں۔

انسان کی فطرت بڑی عجیب ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے، اور اگر کوئی مصیبت آن پڑے تو وہ اُسے سلجھا

Marfat.com

سکتا ہے۔ تو اس طرح وہ اپنی جہالت کے باعث ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور روز وہ قدم اُسے اُس کھائی کے قریب تر لے جاتا ہے۔ اس نے کئی دوسرے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس سے پہلے وہاں تھے، انہیں گرتے ہوئے بھی دیکھا ہے، لیکن پھر بھی وہ سمجھتا ہے کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، وہ ناقابلِ شکست ہے۔

آج کی دنیا کے انسان کے خیال میں موت کا وجود نہیں۔ موت تو صرف دوسروں کے لئے ہے۔ دوسرے تو مرتے رہیں گے اور وہ خود ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہ ہے وجہ اس کی بے فکری کی۔ وہ حساب کتاب، اعمال نامہ، میزان، سیرت اور جنّت و دوزخ پر ایمان نہیں رکھتا۔ یہ ہے سوچ آج کل کے بے فکر لوگوں کی۔ اُس نے ان سب باتوں کے بارے میں اپنی دینی کتابوں میں پڑھا ہوگا، لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اس کا بھی انجام یہی ہوگا۔ اور ایک دن اُسے بھی اسی عدالتِ انصاف کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہ کہتا ہوگا کہ: "جی ہاں! آخرت اور میزان پر میرا ایمان ہے"، لیکن اس کے یہ الفاظ محض کھوکھلے الفاظ ہیں، کیوں کہ اس کے اعمال تو ایک دوسری کہانی سناتے ہیں۔ اس کے شب و روز دنیا کی لذتوں میں بسر ہو رہے ہیں۔ اس کے خیالات تو اس دنیا کو اپنے اور اپنے گھرانے کے لئے زیادہ حسین اور مستقل بنانے میں لگے ہوتے ہیں۔ وہ تصورات کی دنیا میں رہتا ہے۔

Marfat.com

اس دُنیامیں رہنے والا ہر شخص دراصل اُسی خطرناک چوٹی پر رہتا ہے جسکے راستے میں نوکیلے پتھر اور کانٹے بچھے ہوئے ہیں، جسکی کھائیاں بہت ہی گہری ہیں۔ ان خطرات سے آگاہ صرف وہ لوگ ہیں جو" ہوش" اور"ایمان" رکھتے ہیں۔ لیکن جن کو فکر نہیں، وہ ہر روز مسلسل اُسی کھائی کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ بہت جلد ایک دن ایسا آنے والا ہے، جب وہ اس چوٹی کے دھانے تک پہنچیں گے۔ پھر بھلا ان کو کون اُس خطرناک کھائی میں گرنے سے بچا سکے گا، اُس کبھی نہ ختم ہونے والے آخرت کے عذاب سے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں سُنتے جب انہیں بتایا جاتا ہے، اور گریز نہیں کرتے جب انہیں منع کیا جاتا ہے۔

افسوس، صد افسوس! ان بدبختوں پر، دنیا کے ان لوگوں پر! کاش کہ وہ اس چیز کی حفاظت کرتے جو اللہ نے انہیں دی ہوئی تھی، کاش وہ اس کا صحیح استعمال کرتے، تو اُن کی زندگیاں مختلف ہوتیں۔ اگر وہ اپنی آنکھیں، اپنی زبانیں، اپنے ہاتھ اور پاؤں اللہ کی اطاعت میں دیتے، تو یہ دنیا مختلف ہوتی۔ کریمانہ الفاظ کرم پھیلاتے ہیں، ہمدردانہ الفاظ زخموں کو مندمل کرتے ہیں، محبّت بھرے الفاظ دلوں سے نفرت کو دھو ڈالتے ہیں۔ لیکن نفرت آمیز اور مغرور الفاظ صرف تباہی کا باعث ہیں۔ وہ دلوں کو توڑتے ہیں، وہ عزتِ نفس کو مجروح کرتے ہیں، اور تعلقات کو قطع کرتے ہیں۔ اور

Marfat.com

سب سے بڑھ کر وہ اس رشتے کو توڑ دیتے ہیں جو خالق اور مخلوق کے درمیان موجود رہا ہے۔

جو لوگ اپنے کہے ہوئے الفاظ کا خیال نہیں رکھتے، جو جی میں آئے ظالمانہ انداز میں کہہ سناتے ہیں، اور جو اپنی زبانوں کو تیز دھار تلواروں کی طرح چلانے میں نہیں ہچکچاتے اور رات دن دلوں کو گھائل کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی نسبت ان کے اللہ سے نہیں ہوتی۔ اللہ تو دلوں کا والی ہے، تو بھلا وہ ایسے لوگوں کو کیسے اپنا سکتا ہے جو دلوں کو توڑنے میں لمحہ بھر بھی نہیں سوچتے۔

آپ کی زبان ایک ترازو کی طرح ہے جو دنیا کو وہ سب کچھ دکھاتی ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ کسی شخص کے دل میں موجود نفاق، بغض اور جہالیت اس کی بدکلامی سے ظاہر ہوتے ہیں؛ جب کہ اُس کے کردار میں موجود شیریں سخنی اور لطف و کرم ترازو کے پلڑے کو بھاری کرتے ہیں، جس کے معنی ہیں کہ آپ کے اعمال میں اُن کا زیادہ وزن ہے۔ جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بار فرمایا تھا:

- "زبان ایک ترازو کی مثل ہے، عقلمندی سے اس کے پلڑے بھاری اور نادانی سے ہلکے ہو جاتے ہیں"۔
- "زبان ایک سرکش گھوڑا ہے اور بُرائی اُسکے سوار، یعنی

Marfat.com

برائی کرنے والے کو منہ کے بل گراتی ہے"۔

- "زبان تو ایک درندے کی مثال ہے، اگر تو اُسے کھلا چھوڑ دے تو کاٹ کھائے گی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گوشت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کو قابو میں رکھنے کی اہمیت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو تعلیم دی ہے کہ: "آگ سے بچو! خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے اور جس کو یہ بھی میسّر نہ ہو تو وہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعے آگ سے بچنے کی کوشش کرے"۔ خوش کلامی کا حُسن بھی ایک عبادت ہے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اچھی بات صدقہ ہے"۔ بالکل اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرو"۔

حضرت امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ: "یہ یہی ہے جس نے مجھے مصیبت میں ڈالا ہے"۔

یہ بات اس طرح درست ہے کہ آپ کے جسم کا یہ چھوٹا سا حصّہ

Marfat.com

آپ کی شخصیت پر بھر پور اثر ڈالتا ہے ۔ دوسروں کو خوش کرنے کے لئے، آپ کو دنیا کے خزانوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کیلئے تو اپنائیت کے چند الفاظ، لطف و کرم کے چند جملے، اور فکر مندی کی کچھ پُر خلوص باتیں ہی کافی ہیں ۔ ذرا اس پر غور کیجئے کہ: ایک شخص کام سے لوٹتا ہے، تھکن سے چُور، غم روزگار میں مبتلا، بے چارہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوتا ہے، تو اس کا سامنا اس کی بیگم سے ہوتا ہے، جو انتہائی خراب موڈ میں ہیں جیسے بچوّں پر غصّہ ہے، نوکروں پر غصّہ ہے اور ساس پر غصّہ ہے ۔ تو بیگم اس کا استقبال اپنے دن بھر کی روداد اس کے کانوں میں ڈال کر کرتی ہے ۔ اب ایسے خاوند کو گھر دیر سے آنے پر کون قصور وار ٹھہرا سکتا ہے جو بے چارہ ایسے ناخوشگوار تماشوں سے بچنا چاہتا ہو؛

تصویر کا ایک رُخ یہ بھی ہو سکتا ہے : بیوی نے پورا سہ پہر گھر کی صفائی، پوچا لگانے اور کھانے پکانے میں صرف کیا، لیکن جیسے ہی اس کا خاوند گھر میں داخل ہوتا ہے، تو اس کی ناقدانہ نظریں ہر طرف خطائیں ڈھونڈھنی پھریں گی۔ پھر یکایک وہ اپنی بیوی پر برسنا شروع کر دیتا ہے کہ پورا گھر کس قدر گندا اور بے ترتیب ہے، وغیرہ وغیرہ ۔ ایسے لوگ عموماً پہلے دھیمی آواز سے شروع کرتے ہیں، اور پھر جلد ہی ان کی آواز گھن گرج میں تبدیل

Marfat.com

ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس زبانی لڑائی کی آواز پڑوس تک پہنچتی ہے۔ تو اس طرح ہر روز اگر بیوی بے چاری شام کے وقت خاوند کے آنے کی آہٹ پر خوف کے مارے سہم جائے، تو اُسے کون دوش دے سکتا ہے؟

عام طور سے لوگ جب باہر اپنے ملنے جلنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو ان کا مزاج بہترین ہوتا ہے، لیکن جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں، اُن کا رویّہ بدل جاتا ہے۔ ایک سچّا انسان جو سمجھتا ہے کہ اس کے اللہ کے احکام کیا ہیں، وہ اپنی آواز اور اپنا رویّہ بالکل ایک جیسا رکھتا ہے، چاہے وہ کسی بوڑھے یا جوان سے، غریب یا امیر سے، دوستوں یا گھر والوں سے بات کر رہا ہو۔ اور وہ رویّہ کرم کا، محبت کا اور اپنائیت کا ہوتا ہے، سب کے ساتھ یکساں ہوتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ے دل بیارامد ز گفتار ثواب
آنچناں کہ تشنہ آر آمد بآب

"صحیح باتوں سے دل کو اس طرح سکون ملتا ہے جس طرح پیاسے کو پانی سے۔"

ے آدمی مخفی ست در زیر زبان
ایں زبان پردہ ست بر درگاہ جاں

Marfat.com

"آدمی پوشیدہ ہوتا ہے جب تک گفتگو نہیں کرتا، یہ زبان باطن کے لئے پردہ ہے۔ جب زبان کھولی پردہ کھلا۔ اور باطن اچھا یا بُرا بے پردہ ہوا۔"

اگر آپ خوش گفتار بننا چاہتے ہیں، تو پھر آپ کو یہ بھی سیکھنا چاہیئے کہ دوسروں کو کس طرح سُنا جاتا ہے۔ خاموشی آپ کو کئی اُلجھنوں سے بچاتی ہے۔ اور آپ حقیقت میں دوسروں کو سُننا سیکھ جاتے ہیں۔ ایک باتونی آدمی ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ وہ آگے کیا کہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کو نہیں سُنتا۔ لیکن ایک کم گو شخص اپنی زبان کو آرام دیتا ہے اور اپنے کانوں کو زیادہ استعمال کرتا ہے، اور رفتہ رفتہ وہ بھی "پہلے تولو، پھر بولو" کا ہنر سیکھ لیتا ہے۔ چونکہ یہ سوچنے کے لئے بہت وقت ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہنے والا ہے وہ کہنے کے قابل ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاموشی انسان کے وقار اور بردباری میں اضافہ کرتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا:

"بچّہ نوزائیدہ دُودھ پینے والا ایک مُدّت تک خاموش اور سراپا کان رہتا ہے، اسی طرح سلوک کی ابتدا میں سالک کو ایک مُدّت خاموش اور سراپا کان رہنا چاہیئے۔ اور اپنے مرشد کی باتیں غور سے سُننی چاہئیں۔ اس واسطے کہ گویائی کے لئے پہلے سماعت

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔ پہلے کچھ دن مجلسِ اہلِ ارشاد میں سماعت کرو۔ پھر سامعین کی راہ سے گویائی میں داخل ہو، جو بات زبان سے نکل گئی، وہ مثل اُس تیر کی ہے جو کمان سے نکل گیا، یعنی مُنہ سے نکلی ہوئی بات واپس نہیں آتی، جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آسکتا"۔

اے اُمّتِ محمدی! اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راہِ سلوک میں بھی خاموشی یا کم گویائی ایک لازم امر ہے، روحانیّت کے زینے پر چڑھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے ظاہر اور باطن میں یکسانیّت ہو۔ اگر آپ باادب ہیں اور آپ کی گفتگو میں نرمی اور لطف و کرم ہو، تو پھر آپ کے دل کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے، نہ فقط اپنے مرشد کے سامنے بلکہ آپ جہاں کہیں ہوں یا جس کے ساتھ بھی ہوں۔

دوسروں کے ساتھ مہربانی سے پیش آیئے۔ اپنے گھرانے اور دوستوں کے ساتھ نرمی کا رویّہ اختیار کریں۔ حتیٰ کہ اُن لوگوں کے ساتھ بھی اخلاق اور اپنائیت کا اظہار کریں جنہیں آپ جانتے نہیں۔ اللہ ادب کو پسند کرتا ہے، اور کریمانہ الفاظ اور اچھا کردار ادب کا لازمہ ہیں۔ آیئے، ہر موقع پر مہربان ہونا سیکھیں۔ اللہ اور اس کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر۔

آمین!

Marfat.com

۱۶ ستمبر ۲۰۱۱ء (۱۸۸)

امام مہدی کی تلاش (علاماتِ صغریٰ)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو پاک ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے، جو دلوں کو صاف کرتا ہے اور ان طاہر دلوں کا پاسبان ہے۔

دُرود وسلام طاہر و طیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنہوں نے اپنی اُمّت کو قلبِ مطاہر کی اہمیت کے بارے میں تعلیم دی ہے۔ بے شک اس قسم کے قلوب اُن ارواح کے ہوتے ہیں جو نفسِ مطمئنّہ کے مالک ہیں۔

۷

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ سے نسبت رکھنے والے اُن دلوں پر جو قلبِ الٰہی کا خیال رکھتے ہیں۔

سمندر زیادہ پُرشور اور گرج دار ہو رہے ہیں؛ آسمان خاموش ہے، لیکن اُس کی اس سکونت میں ایک عجیب پریشان کُن

Marfat.com

احساس ہے۔ پہاڑوں نے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں اور اُن کی تسبیح زیادہ پُرزور اور تیز تر ہوگئی ہے۔ جنگل کے جانور اپنی بے فکری اور پُرجوش اٹکھیلیوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ پرندوں کو بھی یہ احساس ہو چُکا ہے کہ اب حالات پہلے جیسے نہیں رہے۔ اللہ کی تمام مخلوقات اب جانتی ہیں کہ خطرہ زیادہ دُور نہیں۔ اب بس چند سالوں کی بات ہے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ سال مہینوں کی طرح ہیں، اور مہینے ہفتوں کی طرح، ہفتے ایک دن کی طرح اور دن ایک نازک شعلے کی مانند ہے جو جلد ہی صورِ اسرافیل سے بجھنے والا ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور اُن کے مُنہ کے قریب تر ہو گیا ہے اور ان کے کان بے تابی سے اللہ کی ندا، یعنی اُن کے اللہ کی طرف سے ”کُن“ کے منتظر ہیں۔ ”کُن“، یعنی وہ الفاظ جو آخر کار اِس ڈرامے کا پردہ گرا دیں گے۔ یعنی اس دنیا کے ڈرامے کا۔

اے اُمتِ محمدی! چیزیں اب پہلے جیسی نہیں رہیں اور یہ آگے چل کر اور بھی مشکل ہو جائیں گی، اور وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی خوفناک۔ ہر سال اپنے ساتھ زیادہ تباہی اور زیادہ بربادیاں لا رہا ہے جو اس زمین کی صورت کو زیادہ بدصورت اور ناخوشگوار بنا رہی ہیں۔ وقت کے خاتمے کی اسی طرح منصوبہ بندی کی گئی ہے، سختیوں اور آزمائشوں کے ساتھ، صبر و تحمل کے لمحات کے ساتھ، اور

Marfat.com

حق و باطل کے امتیاز کے ساتھ۔

لوگوں کا خیال ہے کہ زمان کا خاتمہ دجّال کی آمد سے شروع ہوگا، لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ دجّالی نظام تو دجّال کی آمد سے بہت پہلے رائج کیا جائیگا، تا کہ جب یہ جھوٹا مسیحا آئے تو اُسے اپنے کام میں کوئی دشواری نہ ہو۔ وہ ابلیس کا دستِ راست ہے جس کے پاس ابلیس کی تمام قوّتیں ہیں۔ گمراہی اور فریب کی قوّتیں۔ تمام انبیاء کرام نے ہمیشہ اپنی اُمّتوں کو اس عذاب سے خبردار کیا ہے۔ مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے اپنی اُمّت کو آنے والے اس خطرے کی سب سے زیادہ تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔

قیامت کی سب سے پہلی علامت آپ کے جلیل القدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مبارک اس دُنیا میں آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دُنیا سے پردہ فرمانا ہے۔ اور نشانیوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو علامتِ صُغریٰ ہیں، اور دوسری علامتِ کبریٰ ہیں۔

علامتِ صُغریٰ کی نشانیاں وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دکھائی جائیں گی۔ اور یہ سلسلہ حضرت امام مہدی کے زمانے تک جاری رہے گا۔

علامتِ کبریٰ حضرت امام مہدی کے ظہور سے دکھائی جائیں گی۔ (یعنی ظہورِ امام مہدی سے لے کر

Marfat.com

صور پھونکے جانے تک۔)

آیئے علاماتِ صغریٰ کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں؛ وہ یہ ہیں:

۱۔ جب حکمران لگانِ محصول اور حکومتی خزانے کو اپنی ذات پر خرچ کریں گے اور اُسے اپنی دولت سمجھیں گے۔

۲۔ زکوٰۃ بطورِ تاوان ادا کی جائے گی۔

۳۔ لوگ امانت کو غنیمت جان کر اُسے استعمال کریں گے۔

۴۔ خاوند اپنی بیویوں سے بے جا اطاعت کریں گے۔

۵۔ بچے اپنے والدین کا احترام نہیں کریں گے اور بدلوگوں کو اپنا دوست بنائیں گے۔

۶۔ علمِ دین دنیا کمانے کے لیے حاصل کیا جائے گا۔

۷۔ ہر قوم یا قبیلے کے حکمران اُن لوگوں میں سے ہوں گے جو نہایت کمینے، بداخلاق اور لالچی ہوں گے۔

۸۔ ملکی انتظامات ایسے لوگوں کے سپرد ہوں گے جو اُس کے قابل نہ ہوں۔

۹۔ شراب نوشی عام ہوگی۔

۱۰۔ موسیقی کے آلات اور ناچ گانا عام ہوگا۔

۱۱۔ بدکاری عام ہوگی۔

Marfat.com

۱۲۔ اُمّت کے پچھلے، یعنی بوڑھے، نئی نسل یعنی اگلے کو کوسیں گے۔
یہی وہ وقت ہوگا کہ لال آندھی اور عذاب کی دیگر علامات
کا انتظار ہوگا، جیسے کہ زمین کا دھنس جانا، آسمان سے
پتّھروں کا برسنا، صورتوں کا تبدیل ہونا یہ اس طرح ہوگا جیسے
کہ ایک تسبیح ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کے دانے ایک ایک
کر کے گر رہے ہوں۔

دوسری صُغریٰ نشانیاں یہ ہیں:

۱۳۔ بے علم اور بد اخلاق لوگ حکومت کریں گے۔
۱۴۔ مساجد میں کھیل کُود ہوگا۔
۱۵۔ آپس میں ملتے وقت سلام کہنے کے بجائے گالی گلوچ ہوگی۔
۱۶۔ دینی تعلیم بہت کم ہو جائے گی۔
۱۷۔ جھوٹ بولنا ایک فن بن جائے گا۔
۱۸۔ شرم و حیاء باقی نہیں رہے گی۔
۱۹۔ مسلمان ہر طرف سے کفّار کے نرغے میں آئیں گے۔
۲۰۔ ظلم اتنا بڑھ جائے گا کہ اس سے پناہ ملنا مشکل ہوگی۔
۲۱۔ باطل مذاہب اور جھوٹی احادیث عام ہوں گی۔

جب یہ علامات ظاہر ہوں گی تو کئی ملکوں پر عیسائی قابض
ہوں گے۔ پھر بہت عرصہ گزر جانے کے بعد، عرب ممالک اور شام میں

Marfat.com

ابوسفیان کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا، جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کی حکومت شام اور مصر میں قائم ہوگی۔ اس دوران روم کے بادشاہ کی جنگ ایک عیسائی فرقے سے، اور صلح دوسرے فرقے سے ہوگی۔ جنگجو استنبول پر قبضہ کریں گے اور روم کا بادشاہ اپنا دارالخلافہ چھوڑ کر شام آئے گا۔

عیسائیوں کا دوسرا فرقہ مسلمانوں کی مدد ایک جنگ میں کرے گا جب وہ اپنے مخالفین سے لڑ رہے ہوں گے۔ دشمن کی شکست کے بعد عیسائی فرقے سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ: "صلیب غالب آگیا اور اس کی برکت سے ہم نے جنگ جیت لی۔" یہ سن کر ایک مسلمان کھڑا ہوکر اس شخص کو مار کر کہے گا کہ: "نہیں! اسلام غالب آیا، اور اس کی برکت سے ہم نے جنگ جیتی ہے۔" اس سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائیگی۔ جس کے باعث مسلمان بادشاہ شہید ہو جائے گا اور عیسائی شام پر قابض ہو جائیں گے۔ اور عیسائیوں کے دونوں فرقوں میں صلح ہو جائے گی۔ باقی رہ جانے والے مسلمان مدینہ چلے جائیں گے اور عیسائیوں کی حکومت مدینے کے قریب خیبر تک پھیل جائے گی۔

آئیے اب کبریٰ نشانیوں کا جائزہ لیتے ہیں: علاماتِ کبریٰ امام مہدی کے ظہور سے لے کر صور کے پھونکے جانے تک ظاہر ہوں گی۔

Marfat.com

"امام مہدی کی تلاش":

یہ وہ وقت ہوگا جب مسلمان ان مشکلات کے باعث امام مہدی کی آمد کے لئے بے تابی سے منتظر ہوں گے، امام مہدی مدینہ میں ہوں گے، لیکن اس بڑی ذمہ داری کے خوف سے وہ خاموشی سے مکّہ چلے جائیں گے۔ اُس زمانے کے اولیاء اور ابدال اُن کو ڈھونڈ رہے ہوں گے، اور کچھ جھوٹے لوگ بھی خود کو مہدی قرار دیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جب اصل امام مہدی رُکن اور مقامِ ابراہیم کے بیچ ہوں گے دورانِ طوافِ کعبہ پہچان لئے جائیں گے۔ لوگوں کا ایک گروہ ان کو پہچانے گا اور اُن کے بیعت لینے پر دباؤ ڈالے گا۔ اس وقت کی نشانی یہ ہوگی کہ ایک ماہ قبل، رمضان میں، سورج اور چاند گرہن ہوں گے۔ اس بیعت کے بعد آسمان سے ایک ندا آئے گی کہ:

ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاستمعوالہ واطیعوہٗ
(یعنی یہ خدا کا خلیفہ ہے، مہدی ہے، اس کا حکم سُنو اور مانو۔)

یہ ندا سب کو سُنائی دے گی۔ حضرت امام مہدی ایک سیّد ہوں گے، اور اُن کا قد قدرے لمبا ہوگا، جسم چُست اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہوں گے۔ اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت کیسی تھی، تو اُسے بس حضرت امام مہدی

Marfat.com

کو دیکھنا چاہیئے۔ وہ کردار اور اخلاق میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ ہوں گے۔ اُن کے پاس علم لدّنی ہوگا، اور اُن کی عمر اُس وقت چالیس برس کی ہوگی۔ جب اُن کی خلافت قائم ہوگی، تو مدینہ کی فوج اُن کے پاس مکّہ آئے گی۔ اس کے علاوہ شام، عراق اور یمن کے اولیاء اور ابدال بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اسی طرح عرب کے کئی دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

پھر وہ کعبہ میں سے وہ خزانہ برآمد کریں گے جو وہاں دفن ہے اور جسے تاج الکعبہ کہا جاتا ہے۔ یہ اسے مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ جب مسلمان دنیا کو یہ پتہ چلے گا کہ عرب میں کیا ہوا ہے تو خراسان سے کالے عَلَم والی ایک فوج نکلے گی جس کے ہراول دستے کی کمان ایک شخص کے پاس ہوگی جس کا نام منصور ہوگا۔ وہ امام مہدی کی مدد کے لئے ایک بڑی فوج لائے گا۔ آتے ہوئے وہ بے شمار عیسائیوں اور باطل کو لتاڑتے ہوئے آئے گا۔

اس وقت ابوسفیان کی نسل کا آدمی جو اہلِ بیت کا مخالف تھا، وہ امام مہدی کے خلاف ایک فوج بھیجے گا، اور وہ فوج مکّہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک پہاڑ پر رُک جائے گی، لیکن اللہ کے حکم سے پوری فوج زمین میں دھنس جائے گی۔ اور صرف دو آدمی زندہ بچیں گے: ایک ابوسفیان کے لوگوں کو اطلاع دینے جائے گا، اور دوسرا امام

Marfat.com

مہدی کو اس واقعے کی خبر دینے جائے گا۔ جب عیسائیوں کو امام مہدی کی اس عرب فوج کے بارے میں خبر پہنچے گی، تو وہ اس مقام کے محاصرے کے لئے اپنی افواج کو لانے کی کوشش کریں گے۔ آخرکار وہ اپنی ایک بہت بڑی فوج شام میں لائیں گے۔

اس فوج میں ستّر پرچم ہوں گے، اور ہر پرچم تلے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سپاہی ہوں گے۔ پھر امام مہدی مکّہ سے مدینہ جائیں گے اور نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی حاضری کے بعد وہ شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ جب وہ دمشق کے قریب پہنچیں گے تو ایک عیسائی لشکر اُن کے سامنے آئے گا اور اس جنگ میں وہ اپنے کافی سپاہی کھو دیں گے۔ یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہے گا مگر چوتھے روز اللہ انہیں فتحِ مُبین سے نوازے گا۔ عیسائیوں کو شکست ہو گی اور امام مہدی اپنے لوگوں میں بے شمار مال اور انعامات تقسیم کریں گے۔ لیکن وہ اور اُن کے لوگ اُس مال کے حصول سے خوش نہیں ہوں گے کیوں کہ اس جنگ میں اُن کے کئی لوگوں کی جانیں گئی ہونگیں۔ (جس کے نتیجے میں) کئی خاندانوں اور قبیلوں کے صرف ایک ایک فرد زندہ رہ جائیں گے۔

ان جنگوں سے فارغ ہو کر امام مہدی استنبول (قسطنطنیہ) کی طرف پیش قدمی کریں گے۔ جب وہ بحیرۂ روم کے ساحل پر

Marfat.com

پہنچیں گے تو وہ جہازوں کے ذریعے ستّر ہزار (۷۰،۰۰۰) سپاہی اس شہر کی طرف روانہ کریں گے جو بنی اسحاق کے لوگ سے ہوں گے۔ جب یہ سپاہی فصیلِ شہر کے قریب پہنچیں گے تو زور سے "اللہُ اکبر" کا ایسا نعرہ ماریں گے کہ فصیل کی دیوار اللہ کے نام کی ہیبت سے گر جائے گی۔ اس سے مسلمان سپاہیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ملے گا اور وہ اُسے باغیوں سے چھین لیں گے۔

بیعت سے لے کر (استنبول) قسطنطنیہ کی فتح تک چھ سات سال گزر چکے ہوں گے۔ اُس وقت جب کہ امام مہدیؑ ملکی معاملات چلا رہے ہوں گے، ایک افواہ پھیلے گی کہ دجّال نے مسلمانوں پر تباہی مچائی ہے۔ یہ سن کر امام مہدی شام کی جانب روانہ ہوں گے، اور پانچ یا نو آدمی اس خبر کی تصدیق کے لئے بھیجیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "میں نہ صرف اُن لوگوں کے والدین کے ناموں سے واقف ہوں بلکہ اُن کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی جانتا ہوں، اور وہ اپنے زمانے کے بہترین لوگ ہوں گے۔" جیسے ہی یہ لوگ اس خبر کے ساتھ واپس لوٹیں گے کہ دجّال والی بات غلط ہے، تو امام مہدی واپس لوٹ جائیں گے۔ بس اس کے بعد ہی دجّال کا ظہور ہو گا۔

اے اُمّتِ محمدی! ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ حقیقت

Marfat.com

سے بالا اور مبہم دکھائی دے۔ یہ درست ہے کہ بہت سی حقیقتوں پر ابھی پردہ پڑا ہوا ہے۔ لیکن احادیثِ نبوی نے وقت کے خاتمے کی ایک واضح تصویر کشی کی ہے۔ اب دجّالی دور شروع ہو چکا ہے۔ دجّال کے دوستوں نے بہت ساری پیش گوئیوں کو سچ کر دکھایا ہے یہودیوں اور عیسائیوں کے ذریعے، جو خود بھی دجّال کی آمد کے بے سے منتظر ہیں، جو اُن کا مسیحا، نجات دہندہ ہے تاکہ وہ اپنے ماضی کی شان و شوکت اور دولت کو پھر سے حاصل کر سکیں۔ دُنیا میں جو تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں، اُن سے ہر ایک واقف ہے۔

کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ دُنیا کا نقشہ کس تالیف انداز میں بدل رہا ہے۔ وفاداریاں کس طرح بدل رہی ہیں، اور ہر سال کس طرح تباہیاں بڑھ رہی ہیں۔ یہودی اور عیسائی تو کئی سالوں سے منصوبہ بندی کر رہے ہیں، لیکن مسلمان اپنے خوابِ خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کی طرح ہیں جنہوں نے اپنے سر ریت میں شُترمُرغ کی طرح چھپائے ہوئے ہیں، اور اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خطرہ ٹل جائے گا۔

لیکن وقت کے خاتمے کی تباہی کیسے رُک سکتی ہے، معصوموں کی قتل و غارت گری کیسے رُک سکتی ہے، اور دجّال کی آمد کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ شروع زمانے کے پیغمبران بھی

Marfat.com

اپنی اپنی اُمّتوں کو اس کے بارے میں خبردار کرتے رہے تھے۔ وہ جو اپنے اِردگرد کے واقعات سے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے، وہ اپنے ایمان اور آنے والے خطرے میں پناہ سے محروم رہ جائیں گے۔

ہر وقت اللہ کی پناہ طلب کریں۔ وضو اور حصار کی حالت میں رہنے کی کوشش کریں تاکہ شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔ ہر روز سورۂ کہف پڑھیں اور اُن فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کریں جو آج کل ہر ایک پر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ بلا ضرورت باہر نہ جائیں اور اپنا وقت بے کار چیزوں میں برباد نہ کریں۔ وقت بہت سنگین ہو چکے ہیں۔ اس لئے جو آپ سے کہا جا رہا ہے، اسے سنجیدگی سے لیں۔ بے شک صرف اللہ ہی آپ کو اِن وقتوں میں ایمان کی سلامتی بخشے گا، اس لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے رکھیئے۔ اِنشاءاللہ آپ کو زمانے کے شر سے محفوظ رکھا جائے گا۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت پر بھروسہ رکھیں، جو اُن کے لئے ہیں، جو اُن کے دوست بنیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۳ ستمبر ۲۰۱۱ء

(۱۸۹)

"زمان کا خاتمہ (علاماتِ کبریٰ)"

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے منصوبے انتہائی تفصیل سے بنے ہوئے اور کبھی غلط نہ ہونے والے ہیں۔ جس نے ہر ایک پیش آنے والے واقعہ کی منصوبہ سازی بڑی تفصیل سے کی ہے اور ان کی تکمیل اُسی کی مرضی و منشاء کے مطابق ہوگی۔

درود و سلام اللہ کے آخری نبی، اُس کے سالارِ اعلیٰ اور آخری جنگ کے رُوحانی رہنما پر۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو، بیدار قلوب اور ہوشمند ارواح کے لئے۔ اُن کے لئے جو اپنے اللہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔

اس سے پہلے ہم زمان کے خاتمہ کی علامتوں کے بارے میں گفتگو کرتے آرہے تھے، اب آئیں ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم اتنے تسلسل سے ان کے بارے میں کیوں بات کر رہے ہیں، اور اُن کے بارے میں جاننا آخر کیوں اتنا ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اگر آپ

Marfat.com

۳۰۰ یا ۴۰۰ سال پہلے پیدا ہوئے ہوتے تو شاید اتنی فکر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ حالانکہ نشانیاں دِکھائی دینے کا عمل تو اس وقت بھی شروع ہو چکا تھا، پھر بھی وقت اتنا نازک نہیں تھا۔ بدقسمتی سے آج کا زمانہ بالکل وہ دَور ہے جبکہ صُغریٰ علامتیں تقریباً مکمل ہیں اور دُنیا بڑی تیزی سے کُبریٰ علامات کی طرف بڑھ رہی ہے۔

گزُشتہ صَدی کی ابتداء میں پیدا ہونے والا شخص آسانی سے کہہ سکتا تھا کہ زمین نے اپنی تباہی کی طرف جاتے ہُوئے رفتار تیز کر دی ہے۔ اَب تو اندھا بھی بتا سکتا ہے کہ یہ دنیا پہلی جیسی نہیں رہی۔ ذرا اپنے اطراف تو نظر دوڑائیں، کیا یہ زمانہ آپ کے باپ دَادا کے زمانے سے مختلف نہیں ؟ وقت بدل چکا ہے اور اَب بھی بدل رہا ہے۔ کیا ایسا کوئی مائی کا لال ہے جو مستقبل کی ہولناکی کو روک سکے؟ اُن واقعات کو ہونے سے روک سکے جو رُونما ہونیوالے ہیں۔

جو کچھ مقدّر ہو چکا ہے اُسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ صرف وہ لوگ بچ جائیں گے جو ان وقتوں کے خطرات سے پہلے آگاہ تھے۔ لیکن باقی سب لوگ زمان کے خاتمے کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔

زمان کا خاتمہ، طوفان نوح کی طرح ہے، بلکہ اُس طوفان سے بھی شدید تر اور زیادہ تباہ کن ہے۔ اِس زمین کے آخری سالوں میں انتہائی سخت حالات پیش آئینگے۔ طوفانِ نوح تو ایک قلیل دورانیہ کا تھا اور اُس نے زمین کو شر اور بدی سے اس طرح پاک وصاف کیا تھا کہ آخر میں صرف اللہ سے صحیح نسبت رکھنے والے

Marfat.com

ہی بچ گئے تھے۔ دُنیا دَراصل دوبارہ وجود میں آئی تھی اور جو بھی کشتیٔ نوح میں سوار ہوا انہیں بچا لیا گیا۔

دَورِ آخر کا سیلاب یعنی طوفانِ آخر، طوفانِ نوح سے ذرا مختلف ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ پوری دنیا پر محیط ہوگا۔ کوئی علاقہ یا جگہ اس طوفان کی تباہی سے محفوظ نہیں رہے گا۔ دوسرے، یہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک پوری دنیا ختم نہیں ہوگی اور صُورِ اسرافیل نہیں پھونکا جائے گا۔ تیسری، یہ طوفان نہ فقط جسمانی طور سے انسانوں کو تباہ کرے گا، بلکہ ان کا ایمان ان کے دلوں سے بھی مٹا دے گا، اور ایمان کے بغیر انسان تو ایک بے حس پتھر یا کنکر کے برابر ہے۔ یا ہوسکتا ہے کہ اس سے بھی بدتر تو یہ طوفانِ آخر لوگوں کے دلوں سے ایمان کو مٹا دے گا اور لوگوں کو مکمل طور پر خالی ہاتھ کر دے گا۔

یہ طوفان کیا کیا تباہیاں لائے گا! خدا کرے آپ اس سے محفوظ رہیں۔ اللہ آپ کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ وہ زمین پر ایک کشتی تعمیر کریں اور ان سے منسلک لوگوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اُس کشتی میں سوار ہو جائیں لکڑی کے تختوں سے بنی ہوئی وہ چھوٹی سی کشتی غضب ناک لہروں سے بچ گئی۔ یہ اللہ کی منشاء تھی۔ اس طرح وہ ۸۰ نفوس اور ہر نسل کا ایک ایک جوڑا اُس عذابِ الٰہی سے بچ گئے، یعنی وہ طوفانِ نوح سے اُس چھوٹی سی ادنیٰ کشتی میں بیٹھنے کے باعث بچ گئے۔

Marfat.com

طوفانِ آخر کی بھی ایک کشتی ہے۔ لیکن یہ کوئی کمزور اور ادنیٰ کشتی نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ اب تک بنائی جانے والی سب سے مضبوط ترین سواری ہے۔ چاہے لہریں کتنی ہی اُونچی کیوں نہ ہوں، یعنی تباہ کن لہریں، اور چاہے بے راہ وروی کا بہاؤ کتنا ہی تیز کیوں نہ ہو، اس کشتی کو کسی چیز سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور اس کے سوار وقتِ آخر کی سختیوں اور حادثات کو آسانی سے جھیل جائیں گے۔

اس سواری کا نام، کشتیءِ نورِ نبی ہے، اور یہ دراصل ایک جہاز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاز۔ کشتیءِ نورِ نبی کی کمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، اور اُس میں مختلف درجے ہیں۔ اس میں کئی رُوحانی مسافر ہیں اور کئی زمینی۔

روحانی مُسافر سارے انبیاء علیہ السلام، صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور تمام اولیاء کرام ہیں، جبکہ دوسرے قسم کے مسافر وہ صاحبِ ایمان ہیں جو مضبوطی سے قرآن و سُنت سے پیوست ہیں اور جن کی نسبت اللہ سے حقیقی ہے۔ صرف یہی لوگ وقتِ آخر کے سیلابوں سے محفوظ رہیں گے۔ صرف کشتیءِ نورِ نبی ہی وہ جگہ ہے جہاں ایمان محفوظ رہے گا اور جہاں تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

آپ کا زمانہ دجّالی زمانہ ہے جس میں جھوٹے مسیحا کی آمد کی تیاری تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ وقت کے خاتمہ کے بیان اب زیادہ تواتر سے ہو رہے

Marfat.com

ہیں، کیونکہ جب تک آپ اپنے دشمن کو نہیں جانیں گے، آپ اُسے کیسے شناخت کریں گے؟ اگر آپ اُس کی قوّتوں کے بارے میں نہیں جانیں گے، آپ خود کو کیسے سُجھائیں گے۔ اور اگر آپ کو سچائی کے بارے میں علم نہیں تو پھر آپ کس طرح خود کو جھوٹ اور فریب سے دُور رکھیں گے، خاص طور سے اِس فتنۂ دجّال کے جُھوٹ اور فریب سے۔

دجّال کی آمد قیامت کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ فتنہ مشرق سے سر اُٹھائے گا اور یہ جہاں جہاں جائے گا، اپنے فتنے کا شر اور فساد پھیلائے گا۔ جس طرح کہ ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جس وقت سے اللہ نے ذُرّیّت، یعنی اولادِ آدم کو پیدا فرمایا ہے، اس وقت سے فتنۂ دجّال سے بڑھ کر کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا ہے۔ جو بھی نبی اس دنیا میں آئے، انھوں نے اپنی اُمّت کو اس شر سے خبردار کیا۔

"میں نبی آخر زمان ہوں اور آپ بہترین اُمت ہیں۔ تو چاہے کچھ بھی ہو، دجّال آپ میں سے نکل آئے گا۔ اگر وہ میرے دور میں آئے گا تو میں تمام مسلمانوں کی طرف سے اس سے لڑوں گا۔ لیکن اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا، تو ہر مسلمان اپنی دِفاع خود کرے اور اللہ ہر مسلمان کا حافظ اور بچانیوالا ہو گا۔ دجّال دائیں بائیں شر اور فتنے پھیلائے گا۔

"اے اللہ کے بندے اِن وقتوں میں آپ استقامت سے رہیں۔ میں اس کی نشانیاں اس طرح بتاؤں گا کہ کسی دوسرے نبی نے اپنی اُمّت کو

Marfat.com

نہیں بتائی ہوں گی۔ دجّال سب سے پہلے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ پھر وہ کہے گا "میں تمہارا رب ہوں"، جو بھی اُسے دیکھے گا وہ اس کے اس دعویٰ کے باطل ہونے کو جان جائے گا ان تین چیزوں کے باعث جو اس کے دعویٰ کو جھٹلائیں گے۔

ایک یہ کہ اُسے آنکھوں سے دیکھا جا سکے گا جبکہ آپ اپنے رَبّ کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے۔ دوسرے یہ کہ وہ کانا ہے جبکہ آپ کا رَبّ کانا نہیں۔ تیسرے یہ کہ اُس کی آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوا ہوگا اور کوئی بھی مومن اسے پڑھ سکے گا، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ۔"

ایک دوسری حدیث میں روایت ہے کہ: ایک مرتبہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں نے خواب دیکھا کہ طواف کے دوران مجھے ایک شخص نظر آیا جس کا رنگ گندمی تھا اور اس کے سیدھے بال اتنے گیلے تھے کہ جیسے ان سے پانی ٹپک رہا ہو، ایسے لگے گا کہ جیسے اُس نے ابھی غسل لیا ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا "عیسیٰ ابنِ مریم"۔ پھر میں نے دوسری طرف نگاہ ڈالی اور مجھے ایک موٹا شخص نظر آیا جس کا رنگ سُرخ، گھنگھوردار بال، اور جو ایک آنکھ سے کانا تھا، جس کی آنکھ بالکل ایک پھُولے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا "یہ دجّال ہے۔""

دجّال ایک انسان ہے؛ وہ ایک یہودی ہے؛ اس کی فطرت شیطان کی فطرت ہے اور وہ شیطان کی طرح دکھائی دے گا، اور اُس کے پاس شیطانی

Marfat.com

قوتیں ہوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، "دجال مشرق کی جانب سے آئے گا، یعنی خراسان سے اور اس کے چیلے چپٹے منہ والے ہوں گے۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ دجال کی آنکھ ہرے شیشے کی طرح ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "کفار مسلمانوں سے لڑنے کی خاطر شام میں جمع ہوں گے۔ یہ ایک تباہ کن جنگ ہوگی اور لاشوں کا اتنا انبار لگ جائے گا کہ ایک پرندہ اُن پر اُڑ کر گزرنا چاہے گا مگر گزرنے سے پہلے ہی گر کر مر جائے گا۔ مسلمان اِس حالت میں ہوں گے کہ ایک شخص چیخ کر کہے گا کہ "دجال اُن کے پیچھے اُنکے بچوں میں آگیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ "میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اس وقت میرے پاس دو ٹہنیاں ہوں گی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو وہ سیسہ کی طرح پگھل جائے گا۔ اس وقت شجر و حجر پکار اُٹھیں گے کہ "ہمارے پیچھے ایک کافر چھپا ہوا ہے، آیئے اور اِسے مار ڈالیئے۔""

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب دجال ظاہر ہوگا تو لوگ تین گروہ میں بٹ جائیں گے: ایک گروہ اُس کے پیچھے جائیگا، دوسرا

Marfat.com

خاموش رہے گا، اور تیسرا گروہ اس کے خلاف لڑے گا۔" ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مدینہ منورہ میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتے۔" یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "یاد رکھو! دجال آئے گا، اور جب وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا، تو ملائکہ اُس کا راستہ شام کی طرف موڑیں گے اور وہاں اُسے مار دیا جائے گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "سوائے مکہ اور مدینہ کے، کوئی ایسا شہر نہیں ہو گا جسے دجال اپنے پاؤں کے نیچے نہ روندیگا۔ ان دو شہروں یعنی مکہ اور مدینہ میں ملائک ہوں گے جو ان کے دروازوں کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جو سارے منافقوں اور کافروں کو شہر سے نکال پھینکیں گے۔" آپ نے مزید فرمایا کہ "دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "ک۔ ف۔ ر" یعنی کافر لکھا ہوا ہو گا۔"

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت کرو۔ مغرب سے طلوعِ آفتاب، دھواں، دابۃ الارض، فتنۂ دجال، فتنۂ خاص جو تم میں سے کسی کسی کو پیش آئے، اور فتنۂ عام جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک اور حدیث بیان کی ہے کہ "دجال اصفہان کے ایک علاقے سے آئے گا، جسے یہودیہ کہتے ہیں۔ اس کے

Marfat.com

ہمراہ ۷۰۰۰۰ یہودی ہوں گے جن کے تنوں پر نفیس اور قیمتی چادریں ہوں گی۔"

ایک اور حدیث کے مطابق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُمت کو فرمایا کہ:

"یروشلم کی آبادی مدینہ کی بربادی ہے۔ اور مدینہ کی تباہی حقیقت میں جنگوں کا ظہور ہے، اور جنگوں کا ظہور استنبول کی فتح ہے، اور استنبول کی فتح دراصل دجّال کی آمد ہے۔" آپ نے ان واقعات کی ترتیب بھی بتادی: "عالمی جنگ، استنبول کی فتح اور دجّال کا ظہور۔ اور یہ سب ۷ مہینوں میں ہوں گے۔" آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ: "میری اُمت سے دجّال آئے گا اور اُس کا فتنہ ۴۰ دن تک برپا رہے گا، اور پھر اللہ حضرت عیسٰی ابنِ مریم علیہ السلام کو بھیجے گا جو دجّال کو قتل کردیگا۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: "بہت جلد میری اُمت میں سے کچھ لوگ مشرق سے آئیں گے، جو قرآن تو پڑھیں گے، لیکن قرآن اِن کے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا۔ جب کبھی بھی ان کی جماعت سے کوئی باہر آئے گا، انہیں ختم کردیا جائیگا اور یہ سلسلہ دجّال کے آنے تک جاری رہے گا جو اُن کے بچے ہوئے لوگوں میں سے آئے گا۔"

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ: "دجّال کی آمد سے پہلے تین ایسے سال آئیں گے کہ پہلے سال میں آسمان ایک تہائی بارش روک دے گا، اور زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک دیگی؛ پھر دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی پیداوار کا دو تہائی حصہ روک لے گی؛ اور تیسرے سال نہ بارش ہوگی اور نہ پیداوار۔ پھر نہ کوئی کھُروالا جانور رہیگا اور نہ دانت والا، یعنی وہ سب مرجائیں گے۔"

Marfat.com

حضرت امِ شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ : "لوگ دجّال سے دُور بھاگیں گے اور پہاڑوں میں جاکر چُھپ جائیں گے۔ میں نے پوچھا" عرب کہاں ہوں گے ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " وہ تعداد میں بہت کم ہوں گے" حضرت ابنِ داہر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ : " وہ شخص جو سورۃ الکھف کی پہلی ۱۰ آیتیں یاد (حفظ) کرے گا، اُسے فتنہءِ دجّال سے محفوظ کیا جائے گا"

اُوپر کی احادیث اس لئے بیان کی گئی ہیں تاکہ آپ اپنے دشمن کو زیادہ واضح طور سے سمجھنا شروع کردیں ۔ آخر جب تک آپ اپنے دشمن کو جانیں گے نہیں آپ کس طرح اس کے خلاف لڑیں گے ؟ اس میں شک نہیں کہ دجّال آخر زمان کا سب سے بڑا فتنہ ہے ۔ وہ جنگل کی اس آگ کے مانند ہے جو شروع تو ایک چھوٹے سے شعلے سے ہوتی ہے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے پورے جنگل کو جلاکر راکھ کردیتی ہے وہ جو اُس آگ میں رہیں گے ، وہ بھی تباہ ہو جائیں گے ۔ لیکن جو اِس آگ سے نکل بھاگیں گے ، وہ اِس تباہی سے بچ جائیں گے ۔

آپ سب کو ابھی بہت کچھ جاننا چاہیئے اور آپ کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ آپ کو یہ باتیں اپنے بچّوں اور دوستوں کو بھی بتانی چاہیئے ۔ اور اُس کے لئے تیار رہنا ہے ۔ جو ہونیوالا ہے اور جس کا ہونا مقدر ہو چکا ہے ۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے ۔

سلسلہ نظامیہ نوریہ کے آغاز سے زمان کے خاتمے کے گلے کا ہار ٹوٹ گیا ہے ۔ اِسکے دانے گرنے شروع ہو گئے ہیں ، ایک ایک کر کے ۔ شروع میں دھیرے

Marfat.com

دھیرے لیکن جلد ہی آپ دیکھ لیں گے کہ روز بروز گرنے کی رفتار تیز ہوتی جائے گی۔

طوفانِ آخر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، اور بہت جلد آپ دیکھیں گے کہ ہر دن گذرنے کے ساتھ لہروں کی بلندی میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ بس اپنی آنکھوں اور اپنے دلوں کو کھلا رکھیں۔

اللہ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

آمین

Marfat.com

افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ (ماں)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے خوبصورت نام وہ علم تھا جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا گیا تھا جس کے نام اس دُنیا پر حکمرانی کرتے ہیں، اور پوری کائنات اِن اسمائے حسنہ کے آگے سجدہ ریز ہے بے شک ان ناموں کا مالک انتہائی شان والا اور بہت ہی اعلیٰ ہے۔

دُرود و سلام مہربان دِل پر اور مُسکراتی آنکھوں پر، اُن رسولِ آخر صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے تمام دلوں کو مُسخر کیا ہوا تھا۔

ھو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ کے بندوں پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر، اُن پر جنہیں اِس دنیا میں اللہ کے نائب ہونے کا منصب سونپا گیا ہے۔

ایسے کئی بوجھ ہیں جو ایک آدمی کو اپنی زندگی میں اپنے کاندھوں پر اُٹھانے ہوتے ہیں۔ جب وہ کمسن ہوتا ہے تو اُسے تعلیم کا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے، یعنی اُسے کسی مکتب یا اسکول میں جانا پڑتا ہے۔ اُس کے دن اپنے اسباق کو رٹّا لگا کر یاد کرنے میں گزرتے ہیں۔ اُسے امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے، حتّٰی کہ اُسے اپنے اُستادوں

Marfat.com

کی ڈانٹ ڈپٹ کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اس طرح اُس کا پورا بچپن تعلیم کا بوجھ اُٹھانے کی نظر ہو جاتا ہے۔

جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اُسے اپنی روزی کمانے کا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ رات دن اُسے روزگار کے مختلف ہُنر سیکھنے پڑتے ہیں۔ پھر اُسے معاشرے میں اپنے لئے ایک مقام پیدا کرنے کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تا کہ لوگ اُسے ایک ایسی شخصیت کے طور پر جانیں، پہچانیں جس میں منفرد صلاحیت یا کردار ہوں۔

کچھ اور بھی بوجھ ہیں جو اُٹھانے ہوتے ہیں جیسے کہ اپنے پیشے میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کا بوجھ، اپنی پُوری حیاتی میں مختلف رشتے ناتوں کو احسن طریقے سے بنائے رکھنے کا بوجھ، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھانے کا بوجھ۔ بیشک یہ تمام بوجھ بڑے بھاری بوجھ ہیں، لیکن یہ اُس بوجھ کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو ایک ماں 9 مہینے تک اُٹھاتی ہے۔

یہ بوجھ ایک نئی زندگی کی ذمہ داری اُٹھانے کا بوجھ ہے۔ ایک انسانی زندگی کی اور اُسے دنیا میں لانے کی ذمہ داری کا بوجھ۔ یہ ذمہ داری بچّے کی ولادت کے بعد ختم نہیں ہوتی، اس کے برعکس ماں کی یہ ذمہ داری بچّے کی عمر میں اضافے کیساتھ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ زندگی کی آخری سانس تک ایک ماں کے پاس ایسا کوئی وقت نہیں ہوتا جس میں وہ اپنی اولاد کی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتی ہو۔ اور وہ یہ ذمہ داری بڑی محبت اور خوبصورتی سے زندگی بھر نبھاتی ہے۔

Marfat.com

دنیا میں ماں کی ممتا سے بڑھ کر کوئی محبت نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کی محبت اللہ، یعنی آپ کے خالق کی محبت کا قریب ترین عکس ہے۔ ماں کی محبت نہایت پاک ہے، یہ بے لوث اور پُرخلوص محبت ہے۔یہ محبت بغیر کسی غرض اور وجہ سے کی جاتی ہے۔اس میں کوئی خودغرضی نہیں۔ایک ماں اس لئے محبت نہیں کرتی کہ بڑے ہو کر اس کا بچّہ اُسے کما کر دے گا، یا بچّہ اُس کے لئے شہرت اور دولت کا باعث ہوگا۔اگرچہ اُسے اپنے بچے کیلئے بہترین تمنائیں ہوتی ہوں گی، لیکن اگر بچے میں مستقبل میں کامیابی کی صلاحیت نہ بھی دکھائی دیں، تو تب بھی ماں کی محبت کم تر نہ ہوگی۔

دنیا نے یہ منظر کئی بار دیکھا ہے کہ وہ بچے جو ذہنی طور سے پسماندہ ہیں، یا اُس میں کوئی جسمانی معذوری ہو، وہ تب بھی اپنی ماں کی محبت اور توجہ سے محروم نہیں رہتے، بلکہ انہیں دوسرے بچوں سے زیادہ محبت و توجہ ملتی ہے۔ماں اپنی آخری سانس تک دُعا کرتی رہتی ہے کہ اُس کا بچہ بہتر ہو اور معمول کی زندگی بسر کرے۔تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک ماں کی پوری زندگی اپنے بچے کے لئے ایک دُعا ہوتی ہے، اور یہ بات سچ ہے کہ اللہ ایک ماں کی دُعاؤں کو ہر وقت سُنتا ہے۔ماں کی محبت ایک منفرد اور لاثانی محبت ہے، پُرخلوص، پاک اور ہر وقت موجود۔یہ جُھلسا دینے والی دھوپ میں ایک سائبان کی طرح ہے۔یہ شدید پیاس میں ایک ٹھنڈے مشروب کی مانند ہے۔یہ زندگی کے تپتے صحرا میں بارش کی ہلکی پھوار ہے۔اُن مصائب کا کون مقابلہ کر سکتا ہے جو ایک ماں

Marfat.com

زندگی بھر اپنے بچّے کے لئے جھیلتی ہے؟ وہ 9 ماہ تک بچّے کو اپنے جسم کے اندر اُٹھائے پھرتی ہے۔ اپنے لہو سے اُس کی پرورش کرتی ہے، دورانِ حمل کی تمام تکالیف کو برداشت کرتی ہے اور وضعِ حمل کے بے انتہا دردوں کو سہہ لیتی ہے۔ اور پھر پیدائش کے بعد وہ اپنی تمام جسمانی قوّتوں سے اُسے دُودھ پلاتی ہے۔ وہ اپنا سب آرام، اور نیندیں اپنے بچّے کی خاطر قربان کرتی ہے۔ وہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اس کے ننّھے کی جان پر ایک لمحے کیلئے بھی کوئی تکلیف نہ آئے۔ وہ بچّے کے ہلکے سے رونے پر بے چین ہو جاتی ہے۔ اُسے اُس کے معمولی سے درد سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچے کے لئے ہر وقت ہمہ تن گوش رہتی ہے، یعنی وہ اُس کی طرف ہر وقت متوجّہ اور خبردار رہتی ہے۔ جب وہ بڑھ رہا ہوتا ہے، تو وہ اُسے بہترین غذا، بہترین لباس اور بہترین تعلیم فراہم کرتی ہے۔ حتّٰی کہ ایک اَن پڑھ ماں بھی اپنی اولاد کو قصداً بد عملیاں نہیں سکھاتی۔ چاہے اُس نے اپنی زندگی کسی بھی طرح گزاری ہو، اُس کے باوجود وہ اپنی اولاد کیلئے بہترین زندگی کی تمنّا کرتی ہے۔ وہ اپنے بچّے کو اپنے منہ کا نوالہ دیتی ہے۔ وہ اپنے بچّے کو بہترین زندگی فراہم کرنے کی خاطر بھوکی اور بے آرام رہنے کیلئے تیار رہتی ہے۔

وہ یہ سب کچھ اپنے بچّوں سے اس کے بدلے کی اُمید رکھے بِنا کرتی ہے۔ یعنی بغیر کسی غرض یا خود غرضانہ مطلب کے۔ وہ اپنے بچّوں سے اس لئے محبّت کرتی ہے کہ وہ ایک ماں ہے، اور ماں سے بڑھ کر کون بچّے سے محبت کر سکتا ہے۔ ایک ماں کی ممتا نہ صرف انسانوں میں ہے، بلکہ حیوانوں میں بھی یہ

Marfat.com

خوبصورت محبت موجود ہے۔ ایک چھوٹی سی چڑیا صُبح سویرے اپنے آشیانے سے نکلتی ہے اور جیسے ہی اُسے چوزوں کے لیئے کوئی نوالہ ملتا ہے، وہ اُسی وقت آشیانے کی طرف اُڑ کر بچّوں کے پاس پہنچتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو سکھاتی ہے کہ پر کسطرح پھڑ پھڑائیں اور کس طرح ہوا میں اُڑا جائے، اور جیسے ہی یہ بچّے اُڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں، وہ انہیں آشیانہ چھوڑنے کی اجازت دیتی ہے، تاکہ وہ اپنی زندگیاں خود گزاریں۔

ایک ماں کی ذمہ داریاں بہت ہیں، اور وہ شب و روز انہیں پورا کرنے کی جدوجہد کرتی رہتی ہے، وہ کئی شخصیتوں پر مشتمل ایک ذات ہے۔ ماں اپنے بچّے کی پہلی اُستاد ہے اور پہلی چیز جو وہ اُسے سکھاتی ہے وہ پیار کرنا ہے۔ اس کی نرم نگاہیں، اُس کا محبت بھرا سہلانا، اور اُس کی پیاری آواز، یہ سب بچّے کو محبّت کے ہالے میں گھیر لیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں بچّہ مطمئن اور پُرسکون ہو کر خوشی میں "غُرغُر" کی آوازیں نکالتا ہے۔ جب بچّہ قدرے بڑا ہوتا ہے تو اُسے بیٹھنا اور رینگنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ اُس کے نرم اور حوصلہ بڑھانے والے الفاظ ہیں جو بچے کو اپنا پہلا قدم اُٹھانے میں مدد دیتے ہیں۔ اپنے بچّے کو زندگی کا پہلا قدم اُٹھاتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی اور فخر کی چمک پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے لیئے تو ایسا ہے کہ جیسے اُس کے بچّے نے پُوری دُنیا فتح کر لی ہو۔

یہ ایک ماں ہی ہوتی ہے جو اپنے بچّے کو بولنا سکھاتی ہے کہ وہ اپنے پہلے الفاظ کس طرح ادا کرے۔ یہ بھی ایک ماں ہے جو اپنے بچّے کو "اللہ" بولنا اور کلمہ پڑھنا سکھاتی ہے، جس کے معنی ہیں کہ یہ دراصل ایک ماں ہی ہے جو بچّے

Marfat.com

کو اُس کے خالق، اُس کے رَبّ کے بارے میں سکھاتی ہے۔ تو کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک ماں کا کام کتنا اہم ہے، اور کتنے اَحسن طریقے سے وہ اُسے انجام دیتی ہے۔ ایک ماں اپنے بچّے کی پہلی اُستاد ہے۔ وہ اُسے ادب اور اخلاق سکھاتی ہے اور وہ اُسے اِس دنیا میں رہنے کا ڈھنگ سکھاتی ہے۔

ایک ماں پاسبان بھی ہے۔ جب ایک بچّہ بے بس ہوتا ہے تو وہ اُس کی نگہداشت اور آرام کیلئے رات دن ایک کرتی ہے۔ حتیٰ کہ ذرا بڑا ہونے پر بھی وہ اُس کے کھانے پینے اور لباس کا خیال رکھتی ہے۔ اگر وہ بیمار پڑ جاتا ہے تو وہ ایک قابل ڈاکٹر اور مہربان نرس کی طرح راتوں کو جاگ کر اُس کی تیمار داری کرتی ہے جب تک کہ وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔ وہ ایک رہنما ہے جو اپنے بچّے کو وہ راہیں بتاتی ہے جن پر چل کر وہ اپنی زندگی کی نعمتیں حاصل کرتا ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ کس طرح وہ تعلیم حاصل کرے، کس طرح اچھّے دوست بنائے اور کامیابی کے لئے اپنا وقت کس طرح صرف کرے۔

یہ ایک ماں ہے جو اپنی جوانی اس چھوٹے سے پودے کی دیکھ بھال میں بِتاتی ہے اور بھرپور کوشش کرتی ہے کہ یہ ایک تناور درخت بن جائے۔ وہ اپنی جوانی اپنی تمام قوّتیں اور پوری دولت اُس بچّے کی بہترین پرورش پر قربان کرتی ہے۔ لیکن جب یہ چھوٹا سا پودا ایک مضبوط درخت بن جاتا ہے تو یہ سوچنا شروع کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ ہی پل کر بڑا ہوا ہے۔ اپنی ماں کی طرف اُس کا رویّہ تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اُس کے بات کرنے کا انداز نرمی سے بدل کر سخت، اُسکی

Marfat.com

آنکھوں میں رحم دلی کی جگہ دوری اور اُس کے دِل میں محبّت کی جگہ سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اَب وہ مضبوط اور طاقتور ہو گیا ہے اور اَب اُسے اپنی ضعیف اور کمزور ماں کی ضرورت نہیں۔ اَب اُسکی دلچسپیاں دنیا کی دوسری خوشبوں کی طرف مڑ جاتی ہیں۔ اَب وہ اپنی شامیں اپنے دوستوں کے ساتھ گزارتا ہے اِس بات کا خیال کئے بغیر کہ کوئی اُس کی منتظر ہے اور ابھی تک بھوکی ہے۔

اور جب اس شخص کا اپنا گھرانہ ہو جاتا ہے تو پھر اُس کے پاس اپنے بوڑھے والدین کے لئے اور بھی کم وقت رہ جاتا ہے۔ اگر ماں نصیحت کے طور پر اُسے کچھ کہتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ اُسے ذلیل کر رہی ہے، وہ اُسے ڈانٹ ڈپٹ رہی ہے' آخر کیا اَب وہ سب سے زیادہ طاقتور اور ذہین نہیں ہے، تو پھر اُسے دوسروں کی نصیحت کی کیا ضرورت ہے اُسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا جب اُس کی آواز سخت اور ہتک آمیز ہوتی ہے تو اُس کی اس اندازِ گفتگو سے اس کی ماں کے دِل پر کیا اثر پڑے گا۔ اُسے ذرا بھی احساس نہیں کہ اس کی ماں کس طرح ہر لمحہ انتظار کرتی ہے' اپنی آنکھوں کی خوشی کے واپس آجانے کے لئے اور پھر اُس کی آغوش میں آنے کیلئے، اُس کی محبّت بھری آغوش میں۔ اُسے اس کا قطعی احساس نہیں کہ اُس کی ماں رات دن اُس کے بارے میں سوچتی رہتی ہے کس طرح اُس کے لئے ہر وقت دُعائیں کرتی رہتی ہے، اور کس طرح وہ اس سے آخری سانس تک پیار کرتی رہتی ہے۔ اس طرح ایک ماں اپنے بچے سے محبّت کرتی ہے۔ ہے کوئی دوسری محبّت جو ایسی خوبصورت اور بے غرض ہو؟

Marfat.com

ایک ماں کی محبّت بالکل اللہ کی محبّت کی طرح ہوتی ہے۔ خالص اور پاک۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے جنّت ماں کے قدموں کے نیچے رکھ دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے بچّوں کے لئے ماں کی دعائیں بغیر کسی رکاوٹ اللہ تک پہنچتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر میں سب سے حسین ترین شخصیت ہیں۔ ایک شاعر نے اپنی ماں کیلئے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

● ماں کی محبّت:؟

- ایک عدیم المثال جذبہ۔
- اکثر عقیدت کا منبع۔
- ایک گہرا پُرسکون سمندر۔
- زرا اُسکی آنکھیں تو دیکھو، کتنی پُرسکون، جیتی جاگتی ہیں۔
- اس کی چمک سے اُس کے بچّے کو نمو ملتی ہے۔
- ان ستاروں سے اُس کی نبض دوڑتی ہے۔
- اُس نے سالہاسال اُسے اپنے گلے سے لگائے رکھا۔
- تاریک اور سنگین خطروں سے دُور۔
- اپنے مہربان آنسوؤں کی چھتری تلے۔
- اس نے اُسے لباسِ حیات پہنایا
- اُسے اُس جلتی آگ سے اُس وقت بچایا جب وہ (آگ) اُسے جلانا چاہتی تھی۔

Marfat.com

÷ ماں کی محبت وہ شے ہے جسے تم ختم نہیں کر سکتے۔

÷ نہ اُسے چھین سکتے ہو، نہ تباہ کر سکتے ہو، نہ اُس پر غالب آسکتے ہو۔

÷ یہ پھول کی خوشبو کی طرح ہے۔"

رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی اُمت کو ماں کے جائز مقام کے بارے میں تعلیم فرمائی ہے، یعنی اُس کے صحیح احترام کے بارے میں۔ ایک آدمی رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا اور عرض کیا: "یا رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میرے لئے بہترین رفاقت کا مستحق کون ہے؟" رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تمہاری ماں"۔ اُس آدمی نے پُوچھا: "اُس کے بعد کون؟" آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تمہاری ماں"۔ اُس آدمی نے پھر پوچھا: "اس کے بعد کون؟" رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تمہاری ماں"۔ اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا: "اُس کے بعد کون؟" حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تمہارا باپ"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی کہ: ایک آدمی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا اور کہنے لگا: "میری تمنا تھی کہ میں جہاد میں شریک ہوتا لیکن میں ایسا نہ کر سکا"۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "کیا آپ کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟" اُس نے کہا: "میری ماں زندہ ہے"۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اللہ نے ہمیں ماں کی خدمت کی ہدایت کی ہے، اگر تم ایسا کرتے ہو، تو تم اُس آدمی کی طرح ہو جس نے حج کیا ہے، عمرہ کیا ہے اور جہاد میں شریک رہا ہے"۔

حضرت جھماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: "میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

Marfat.com

سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! "میری خواہش ہے کہ میں کسی فوجی کاروائی (جہاد) میں حصہ لوں۔ اس لئے آپ ﷺ سے رائے لینے حاضر ہوا ہوں۔" آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میری ماں زندہ ہیں میں نے عرض کیا: "جی ہاں۔" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے ساتھ رہو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔"

ایک اور حدیث میں رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنی ماں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع کیا ہے اپنی ننھی بیٹیوں کے قتل سے، دوسروں سے مانگتے ہوئے نہ دینے سے۔ اُسے آپ کا بلاوجہ بات کرنا، یا زیادہ سوالات کرنا، یا پیسہ ضائع کرنا پسند نہیں۔"

خوبصورت مائیں خوبصورت لوگوں کو جنم دیتی ہیں، اور خوبصورت لوگ اس دنیا کو ایک خوبصورت جگہ بناتے ہیں۔ ایک ولی کی ماں کا دستِ مبارک ہی عام طور سے ولی کی ولایت کی پشت پر ہوتا ہے۔ یہ اس کی دعائیں، اُس کی تربیت اور اس کی محبّت ہوتی ہے جو ولی کو روحانی بلندیوں تک پہنچاتی ہیں۔ ایک دیندار ماں اللہ کی رحمت ہے، بالکل میرے مُرشد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کی طرح جو خود بھی اللہ کی رحمت تھیں، جنکی کریمانہ پرورش، وقف شدہ تربیت، اور اللہ سے غیر مشروط محبّت نے اُن کے تمام بچّوں کو راہِ طریقت پر پہنچایا اور وہ منصبِ ولایت کے امین بن گئے۔

اللہ کی رحمتیں ہمیشہ میرے مرشد کی ماں پر سایہ فگن رہیں۔ اللہ کی رحمتیں

Marfat.com

ہوں اِس دُنیا کی اُن تمام ماؤں پر جنھوں نے اپنے بچّوں کو اللہ کی طرف جانے والا راستہ دکھایا ہے۔

(آمین)

Marfat.com

۷ر اکتوبر ۲۰۱۱ء

(۱۹۱)

تقدیر پر ایمان

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن سب کو نعمتیں اور رحمت عطا کرتا ہے جو اُس کے ہو جاتے ہیں، اور اُن کی زندگیاں اُن کے لئے آسان بنا دیتا ہے۔

دُرود و سلام ہو عاشقِ اوّلین پر، جو اللہ کے بندوں کے حقیقی امین ہیں، جو عشق کی قدر جانتے ہیں، اور جو اپنا سارا وقت اللہ کی محبت پھیلانے میں صرف کرتے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کیلئے اور آپ کے پیاروں کیلئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے محبوبوں سے نسبت اُن کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، اور جو آخری دم تک اس نسبت کا احترام کرتے ہیں۔

جب آپ کو اپنے دُنیاوی مسائل کا سامنا ہو، تو آپ اپنے ربّ سے رجوع ہو کر عرض کرتے ہیں: ''اور کتنا اے میرے ربّ؟'' آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مسائل اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہیں اور آپ کی تعلیم

Marfat.com

کا حصّہ ہیں۔ ایک ایسی تعلیم جو آپ کو مستقبل میں تیار کرنے کے لئے ہے۔ اگر آپ اس بات کو سمجھتے ہیں تو تب ہی آپ میں ان سے مقابلہ کرنیکا زیادہ ارادہ اور قوّت پیدا ہوگی۔ یہ تمام انسانوں کی صدا (فطرت) ہے کہ وہ اُس وقت تک خوش وشاد ہیں جب تک کہ ہر چیز روشن رنگوں اور خوشگوار طریقے سے چل رہی ہو۔ لیکن جونہی کوئی حوصلہ شکن رنگ دکھائی دینا شروع کرتا ہے اور کوئی چیز اُنکی خواہش کے خلاف جاتی ہے، تو اُن پر یاس و مایوس کا احساس چھا جاتا ہے۔ اُن میں جینے کی اُمنگ ختم ہو جاتی ہے اور زبان پر مایوسانہ باتیں آجاتی ہیں۔

کیا انسان نے اپنی تقدیر خود بنائی ہے؟ کیا قلم اُس کے اپنے ہاتھ میں تھا؟ جو مصیبت انسان پر آتی ہے، وہ اُس کے مقدر میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ نوشتۂ تقدیر ہے جو اس دُنیا کی تخلیق سے پہلے لکھا گیا تھا۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے: کب کوئی پتہ اپنی شاخ سے ٹوٹ کر گرنے والا ہوتا ہے، اللہ یہ بھی جانتا ہے۔ جب کوئی چیونٹی اپنی غذا تلاش کرتی ہے، اللہ جانتا ہے کہ اُسے اُس کا رزق کہاں سے ملے گا۔

جب کوئی ننھا بچہ اپنی ماں کی گود میں آرام سے سو رہا ہے، اللہ جانتا ہے کہ یہ بچہ اپنی پوری زندگی میں کتنی سانسیں لے گا۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ بچہ اپنے اعمال میں نیک ہوگا یا بد۔ کچھ بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ جاننے والا ہے اور قلم کا مالک ہے۔ کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

"اگر اللہ نے وہ سب کچھ لکھ دیا ہے جو ایک بندہ کرنے جارہا ہے، تو پھر انسان کو سیدھی راہ پہ چلنے کی کوشش کیوں کرنی چاہیئے؟ کیا یہ اللہ ہی نہیں ہے جس نے کسی کے لئے نیکی اور کسی کے لئے بدی لکھی ہے؟ اگر میں کسی کا پیسہ چرا رہا ہوں، تو کیا یہ میرا مقدر نہیں جو مجھ سے یہ کرا رہا ہے؟ (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر مجھے اس کی سزا کیوں ملے؟"

تقدیر کے بارے میں سوالات ہمیشہ عام لوگوں کو اُلجھن میں ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ ایسے سوالات گمراہ کرتے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ ایسی دلیل بازی سے گریز کیا جائے۔ لیکن تاہم ایک آدمی کا ذہن سوچ سکتا ہے اور کوئی بھی سوال کا جواب نہ ملنے پر شکوک و شبہات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ کچھ بزرگ تقدیر کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ نے رزق پیدا فرما کر تقسیم کر دیا ہے۔ جو رزق مقدّر کر دیا اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ہی اُس کو کوئی بڑھا سکتا ہے، نہ اُس کا نرم، سخت ہو سکتا ہے اور نہ سخت نرم۔ کل کا رزق آج نہیں کھایا جا سکتا ہے۔ زید کی قسمت عمر کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قاتل مقتول کی زندگی منقطع نہیں کرتا بلکہ مقتول اپنی موت مرتا ہے۔ مسلمانوں اور مومنوں کی ہدایت یابی اور کافروں کی ذلالت اور گمراہی اللہ ذوالجلال ہی کی طرف سے ہیں یہ سب اُسی کا فعل اسی کی ضیائی ہے، اس کے ملک میں کوئی شریک نہیں۔"

Marfat.com

کچھ آیتیں ایسی ہیں جو بتاتی ہیں کہ جزاء انسان کے اعمال سے تعلق رکھتی ہے اور کسی شخص کا کسب اُسی سے ثابت ہوتا ہے۔ فرقۂ جاہمیہ والے اسکے خلاف ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ کسب انسانوں کا نہیں ہے۔ ایک انسان کا عمل بالکل ایک دروازے کے کھولنے اور بند کرنے جیسا ہے۔ دروازہ کسی دوسرے کے حکم سے کُھلتا ہے۔ دروازے کی اس میں کوئی مرضی شامل نہیں۔ بالکل اسی طرح جو کچھ بھی کوئی کرتا ہے وہ غیر اختیاری ہوتا ہے۔ اس فرقے کے لوگ منکرینِ حق ہیں اور وہ قرآن اور سُنت کو نہیں مانتے۔

اسی طرح کا ایک فرقہ "قادریہ" نام کا ہے جس کا کہنا ہے کہ: "انسان اپنی تقدیر کے خود خالق ہیں"۔ اِن لوگوں نے خود کو اللہ کا شریک بنایا (العوذ باللہ)۔ وہ اللہ کے لئے عجز پیدا کرتے ہیں حالانکہ اللہ اُن کے کہے سے انتہائی عظیم تر اور بلند تر ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جو کچھ بھی کل ہو گذرا ہے، یا قیامت تک ہوتا رہے گا، وہ سب قضاء و تقدیر سے ہُوا اور ہوگا۔ جو کچھ مستقبل میں ہوگا، وہ لوحِ محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ کوئی شخص بھی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ اگر کوئی قضاءِ الٰہی کے خلاف ہو کر چاہے کہ وہ کسی کو نقصان پہنچائے یا فائدہ پہنچائے، تو وہ ایسا نہیں کر سکتا"۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، ایک حدیثِ قدسی روایت کرتے ہیں کہ:

"اگر اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے تو اُسی کے سوا کوئی دوسرا اس دُکھ کو دور کرنے والا نہیں۔ اگر وہ تم کو بھلائی پہنچانا چاہے، تو اُس کے فضل کو کوئی دُور کرنے والا

Marfat.com

نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔"

حضرت زید بن وہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "آپ میں سے ہر ایک جس کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں ہوئی ہے، وہ ۴۰ دن تک ایک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے، اور پھر وہ اسی کی طرح جما ہوا خون ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ گوشت کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے، اور اس کو چار فرائض سونپے جاتے ہیں: اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے اعمال، اور یہ بھی کہ کیا وہ خوش رہے گا یا شاکی (سعید)۔ اللہ کی قسم، جس کے سوائے کوئی معبود نہیں، تم میں سے کوئی جنتیوں جیسا عمل کرے گا اس وقت تک کہ ان دونوں کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے، اور پھر تقدیر کا لکھا ہوا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں والے اعمال کرے گا اور دوزخ میں داخل ہو جائے گا۔ اور تم میں سے کوئی دوزخیوں جیسے اعمال کریگا، اس وقت تک کہ ان دونوں کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے، اور پھر تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کرے گا اور اس (جنت) میں داخل ہو جائے گا۔" (بخاری و مسلم)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "اس حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ کسی کو بھی صاف یا حتمی طور پر یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں دوزخ میں جائے گا چاہے اس

Marfat.com

نے تمام کام اچھے کئے ہوں یا اُس کے تمام اعمال بُرے ہوں۔ اور یہ کہ کسی کو اپنے اعمال پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس پر تکبّر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ اُس کی تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ اللہ سے اپنی زندگی کا انجام بخیر چاہے اور بُرے انجام کی اللہ سے پناہ مانگے۔"

قرآن میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ: "اور جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جو صاحبِ ایمان ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں، ہم اُن کی نیکیاں ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوتے ہیں" (سورۂ کہف۔ ۳۰ : ۱۸)۔ اس آیت کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ: "ایک مخلص انسان کا عمل قبول ہے، اور اگر وہ قبولیت نہایت کرم والے کے وعدے کے باعث حاصل کی گئی ہے، تو تب ہی وہ آدمی ایک بُرے انجام سے محفوظ ہے۔"

اس کے دو پہلو ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ کہ وہ قبولیت سے مشروط ہے اور ایک نیک انجام کی تقدیر سے۔ اُس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو بھی صاحبِ ایمان ہے، اور اپنے عمل میں مخلص ہے، اس کی زندگی کا انجام بخیر ہی ہوگا۔ اور بُرا انجام تو بس اُس کا ہوگا جس کے اعمال بُرے ہوں گے، یا جو بُرے عمل کو نیک عمل میں شامل کرے گا یا اُسے دکھاوے کے لئے یا اپنی شہرت کے لئے کرے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ: "ایک بار ہم بارگاہِ رسالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت)

Marfat.com

زمین کرید رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک سر اُٹھا کر فرمایا: ''کوئی ایسا نہیں جس کی جگہ دوزخ یا جنّت میں مقرر نہ ہو چکی ہو۔'' یہ سُن کر صحابہ نے عرض کیا: ''کیا ہم متوکّل ہو جائیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمل کرو جس کے لئے اُس کو پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اُس پر آسان کر دیا گیا ہے۔''

سلم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے روایت کی ہے کہ: ایک بار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جو کہتے ہیں کیا یہ پہلے سے طے شدہ ہے یا از سرِ نَو پیدا کی جاتی ہے؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طے شدہ چیز ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے پوچھا: ''تو پھر اُسی پر اعتماد کر کے نہ بیٹھ جائیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم عمل کرو۔ ہر ایک کو اُسی بات کی توفیق دی جاتی ہے جس کے لئے اُس کو پیدا کیا گیا ہے۔ جو اہلِ سعادت میں ہوتا ہے وہ سعادت کے کام کرتا ہے۔ اور جو بد بخت ہے وہ بدبختیوں جیسے کام کرے گا۔''

کشف المحجوب میں حضرت علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جب قادریہ والوں نے زور پکڑا اور اقلیت پرستی زیادہ پھیل گئی، تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، کو رہنمائی کے لئے لکھا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ تقدیر کے پیچیدہ مسئلے پر اپنی رائے دیں، اور اس سوال پر کہ کیا انسان اپنے عمل میں بے اختیار ہے یا نہیں؟'' تب آپ رضی اللہ عنہ، نے جواب دیا کہ: ''آپ کی رائے میں جو لوگ قدر پر ایمان نہیں رکھتے، انسان کے

Marfat.com

اچھے بُرے اعمال پر، تو خدا کی قسم وہ کافر ہیں، اور یہ کہ وہ جو اپنے گناہوں کی ذمہ داری اللہ پر ڈالتے ہیں وہ فسادی ہیں، یعنی قادریہ والے۔ اللہ کی قُدسی قدرت کے مُنکر ہیں، اور جبری لوگ اپنے گناہوں کی ذمہ داری اللہ پر ڈالتے ہیں۔"

اس لئے انسان اس بات میں آزاد ہیں کہ وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اپنے اعمال کا تعین کریں۔ اور اس طرح ہمارا دین آزاد اِرادہ اور مقدّر کا درمیانی راستہ اختیار کرتا ہے۔ "نہ اللہ تعالیٰ کسی کو جبراً نیکی کراتا ہے، اور نہ جبراً گناہ کراتا ہے، اور نہ ہی اُس کی حکومت سے کسی کو چُوں چَراں کی مَجال ہے۔ جن چیزوں میں حق تعالیٰ نے بندوں کو مالک بنایا ہے، اُن کا مالک دراصل وہ خود ہے۔ اور جن چیزوں پر اُس نے بندوں کو قادر بنایا ہے، اُن کا اُصل قادر بھی وہ آپ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کا اِرادہ کرے تو وہ اُس کو منع نہیں کرتا، اور نافرمانی کا قصد کرے تو اُس کو روکتا نہیں۔ ہاں! اگر وہ ازراہِ کرم و احسان انسان کو بُرائی سے روک دے تو روک سکتا ہے، اور اگر وہ اُن کو برائی سے نہ روکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس نے اُس کو برائی پر مجبور کیا اور اُن پر جَبر لازم آتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو نیک و بد کام کرنے کی قوّت عطا فرما کر اپنی حُجّت قائم کر دی کہ نیک و بد کی ذمہ داری انسان پر ہے۔ خدا پر نہیں۔ اور حجتِ اللہ غالب ہے۔" (کشف المحجوب)

اگر آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بصیرت سے پُر الفاظ کے معنیٰ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر انسان میں یہ اہلیت، طاقت اور سمجھ ہے کہ وہ ہر قسم کا کام کرے۔ اگر وہ کوئی اچھا یا بُرا کام کرتا ہے، تو وہ کسی حد تک اپنی صلاحیتوں کا

Marfat.com

استعمال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اُس کام کا " قائل " (موضوع) ہے۔ مگر جب ہم کہتے ہیں کہ تمام قوّتوں کا سرچشمہ اللہ ہے، تو اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ کا ہاتھ اُس کام میں شامل تھا۔ جیسے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"اللہ کا قانون قطعی اور حتمی ہے اور اچھا یا بُرا عمل کرنے کی انسانی قوّت دراصل اللہ کی قوّت ہے، تو ایک طرح سے انسان اپنی مرضی کا مختار ہے اور دوسری طرح سے مجبور۔"

یہی وجہ ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ: "حقیقت دونوں کے درمیان ہے" سے کیا مُراد ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "جب ایک شخص کہتا ہے کہ 'میں اپنی روزی زراعت سے کماتا ہوں'، تو اللہ کہتا ہے کہ 'یہ میں ہوں اُسے رزق دینے والا' حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جس نے تمام کام خود کئے ہیں یعنی وہ زمین پر ہل چلاتا ہے، وہ بیج بوتا ہے اور وہ آبپاشی کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمین میں ہل چلانے کی قوّت اُسے اللہ نے دی ہے، اور بیج کو پیداواری طاقت بھی اللہ نے عطا کی ہے، اور فصل کی نمو کے لئے پانی دینا اللہ کا کام ہے۔ ایک حساب سے لوگ کہہ سکتے ہیں کہ رزق کاشت کار کے ہاتھوں میں ہے، لیکن یہ اللہ ہی ہے جو سب کا پالن ہار ہے۔ اِسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں "انسان جو چاہے کر سکتا ہے، لیکن جو چاہے چاہ نہیں سکتا۔" اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان قدر اور جبر کے درمیان ہے۔

جیسے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بندہ اپنے فعل میں

Marfat.com

اس قدر مختار ہے جس قدر اُس کو حق تعالیٰ کی طرف سے طاقت ملتی ہے۔ اور ہمارا مذہب قدر و جبر کے درمیان ہے۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تقدیر کے بارے میں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "اگر تُو نے اپنے ایمان کو مضبوط کر لیا، اور جو کچھ تقدیر میں لکھا گیا ہے اُس پر راضی رہا، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اُمید نہ رکھی، اور ہر وقت اُس بات کا منتظر رہے کہ تقدیر کیا کچھ پیش کرتی ہے، تو کامیاب رہا۔ دنیا اور آخرت کے بادشاہ وہ ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی اور اُس کے حکم کی بانگ پر سر جھکائیں۔ بے شک تجھے اپنی قسمت ضرور ملے گی۔ تیری روزی کا اللہ خود ذمہ دار ہے۔ تقدیر نے جو کچھ تیرے نصیب میں لکھا ہے، وہ ضرور ملے گا۔ پس اپنے نفس کو حرص کی شقاوت، اور طلب کی ذلت سے بچا۔"

تقدیر پر ایمان، توکل کی طرف پہلا قدم ہے۔ اگر آپ یہ سوچنا شروع کرتے ہیں کہ "اللہ رزق دے گا تو میں اُس کے حصول کے لئے کیوں ہاتھ پَیر چلاؤں"، تو یہ اللہ کے اُس حکم کی نافرمانی ہے کہ اپنی روزی کے لئے جدو جہد کریں۔ لیکن اگر آپ اس بات کے لئے پریشان ہیں کہ کل کس طرح کھائیں گے تو یہ اس بات کا بھول جانا ہے کہ رازق اللہ ہی ہے۔ بالکل اسی طرح آپ سب کو سیدھی راہ کے لئے جدو جہد کرتے رہنا چاہیئے، اور حق کے لئے ہمیشہ کوشش اور باطل کے خلاف سینہ سپر رہنا چاہیئے۔ یہ ہے مومن کا کام۔ آپ مانگیں اور وہ عطا کرتا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اُس کی عطا میں کوئی کمی نہیں۔

اُے اُمتِ محمدی! اگر آپ اپنی زندگی کے مسائل کو اپنے اسبابِ سفر

Marfat.com

کے حصّے کے طور پر اُٹھائینگے ، تو آپ افسردگی محسوس نہیں کرینگے۔ مسائل چاہے کتنے ہی بڑے کیوں نہ دکھائی دیں یہ اللہ ہی ہے جو انہیں دور کر سکتا ہے۔ آپ کو صابر ہونا چاہیئے؛ اللہ پر توکّل کرنا چاہیئے اور سچّے دل سے طلب کرنا چاہیئے۔ یہ مسائل تو جواہرات پر پڑی دُھول کی طرح ہیں، اس کو جھاڑنے کے بعد بے شک یہ جواہرات زیادہ چمکدار اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا توکّل مضبوط ہو اور وہ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

آمین

Marfat.com

ادب کی اہمیت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سُبحانَ ربُّ العزت ہے، جس کا نور تمام سعادت مند دلوں پر محیط ہے اور جو اُس سب کا خالق ہے جو کبھی بھی پیدا کیا گیا ہو۔

دُرود و سلام چمکتی ہوئی آنکھوں اور نرم وگداز دِل پر، اُن پر جو ہر وقت محبت اور عشق کی باتیں کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ ہی اُن کی زبان ہے۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن کے لئے جو اللہ کے احکامات کیمطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

محبت ہی وہ قوّت ہے جو کسی انسان کو مکمل اور دائمی طور سے تبدیل کرسکتی ہے۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے دلوں کو کیوں نظرانداز کرتے ہیں اور باقی سب چیزوں پر بات کرتے ہیں سوائے اُس کے جو دلوں کی حالت کو بہتر کرتا ہے۔

دل کا تعلق براہِ راست رُوح سے ہے۔ اور رُوح اِنسان کا روحانی وجود ہے۔ رُوح ایک نُور ہے جو ہر اِنسان کے اندر موجود ہے۔ یہ وہی نُور

Marfat.com

ہے جو حضرت آدم علیہ السلام میں اُس وقت پھونکا گیا تھا جب انہیں تخلیق کیا گیا تھا۔ یہ وہی نور تھا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھیں پہلی بار کھلی تھیں اور اُن کے دِل نے دھڑکنا شروع کیا تھا، یعنی وہ نُور جس نے اُنہیں زندہ کیا کیونکہ اُس سے پہلے وہ صرف مٹّی کا ایک پُتلا تھا۔

یہ وہی نُور ہے جس کے باعث ابلیس کو آدم علیہ السّلام سے حسد پیدا ہوا، کیونکہ اُس کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام محض مٹّی کا ایک پتلا نہیں تھے۔ یہ اللہ کی پھُونک کے وصول کرنے والے تھے۔ یہ اللہ کے نُور سے معمور تھے۔ اس (نُور) نے حضرت آدم علیہ السّلام کو اشرف المخلوقات بنا دیا، یعنی اِس زمین پر اللہ کا نائب۔

یہیں سے حسد کی ابتدا ہوئی، یعنی ابلیس کا حسد! پھر غرور سر چڑھ کر بولا: پھر اُس کی آنکھوں نے غُصّے میں آکر آگ برسانی شروع کی، اور اس کی زبان بے باک اور بے لحاظ ہوگئی۔ اس طرح معلم الملائک باغی اور نافرمان ہوا۔ وہ جو کبھی زاہد اور عبادت گذار تھا، اور کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی تھی جہاں اُس نے سجدہ نہ کیا ہو، اُس کی نافرمانی نے اُسے عزازیل سے ابلیس ملعون بنا دیا۔

یہ سب کُچھ اِس لئے ہُوا کہ اُس نے اِس نُور سے حسد کیا، وہی نُور جو ہر اِنسان میں موجود ہے۔ ابلیس اُس وقت حاسد ہوگیا تھا اور آج تک اُس کا یہ حسد جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کے دِل میں یہ حسد اُس وقت تک بھی رہے گا جب وہ اپنے مقام، یعنی دوزخ کے آخری کُوہ (گڑھے) میں پہنچے گا۔

Marfat.com

حتیٰ کہ اُس وقت بھی یہ حسد اس کے دل کو جلاتا رہے گا۔

ہم رُوح کی بات کر رہے تھے، وہ نُوری پیکر جو انسان کو دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔ ایک طاقتور رُوح اِنسان کا بہترین اثاثہ ہے جبکہ ایک کمزور رُوح اُس کا بدترین توشہ ہے۔ اس مثال سے اندازہ لگائیے:

ایک مکان ہے جو دو مختلف آدمیوں کی رہنے کی جگہ ہے۔ اُن میں سے ایک نہایت نظم و ضبط کا پابند اور دوسرا بے حد بے پرواہ اور غیر ذمہ دار ہے۔

پہلے شخص کا دوسرے سے مختلف ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ غور و فکر کرتا ہے۔ وہ غور و فکر کرتا ہے اور اپنی آنکھیں کُھلی رکھتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا تو وہ اُس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ جوابات جاننے کی کھوج میں رہتا ہے۔ وہ علم کا طالب رہتا ہے۔ وہ اُسی مکان کے ایک حصّے میں رہتا ہے جو اُس کیلئے مخصوص شدہ ہے۔ اس رہائش کے بارے میں دو چیزیں اُس کے دماغ میں آتی ہیں: ایک تو یہ کہ یہ جگہ اُس کی مستقل قیام گاہ نہیں ہے، دوسری یہ کہ جب وہ اپنے دوسرے ٹھکانے کو جائے گا تو اُس جگہ کا تعین اِس بات پر ہوگا کہ اُس نے اُس جگہ کو کس طرح رکھا تھا جس میں وہ ابھی رہتا ہے۔

پہلا شخص اپنے گھر کو ٹھیک ٹھاک رکھنے میں بہت حساس اور محتاط ہے۔ ہر روز وہ اُسے پانچ بار پانی اور دیگر چیزوں سے صاف کرتا ہے۔ ہر روز وہ اُسے دھوتا ہے اور صاف کرتا ہے لیکن پھر بھی اُس میں دُنیا کی دھول مٹی آتی رہتی ہے۔

Marfat.com

تو جب کبھی بھی وہ اپنے سامان پر گرد و غبار دیکھتا ہے، وہ فوراً ہی اُسے بڑی محنت سے صاف کرتا ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے، اُسے خوبصورت بھی بنانا چاہتا ہے۔ وہ اُس مکان اور اُس کے اِرد گرد کو خوبصورت اشیاء سے سجاتا ہے جس سے اُس کی آنکھوں کو راحت اور دِل کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

یہ شخص ایک نہایت اہم حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے، (یعنی) وہ اُن چور اور ڈاکوؤں سے آگاہ ہے، جو ہر وقت دوسروں کے مال کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ تمام کھڑکی دروازوں کو مضبوطی سے بند رکھتا ہے اور ہر وقت اِن شر پسندوں کی حرکت سے چوکنا رہتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ بدکار کسی بھی بہروپ میں اندر آ سکتے ہیں اور اُسے انہیں اپنے گھر میں گھسنے سے روکنا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو اُس کا تمام قیمتی اثاثہ لُٹ سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اُن بدکاروں کو اپنے گھر میں داخل ہونے میں روکنے سے ناکام رہا تو اُس کا اپنا گھر بھی اُس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور اگر وہ بدکار ایک بار گھس آئیں تو پھر اُن کو باہر نکالنا بہت مشکل ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شر پسند اپنی چالوں سے اسکو برگشتہ (لاپرواہ) کر لیں۔ وہ اُسے بے کار مشغلوں میں پھنسا سکتے ہیں۔ اور اگر یہ سب کچھ ہو گیا، تو وہ خاموشی سے اُس کے گھر کا کنٹرول سنبھال لیں گے۔

یہی سبب ہے کہ یہ شخص ہر وقت چوکنا رہتا ہے، اپنے اعمال میں ہمیشہ محتاط، اپنی زبان کے بارے میں ہمیشہ ہوشیار اور اس میں بھی بہت محتاط کہ وہ

Marfat.com

دوسروں پر کتنا بھروسہ کرسکتا ہے۔ یہ اس کی مستقل نگرانی ہے کہ اُس کا گھر محفوظ ہے، یہ اس کی مسلسل محنت ہے جس نے اس کے گھر کو دلکش بنا دیا ہے۔

لیکن جب ہم دوسرے شخص کے گھر کو دیکھتے ہیں تو پتا لگتا ہے کہ اس کی لاپرواہی نے اُسے کتنا نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا مکان بے توجہی کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ صفائی ستھرائی کہیں نہیں، زمانے کی ہواؤں نے اُسے غلیظ اور گندہ کر دیا ہے۔ وہ شکستہ ہے اور برائیوں نے اِس پر ڈیرے جما لئے ہیں۔ اس میں کوئی نظم وضبط نہیں، صحیح وغلط میں کوئی فرق نہیں۔

اسکے حصّے کی کھڑکیاں ہر وقت کھلی ہوئی اور دروازے بھی کھلے رہتے ہیں اور شرپسند بِلا روک ٹوک اندر داخل ہو جاتے ہیں اور اس گھر کو اور زیادہ وحشت ناک بنا دیتے ہیں۔ یہ اس شخص کی بے پرواہی ہے جو اُسے پرواہ نہیں کرنے دیتی۔ وہ اپنے ہی مشاغل میں اتنا مصروف ہے کہ وہ اُس نقصان سے بے خبر ہے جو اُسے پہنچ چکا ہے۔

اس مثال سے ایک مومن رُوح اور ایک باغی روح میں فرق واضح ہوتا ہے۔ رُوحِ مومن اُس پہلے شخص کی ہے جو ہر وقت چوکنا، ہوشیار اور اپنے گھر کو زیادہ سے زیادہ خوبصورت بنانے کی آرزو مند ہے، جبکہ باغی دُنیادار رُوح اس دوسرے شخص کی ہے جس کی لاپرواہی نے نہ صرف اُسے برباد کر دیا بلکہ اُسے اُس کے قیمتی اثاثے اور تحفظ سے بھی محروم کر دیا ہے۔

ایک مومن کی رُوح اُس کے باطن کو ہر وقت صاف ترین حالت

Marfat.com

یں رکھتی ہے۔ جیسے ہی کوئی آلودگی دِل میں داخل ہوتی ہے، اُسے فوراً ہی صاف کردیا جاتا ہے جبکہ ایک لاپرواہ شخص کا باطن ہر وقت ہر قسم کے گناہوں میں مُبتلا رہتا ہے۔ اُس کی رُوح اِس قدر کمزور اور سُست ہے کہ وہ شیطان کے وسوسوں اور حملوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ افسوس ہو ایسی بدنصیب رُوح پر اور کیسا نقصان ہے یہ ایک انسان کے لئے!

یہ مثال آپ کو واضح طور سے بتاتی ہے کہ انسان کے مستقبل کی فلاح کے لئے ایک صحت مند اور ہوشمند رُوح کی کتنی اہمیت ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سوچیں کہ ایک آدمی دو چیزوں سے بنا ہے۔ ایک رُوح اور دوسرا ڈھانچہ۔ رُوح سَوار ہے اور ڈھانچہ سَواری۔ بالکل اسی طرح ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ ایک انسان کے لئے یا تو سعادت ہوسکتی ہے یا پھر شقاوت۔

سعادت وہ صحت ہے جو صحیح غذا اور صحیح دوا کھانے سے حاصل ہوتی ہے جبکہ شقاوت جسم کی وہ بیماری ہے جو ہوسکتا ہے بہت زیادہ کھانے اور صحیح دوا نہ لینے سے ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح رُوح کی سعادت معارف عبادت سے حاصل ہوسکتی ہے جبکہ شقاوت زہر ہے، جہل اور معصیت کا گناہ

ایک انسان میں دو قسم کی رُوحیں ہوتی ہیں: ایک رُوح حیوانات کی جنس سے ہے جسے رُوحِ حیوانی کہتے ہیں۔ دوسری قسم رُوحِ انسانی ہے۔ رُوحِ حیوانی کا سرچشمہ دِل ہے، یعنی گوشت کا وہ ٹکڑا جو سینے میں بائیں طرف لٹکا ہوا ہے جب یہ دھڑکتا ہے تو تمام حواسوں کو زندگی بخشتا ہے۔ پھر آنکھیں دیکھ سکتی ہیں،

Marfat.com

کان سُن سکتے ہیں، وغیرہ۔ یہ بالکل ایک چراغ کی طرح ہے، یعنی جہاں چراغ کی روشنی پہنچتی ہے، وہاں روشنی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی نس یا شریان میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ جسم کا کوئی حصہ مفلوج ہو جائے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ رُوحِ حیوانی چراغ کی لَو ہے، دِل بتّی ہے اور غذا، تیل ہے۔

بالکل اسی طرح رُوحِ انسانی، رُوحِ حیوانی سے مختلف ہے۔ یہ لطیف اور صاف ہے اور انسانی بدن کی طرح نہیں ہے۔ اس میں معرفتِ الٰہی ہے۔ اس روحِ انسانی کی نسبت اس دُنیا سے نہیں ہے۔ اس کی نسبت عالمِ علوی سے ہے اور یہ فرشتوں کی اصل ہے۔ یہ اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح آتی ہے اور یہ اپنی مرضی سے نہیں آتی۔ جیسے کہ آیتِ ربّی میں ہے :

"ہم نے کہا تم اُتر جاؤ یہاں سے، اگر تم کو مجھ سے کوئی ہدایت پہنچتی، تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو اُن پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (۳۸ : ۲)۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ص آیت نمبر ۷۱، ۷۲ میں فرمایا ہے :

"بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں، بشر کو مٹی سے، پھر جب تیار کیا میں نے اُسے اور پھونکی اس میں روح سے۔"

اس آیت میں دونوں رُوحوں کی طرف اشارہ ہے : ایک کا تذکرہ مٹی سے کیا، اور دوسری کا تذکرہ یہ کہہ کر کیا ہے کہ اس رُوح کی نسبت اللہ سے ہے اور یہ اُس کی طرف سے ہے۔ اس کی صحت علم اور اخلاق و ریاضت سے برقرار ہوتی ہے جو شریعت سے ملتی ہیں۔

Marfat.com

جو شخص حقیقتِ رُوح کو نہیں سمجھتا، وہ کبھی بھی آخرت کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو یہ وجہ ہے کہ وہ لوگ جو غیب کی دنیا پر زیادہ توجہ نہیں دیتے اور صرف اس کو ماننا چاہتے ہیں جن کے بارے میں ان کے پانچوں حواس بتاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ہر شے کو صرف ایک حد تک دیکھ سکتے ہیں، اور کبھی بھی پوری حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ دراصل ہر انسان عالمِ غیب کو جاننے میں بڑی دلچسپی رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رُوحِ انسانی اس کے بارے میں جانتی ہے۔ اسے اُس عالم کا تجربہ ہے۔

جب انسان سوتا ہے تو اس کی رُوح اُس کے جسم سے باہر چلی جاتی ہے اور عرشِ عظیم تک پہنچتی ہے۔ وہ رُوح جسے اُس مقام کی سعادت حاصل نہیں ہے، وہ پھر بھی اُس عالمِ غیب کے آس پاس گھومتی پھرتی ہے، اور اس کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے۔ لیکن جب وہ زمین پر لوٹ آتی ہے تو شیطان اس رُوح کے پاس جاتا ہے، اُسے گمراہ کرتا ہے اور اپنے وسوسوں سے اُسے اُلجھا دیتا ہے۔ اس طرح ایسی روحیں حقیقت کو نہیں ڈھونڈتی اور اس زمین پر بھی وہ گمراہی اور کفر کی حالت میں رہتی ہیں۔

یہ وجہ ہے کہ آپ کو رُوحانیت کی باتیں باطل مذہبوں میں بھی سُنائی دیتی ہیں۔ اُن کی حقیقت جھوٹ سے آمیزہ ہے اور اُن کے عقائد خود ساختہ کہانیوں کی بنیاد پر ہیں جو ابلیس نے تراشی ہیں۔ یہ انسانوں کے لئے ایک بڑی کرب ناک حالت ہے، کیونکہ وہ خود کو اس دُنیا کے حسن اور شان و شوکت سے

Marfat.com

محروم رکھتے ہیں اور فقط ان کی حماقت کے سبب وہ یہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

ایک اہم سوال اُٹھتا ہے کہ انسان آخر اس طرح بے فکری اور لاپرواہی سے کیوں عمل کرتے ہیں؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے اپنے رشتے داروں، اپنے دوستوں یا اپنے پیاروں کو اپنے ہاتھوں سے اندھیرے گڑھوں، یعنی قبروں میں اُتارا ہے؟ تو پھر کیوں وہ یہ باور نہیں کرتے کہ اُن کا انجام بھی ایسا ہی ہو گا؟ کاش انسان اپنی پریشان رُوح کی آواز سن سکتے، کاش وہ مدد کے لئے اس رُوح کی پُکار سُن سکتے!

مدد کے لئے دی جانے والی پُکار وہ احساسِ جرم ہے جو اس میں پہلی بار گناہ کرنے پر ہوتی ہے۔ جب وہ اس جرم کی چُبھن کی طرف توجہ نہیں دیتا تو پھر اس جرم کو دوبارہ کرنے میں بے باک ہو جاتا ہے۔ ہر بار جب وہ گناہ کرتا ہے تو اُس کی رُوح کراہ اُٹھتی ہے، احساسِ جرم اُس کے دل میں اُتر آتا ہے۔ لیکن اگر اُس کی یہ بے حسی اسی طرح جاری رہتی ہے تو اس کی رُوح سے آنے والی فریادیں گم ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور رُوح کی قوت رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے۔ رُوح فریاد کرنا چھوڑ دیتی ہے اور اس طرح اُس شخص کو گناہ کی دنیا میں اکیلے چھوڑ دیتی ہے۔

اپنی روح کی آواز سننے کے لئے اپنے کان کُھلے رکھیں، وہ ایک انتہائی حساس شے ہے، ہر وقت اللہ کی محبت کی پیاسی، ہر وقت جذب و عشق کے ذکر کی منتظر۔ اُسے اُس کی غذا سے محروم نہ رکھیں۔ یہ دوسروں کے جذبات کے بارے میں بھی بہت حساس ہے، اپنی آنکھوں اور دلوں کو اس کی طرف بند نہ رکھیں۔

Marfat.com

اللہ نے یہ آپ کو اپنا حدیہ عطا کیا ہے اور آپ اس کے امین ہیں ۔اگر آپ اس کی دیکھ بھال پیار۔ و ۔محبت سے کریں گے اور اس کی پرورش اسی طرح کریں گے جس طرح اللہ نے چاہا ہے، تو یہ اگلے جہان کے لئے آپکا بہترین اثاثہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ نے اِس قیمتی زیور کو نظرانداز کیا تو نہ صرف دُنیا کا گرد و غُبار اس کی چمک کو ماند کر دے گا، بلکہ یہ اتنا کمزور اور نازک ہو جائے گا کہ شیطان اُسے سواری کے لئے استعمال کر کے اُسے اپنے ساتھ دوزخ کی اتاہ گہرائی میں لے جائے گا۔

ہر وقت اللہ سے اس کی پناہ طلب کریں، اور اگر آپ نے یہ خلوص و محبت بھرے دل سے کیا، تو وہ یقیناً آپ کی جانب نگاہِ کرم کرے گا۔

آمین۔

Marfat.com

اَدب

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو ارض و سماء کا مالک ہے، جو عرشِ اُولیٰ کا مالک ہے، جو مالک ہے اُن تمام چیزوں کا جو وُجود میں لائی گئی تھیں، جو موجود ہیں، یا جو وجود میں آئیں گی۔ جو اس زمین کے آخری دن کا مالک ہے۔

دُرود و سلام محبوبِ ربّانی پر۔ اس نرم و نازک دِل پر، جو قُربِ الٰہی کے باعث ہر وقت نشاط و حال کی کیفیت میں رہتا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو باادب دل اور باادب اخلاق پر، اُن سب پر جو اَدب کی اہمیت کو جانتے ہیں۔

بدقسمتی سے یہ اَدب صرف کبھی کبھار کچھ ہی لوگوں کے سامنے دکھائی دیتا ہے، لیکن لوگ زیادہ تر اَدب، لحاظ یا اخلاقیات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کے پاس مختلف لوگوں کو دکھانے کیلئے مختلف چہرے ہوتے ہیں۔ لفظِ "اَدب" اتنا اہم ہے کہ اگر ہم اس کے بارے

Marfat.com

یں بات کرنا شروع کریں تو بات اتنی طویل ہو جائے گی کہ آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا اور صورِ اسرافیل کا وقت آپکے سر پہ آپہنچے گا، حالانکہ اس گفتگو کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی ختم نہ ہوا ہو گا۔ یہ ہے ادب کی اہمیت !

تو آیئے آج اس پر بہت ہی مختصر سی گفتگو کریں تاکہ جو کچھ ہم کہنے جا رہے ہیں اُسے آپ جذب کر کے اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ اس خطاب کا ادب یہ ہو گا کہ اس میں جو کچھ کہا جائے گا اِس پر عمل ہو۔

"ادب" کے معنی ہیں عزت، یعنی دوسروں کا فرداً فرداً احترام کرنا، جن کے اپنے حقوق ہیں اور آپ کی طرف فرائض ہیں۔ اللہ کی نظروں میں سب انسان برابر ہیں۔ یہ صرف ایک شخص کا تقویٰ اور اس کی پرہیزگاری ہے جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے اور اُسے بارگاہِ الٰہی میں مقبول کرتی ہے۔ تو اگر آپ کسی شخص کی درجہ بندی، اس کے رنگ، عقیدے، اُس کی دولت یا شہرت؛ یا اُس کی دنیاوی حیثیت کی بنیاد پر کرتے ہیں، تو پھر آپ اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ آپ، لوگوں کی درجہ بندی ایسی چیزوں کے باعث کر رہے ہیں جن میں اُن کا کوئی عمل دخل یا کوشش نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مال دار گھرانے میں پیدا ہوا ہے، یا اُس کا چہرہ خوبصورت ہو، یا اُس کے تعلقات امیر اور طاقتور لوگوں سے ہوں، اور ان تمام خوبیوں کی وجہ سے اُس کا احترام کیا جاتا ہے، تو پھر یہ عزت تو بس وقتی احترام ہے۔ اب اگر یہ شخص اپنی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، یا بڑھاپے کی وجہ سے اُس کے چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں،

Marfat.com

تو کیا آپ پھر بھی اُس کی عزّت کریں گے؟ احترام تو صرف نیک اعمال نیکدِلی تقویٰ، اور اللہ سے محبت کے باعث ملنا چاہیئے۔

ہر شخص کے آپ پر حقوق و فرائض ہیں۔ جو لوگ دین کی راہ پر نہیں چلتے یا اپنے طور طریقوں میں بے پرواہ ہیں، انہیں محروم نہیں رکھنا چاہیئے۔ انہیں نہ صرف سچ اور جھوٹ کے بارے میں بتا دیا جائے بلکہ آپ کو اُسے اپنی دُعاؤں میں مسلسل یاد رکھنا چاہیئے۔ کیا معلوم کہ اللہ ان دُعاؤں کو قبول کرے اور اُس کا دل نیکی کی طرف موڑ دے۔ یہ ہے احترام ایسے لوگوں کے لئے، یعنی آپ اللہ سے اُن کی بخشش کی دُعا مانگیں اور یہ کہ اُن کے دل تبدیل ہو جائیں۔ آپ کو جب بھی کوئی سچا باادب شخص نظر آئے، تو آپ دیکھیں گے کہ اچھے اخلاق اُس کی زندگی کا ایک اہم حصّہ ہیں۔ سب سے اہم بات جو آپ اُس میں پائیں گے وہ ہے ظاہر و باطن پر اُس کا کنٹرول۔ اُس کے ظاہر کے ہر پہلو سے محبّت اور احترام جھلکتا ہے۔

ایک اِنسان کی آنکھیں اس کے دل کی کھڑکیاں ہیں۔ وہ چاہے کتنی ہی کوشش کرے کہ اُس کے دل کی بات ظاہر نہ ہو، لیکن اُس کی آنکھیں کسی نہ کسی طرح حقیقت بتا دیتی ہیں۔ اللہ نے ایک مرشدِ کامل کو بھی یہ صلاحیت بخشی ہے کہ وہ آنکھوں میں جھانک کر کسی کے دِل کی گہرائی کو دیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مُرید کتنا بھی راز چُھپانا چاہے، پھر بھی مرشد اس کے باطن کا حال جان سکتا ہے۔ اس لئے ایک مُرید کا ظاہر اور باطن ہمیشہ ایک جیسا ہی

Marfat.com

ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی اُلجھن یا تضادات ہیں تو اُسے چاہیئے کہ اُن میں اُلجھے رہنے سے بہتر، انہیں دُور کرنے کی کوشش کرے، ورنہ وہ اُس کی رُوحانی ترّقی کو دھیما کر دیتی ہیں۔

ایک باادب شخص اپنے مُرشد کے آگے اپنی نگاہیں نیچی رکھتا ہے اور جب کبھی اُسے نظریں اُٹھانی پڑ جائیں تو آنکھوں میں محبّت اور احترام جھلکنے چاہئیں۔ بالکل اسی طرح اُس کی نشست بھی باادب ہونی چاہیئے۔ اس کے پَیر بھی دوسروں کے آگے دراز نہیں ہونے چاہئیں اور نہ ہی وہ بڑوں کے آگے نیم دراز ہو کر بیٹھے۔ مُرشد کے آگے یا تو دوزانوں ہو کر بیٹھے، یا اگر فرش پر اُس طرح بیٹھنا اُس کے لئے نہ ممکن ہو، تو تب بھی مُرشد کے آگے انتہائی عاجزی سے بیٹھے۔ اس کی آنکھیں بھی اِدھر، اُدھر نہ بھٹکنی چاہیئے، اُس کے برعکس اُن میں بھی عجز واحترام ہو۔

آخر کار یہ مُرشد کا "نُور" ہے جسے آپ پا رہے ہیں۔ وہ نورُاللہ کا ایک فضل ہے؛ اگر آپ مرشد کا احترام کریں گے، تو حقیقت میں یہ بارگاہِ اِلٰہی کا نُور ہے جس کا آپ احترام کر رہے ہوتے ہیں۔ صرف باادب لوگ ہی اُس نُور کے پانے والے ہوتے ہیں۔ کوئی بے اَدب، مُرشد کی خدمت میں چاہے حاضر بھی ہو لیکن وہ خالی ہاتھ رہے گا چاہے وہ کتنی ہی دیر تک وہاں کھڑا رہے۔ جو اَدب آپ مُرشد کے حضور سیکھتے ہیں، وہ دنیا میں ہر جگہ جھلکنا چاہیئے۔ جب کوئی بات کر رہا ہو، کبھی اُس میں مُداخلت نہ کریں اور توجّہ

Marfat.com

سے اس کی بات سُنیں۔ یہ آپ کے کانوں سے جھلکنے والا احترام ہے۔ ہمیشہ صاف ستھری گفتگو کریں، باادب الفاظ کے ساتھ، نرم اور محبت بھرے انداز میں، جب کبھی بھی کسی سے بات کرنی ہو۔ یہ آپ کی زبان کا ادب ہے۔ دوسروں سے کوئی بھی معاملہ کرتے وقت آپ کا رویّہ نرم اور کریمانہ ہونا چاہیئے۔ یہ آپ کے دل کا ادب ہے۔ آپ کے بڑوں کے آگے احترام ہونا چاہیئے، اور آپ کے چھوٹوں کے آگے احترام ہونا چاہیئے۔ پھر آپ کے احباب کے آگے احترام ہونا چاہیئے اور اسی طرح آپ کے دشمنوں کے آگے بھی احترام ہونا چاہیئے۔ (لیکن) کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ جیسا کرتے ہیں ویسا ہی پاتے ہیں۔

اگر آپ اپنے دشمن کی بے عزتی کرتے ہیں، تو وہ بھی آپ کو بے عزت کرے گا۔ لیکن اگر آپ اُسے احترام دیں گے، تو ہوسکتا ہے کہ وہ آپکے کریمانہ رویّے کو دیکھ کر آپ کے بارے میں بُرا سوچنا چھوڑ دے اور اس طرح دشمنی کا خاتمہ ہو جائے۔ اگر ایسا نہ بھی ہوا تو تب بھی آپ کے ضمیر پر اُوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا، یا بُری زبان بولنا' یا منفی تاثر دینے کا بوجھ نہیں پڑے گا۔

یہ دراصل ایک کامیاب صورت حال ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے اچھے اِخلاق سے ایک منفی دل تبدیل ہو جائے، اور اگر ایسا نہ بھی ہو، تو تب بھی کم از کم آپ کے دشمن کی طرف آپ کی جانب سے کسی منفی جذبے کا ثبوت نہیں جائے گا، جس کے معنی یہ ہیں کہ معاملہ خراب تر تو نہ ہو گا۔ آپ کے دل میں موجود احترام کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ آپ کو اپنے خیالات پر

Marfat.com

قابو رکھنا چاہیئے۔ یہ آپ کو گمراہ نہ کر بیٹھیں۔ اور یہی مقام ہے جہاں لوگ لغزش کھاتے ہیں۔ اُن کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

ایک مخصوص صورتِ حال کی مثال لیتے ہیں : آپ کے سسرالیوں کو دعوت دی گئی ہے اور آپ اُن کے آگے نہایت احترام سے پیش آتے ہیں، لیکن یہ صرف آپ کا ظاہری دکھاوا ہے، آپ کا باطن اس سے قطعی مختلف ہے۔ آپ کو آپ کے اِن رشتہ داروں کی کوئی پرواہ نہیں۔ اب آپ کی اُن سے ملاقات کے دوران، باتوں باتوں میں، وہ کسی بُری نیت کے بغیر کوئی ایسی ویسی بات کہہ دیتے ہیں، تو آپ کو فوری طور پر غصہ آئے گا لیکن اگرچہ اُس وقت آپ یہ تأثر دیتے ہیں کہ کوئی بات نہیں مگر آپ کے خیالات آپ کو اُس بات پر مسلسل پریشان کرتے رہیں گے، اور رفتہ رفتہ آپ کے دل میں ایک گراہ سی پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔

یہ ناخوشگوار صورتِ حال اُس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب آپکا ظاہری احترام آپ کے باطنی احترام کے مطابق نہیں اور آپ کے خیالات آپ کے قابو میں نہیں۔ جب آپ کسی شخص کا احترام کرتے ہیں، تو دراصل آپ اپنے دل میں اُس کی قدر کرتے ہیں۔ آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کا اظہار آپ کے احترام سے ہوتا ہے۔ اگر آپ کے اور اس شخص کے درمیان کسی وجہ سے کوئی ایسی صورتحال پیدا ہو جو بے چینی کا باعث ہو، تو تب بھی آپ کا درگزر اور صبر اُس کو سنبھال سکتا ہے۔ لیکن یہ تو صرف تب ہی ہو سکتا ہے جب آپ اپنی زندگی میں

Marfat.com

اَدب کی اہمیت جان پائیں گے۔

ایک آدمی کے خیالات اس کی اپنی ملکیت ہیں، اس کے اپنے ذاتی اثاثے ہیں، جن کو اگر کسی پر ظاہر نہیں کرتا تو وہ اس کے دل کے رازبن سکتے ہیں۔ آپ کے خیالات کا احترام یہ ہے کہ آپ کے خیالات ہمیشہ پاک اور مضبوط ہوں۔ اُن کا توکّل فقط اللہ پر ہونا چاہیئے۔ اُن میں حسد، طمع، تکبّر اور بدنیتی جیسی بیماریاں موجود نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر آپ دوسروں کے لئے اچھا سوچتے ہیں، تو تب ہی دوسرے آپ کے لئے اچھّا سوچیں گے۔ لیکن اگر آپ کے خیالات دوسروں کے لئے سخت نفرت، حسد اور غصّے سے بھرے ہیں، تو ہو سکتا ہے کہ نادانستگی میں آپ کے چہرے کا تأثر بدل جائے، اور آپ کی کسی ادا، یا آپ کے کسی لفظ سے بھی آپ کے دِل کی اندرونی کیفیت ظاہر ہو جاتے۔

تو اگر چہ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے خیالات نہایت ہی پوشیدہ ہیں اور آپ کو کُھلی آزادی ہے کہ آپ جو کچُھ سوچنا چاہتے ہیں سوچ سکتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ آزادی ہمیشہ میسّر نہیں رہتی، آپ کے اردگرد موجود لوگ کبھی نہ کبھی آپ کے ظاہر اور باطن کو جان جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پاک اور مہربانہ خیالات آپ کے چہرے پر پاکی اور مہربانی ظاہر کریں گے۔ یہ ایک خوبی ہے جو کسی شخص کے چہرے پر اتنی خوبصورتی لاتی ہے کہ کوئی بھی زیور، مُشک یا خوشبو اُسے اِس حد تک حسین نہیں بنا سکتیں۔

ہم وسیع تر معنوں میں اَدب کو تین خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ سب سے

Marfat.com

اوّلین اَدب، اللہ کا اَدب ہے، یعنی یہ جاننا کہ آپ کبھی بھی اکیلے نہیں ہیں اور یہ کہ آپ ہر وقت اللہ کے دربار میں ہیں۔ وہ ہمیشہ موجود ہے، اور وہ آپ کو دیکھ اور سُن سکتا ہے، وہ آپ کے ظاہر اور باطن سے آگاہ ہے۔ وہ آپ کے اُن خیالات کو بھی جانتا ہے جنہیں آپ نے ابھی سوچا بھی نہیں۔ وہ آپ کے دِل کی گہرائیوں میں چھُپے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ آپ کو اپنے اللہ کا ادب کس طرح کرنا چاہیئے؟ سب سے پہلے آپ کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کبھی اکیلے نہیں ہیں، پھر یہ سوچیں کہ اگر آپ کوئی گناہ کر رہے ہیں، تو پھر آپ اپنے اس اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے جو آپ کو رزق دیتا ہے، تحفّظ دیتا ہے اور آپ کا خیال رکھتا ہے۔ جس نے آپ کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں، جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے، جن میں سے کوئی بھی آپ نے اپنی کوشش سے حاصل نہیں کی ہیں۔ اِس کے باوجود آپ کا اس کے لئے شکر، لاپرواہی اور بغاوت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اللہ کا اَدب گناہوں سے دُور رہنا ہے اور ایسی زندگی گزارنا جس کا ایک ہی مقصد، ایک ہی خواہش ہو، یعنی اللہ کی رضا حاصل کرنا، اس کا عاجز بندہ بننا۔ یہ ہے آپ کا اَدب آپ کے خالق کے لئے۔

دوسرے قسم کا اَدب، آپ کا اپنا اَدب ہے۔ وہ یہ کہ اپنے دِل پر کڑی نظر رکھیں، اُس کو دل کی خطرناک بیماریوں سے بچائے رکھیں۔ اور اگر آپ کبھی بھی کوئی بیماری اُبھرتی ہوئی پائیں تو اُس کے خاتمے کے لئے فوری اقدام کریں۔ اس کا یہ سبب بھی ہے کہ اللہ نے آپ کو آپ کے مُرشد کے پاک اور مقدّس

Marfat.com

وجود سے نوازا ہے، جو دِلوں کے معاملات کو باخوبی جانتے ہیں۔ یہ مرشدین اپنی زندگیوں میں کئی آزمائشوں اور امتحانات سے گزرتے ہیں جو عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ اُن کی تربیت نہایت قابل اُستادوں کے ہاتھوں ہوتی ہے جن کی نگرانی آپ کے رسولِ پاک ﷺ خود فرماتے ہیں۔ انہیں محبت کی زبان سیکھائی جاتی ہے، اور انہیں دِل کے معاملات پر خاص اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی لئے پرزور مشورہ ہے کہ جیسے ہی آپ کو دِل کی کسی بیماری کا احساس ہو، اُسی وقت اپنے طبیب کے پاس پہنچیں، جو ان مسائل کو حل کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ یہ ہے ادب جو آپ خود کو دے سکتے ہیں، یعنی اپنے دل و دِماغ اور رُوح کو صحت مند رکھنا۔

تیسرے قسم کا اَدب، اللہ کی تمام مخلوقات کا اَدب ہے، چاہے وہ انسان ہوں جن سے آپ کا تعلق ہو یا نہ ہو، چاہے یہ مخلوق جانور ہوں، یا پہاڑ ہوں، درخت ہوں اور فطرت میں موجود دوسری سب چیزیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔ اگر آپ اُن میں سے کسی کو بھی تباہ کرتے ہیں، تو سمجھئے کہ آپ دَر حقیقت اللہ کی تخلیقات کی بے اَدبی کر رہے ہیں، اور اللہ دوسروں کی بے ادبی کو پسند نہیں فرماتا۔

اَدب، عشق سے پہلے آتا ہے۔ اگر اَدب نہیں ہے تو پھر عشق کیسے ہو سکتا ہے؟ اَدب رُوحانیت کی جانب پہلا قدم ہے۔ اَدب کے معنی تسلیم ہیں۔ اَدب کے معنی اپنے آپ کی نفی کرنا اور فقط دوسروں کا خیال رکھنا۔ اَدب کے معنی دینا

Marfat.com

ہے، یعنی بغیر کسی شرط کے دینا۔ تو یہ اَدب ہی ہے جو لوٹاتا ہے، اور اتنا لوٹاتا ہے جس کی آپ کو توقع بھی نہ ہو، آپ کی حدِ امکان سے بھی زیادہ۔

یہ اللہ کی محبت کو لوٹاتا ہے کیونکہ اللہ اَدب سے محبّت کرتا ہے۔ اور بے شک اُس کے محبوبین ہمیشہ با ادب ہیں۔ اللہ خود اپنے آپ کا تحفہ اُنکو دیتا ہے جو لفظ "اَدب" کا اَدب اپنے دل کی گہرائیوں سے کرتے ہیں۔ اور بیشک طلب کے لئے اُس سے بہتر اور کون سی چیز ہے؟ مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فرض کیجئے کہ آپ تمام عناصر اور اُن کی مصنوعات کے معنی کو جانتے ہیں، تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ خود اپنی ذات کی حقیقی تصویر جاننئے یہ ہی ضروری ہے۔ پھر جب آپ کو اپنی تفسیر معلوم ہو، تو اُس سے بھاگئے تاکہ آپ اس ذات تک پہنچ سکیں جس کی تفسیر نہیں ہو سکتی اے خاک کو چھاننے والے۔"

میرے مُرشد نے ایک بار فرمایا تھا: "اَدب وہ کُنجی ہے جو ہر مشکل کا تالا کھول دیتی ہے۔"

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

حضرت شاہ محمدؐ عارف رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی حمد خاک کا ایک ایک ذرہ کر رہا ہے۔ جس کا نام بزرگی اور تحریم ہے، اور جس کا تخت معظم اور عظمت والا ہے۔

دُرود و سلام ہوں رحمتِ ربّی پر، اللہ کے فضل پر جو اُس نے اپنی مخلوقات پر کئے ہیں، شفیع المذنبین پر، اور ختم المرسلین پر، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں پر۔ سلامتی ہو اللہ کے پاکیزہ اور مقبول بندوں پر، اُن نعمتوں کے حاصل کرنے والے جو اللہ اس محفل پر برساتا ہے۔

جب کبھی ہم اپنی محفل میں کسی ولی پر گفتگو کرتے ہیں، تو لفظ "عشق" سے اُس کا آغاز کرتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے ولایت، عشق کا ہم نام ہے کیونکہ ہم ان دونوں کو الگ نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ (بھی) ہے کہ اولیاء اللہ کو ایک نہایت ہی مختلف زبان سکھائی جاتی ہے جو کسی بھی عام بول چال کی زبان سے بہت جُدا گانہ ہوتی ہے۔ یہ زبان زیادہ تر نہ بولی جانے والی خاموش زبان ہوتی ہے۔ اور

Marfat.com

بسا اوقات یہ آپ کی چھٹی حس کو، یعنی آپ کے قلب و رُوح کو ملوث کرتی ہے۔

عشقی زبان میں کہی ہوتی بات کو تمام ولی سمجھتے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک یا قومیت سے ہو، زبانِ عشق اُن میں قدرِ مختلف ہے۔ عشقی گرامر اور الفاظ انسان نہیں سکھاتے۔ یہ براہِ راست اللہ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں۔ جیسے ہی دل مختلف الفاظ کے فرق کو سمجھنے کے لائق ہوتا ہے، تو ولی اللہ اُس شخص کو یہ سکھاتے ہیں کہ جملے کس طرح بنائے جاتے ہیں اور عشق کی حقیقی رُوح کو کسطرح سمجھا جاتا ہے۔ یہ تو صرف وہ صالح اور پاک دِل ہیں جو دراصل اُن باتوں کے حقیقی معنی اور اصل رُوح کو سمجھنا شروع کرتے ہیں جو اُنہیں سکھائی جا رہی ہیں۔

عشق وہ شربت ہے جو انسان کو دنیاوی بوجھ اور ترغیبات پر قابو دلاتا ہے اور اس کے دل کو ہلکا اور خوش رکھتا ہے۔ یہ شراب کے مانند ہے جو آپ کو اس قدر مدہوش کر دیتا ہے کہ دنیاوی تفکرات اِس طرح دور ہو جاتے ہیں جس طرح جھاگ تحلیل ہوتی ہے۔ اس شراب کے نشے کی شدت مختلف ہوتی ہے۔ ابتدا والے ہلکی چُسکیاں لیتے ہیں جبکہ جُوں جُوں آپ رُوحانیت کی دنیا میں آگے بڑھتے ہیں، آپ کا جام زیادہ گاڑھا اور تیز ہو جاتا ہے۔ یہ شربتِ توحید کا وہ نشہ ہے جو آپ کے دل سے دنیا کو بہا کر لے جاتا ہے۔ یہ آپ کے اندر موجود اُن تمام بُتوں کو توڑ ڈالتا ہے جو آپکو سچائی اور حق سے مُسلسل دُور رکھے ہوئے ہیں۔ یہ شربت بہت ہی میٹھا اور بہت ہی خوشبودار اور نہایت ہی نشہ آور ہے۔ یہ وہ آمیزہ ہے جسے بنایا تو اللہ کے محبوبوں نے، لیکن اس کی مٹھاس، اس کی خوشبو اور اس کا نشہ

Marfat.com

براہِ راست اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

دِل وہ ظرف ہے جس میں ایک عاشق یہ شربت رکھتا ہے، جہاں سے رُوح بڑی خاموشی سے اس کی چسکیاں لیتی ہے۔ شروع میں اِس کی مٹھاس اور ذائقے کے باعث اس کی مقدار چند چسکیاں ہوتی ہیں، لیکن کچھ عرصے بعد اُن چسکیوں میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ طلب اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ پینے والا اِس نشے کا عادی ہو جاتا ہے، پھر رُوح اس کو اپنی روزمرّہ کی غذا سمجھنا شروع کرتی ہے جس کے بنا وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ اِسے ہر جگہ ڈھونڈنا شروع کرتی ہے، چاہے وہ دنیاوی کام ہو، گھر والے، یا دوست ہوں، رُوح یہ سرور ہر جگہ سے پانے کی کوشش کرتی ہے۔ اُس کے کان اللہ کے اسماءِ حسنیٰ کے مزے ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ اُس کی نگاہیں اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے کی لذت ڈھونڈنے لگتی ہیں، اور اُس کا دل اُس کی قربت کے احساس کا لطف ڈھونڈتا ہے، خود کو اُس کے حوالے کرنے کی خوشی، اس کے حُسن وجمال میں محو ہونے کا لطف ڈھونڈتا ہے۔

یہ ہوتی ہے اس شخص کی حالت جو اللہ سے محبت کرتا ہے، اور جو اپنے دِل میں موجود جامِ توحید میں سے پینا پسند کرتا ہے۔ وہ ایک عاشق بن جاتا ہے، اور بے شک عاشقین اللہ کی بہترین تخلیق ہیں۔ اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ: اگر اللہ کے عاشقوں کو اس مشروب کے بنانے کی ترکیب معلوم ہے تو کیا دوسرے سب لوگوں کو بھی اس کی ترکیب نہیں معلوم ہونی چاہیئے؟ حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کا علم صدیوں سے موجود ہے، اور جو لوگ اللہ کے عاشقین کی صحبت

Marfat.com

اُٹھاتے ہیں، وہ اِسے براہِ راست اُنہی سے سیکھتے ہیں۔

یہ تو بس یہ مخصوص وقت ہے، یعنی زمان (وقت) کے خاتمے کا وقت کہ لوگوں نے اپنی ترجیحات کو تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے مادیت کو روحانیت پر ترجیح دینا شروع کی۔ طویل المدّتی انعامات کے بجائے قلیل المدّتی فائدوں کو چاہا۔ اُن کی تنگ نظری نے حقانیت کی خوشبوں کو اُن کی نظروں سے چھپادیا ہے۔ یہ ہے آپ کے زمانے کے لوگوں کا منظر نامہ۔ اسی کی وجہ سے اُن کے کان رُوحانی الفاظ کو سُننے کے عادی نہیں، اور اُن کے دماغ غیب کی دنیا کو ملتے نہیں۔

آیئے یہاں اچھی صحبت، نیک رفاقت اور اللہ کے عاشقوں کی اہمیت کا ذکر کرتے ہیں۔ کسی بھی خوشبودار پھُول کی پتّیوں کی مثال لے لیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کچھ دیر بعد آپ دیکھیں گے کہ وہی خوشبو آپ کے ہاتھ سے آرہی ہے۔ صرف خوشبودار پتّیوں کو ہاتھ میں لینے سے آپ میں سے بھی وہی خوشبو آئیگی۔ اسی طرح اللہ کے عاشقوں کی اچھّی صحبت دوسروں کو اُتنا ہی حسین بناتی ہے۔ اگر کوئی دین اور رُوحانیت کے بارے میں بہت نہ جانتا ہو، تو ایسی مجلسوں میں حاضری، اور اللہ کے عاشقوں کی قربت اُن لوگوں میں ایک لطیف انداز میں تبدیلی لانی شروع کر دیتی ہے۔ وہ ان صحبتوں سے رنگ لینا شروع کرتے ہیں؛ شرط صرف دل کی سچّائی اور حق کی تلاش کا جذبہ ہے۔ باقی کام، ولی اور اللہ کے عاشق کی قوّت اثر کرتی ہے۔

لوگوں کو اپنے دنیاوی دوستوں کے ساتھ رہنا پسند ہے۔ اُنہیں

Marfat.com

اُن کی رفاقت میں مزاح آتا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے اپنے خیالات اور نظریات کا تبادلہ کرتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی قربت پسند کرتے ہیں۔ مگر سب دوست اچھے دوست نہیں۔ اپنی حیات کے دوران انسان کے کئی دوست ہو سکتے ہیں۔ لیکن ضرورت کے وقت بہت ہی کم ایسے ہوں گے جو سچے ثابت ہوں۔ چند ہی ایسے ہوں گے جو آپ کے ساتھ مخلص اور بے غرض ہوں گے۔

لیکن اللہ کا دوست، اس کا ولی، وہ شخص ہے جس کا اخلاص ہر ایک کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف دوسرے انسانوں سے مخلص ہے بلکہ اُس کا رویہ اپنے اطراف موجود تمام مخلوقات سے بھی مخلصانہ ہے۔ اللہ کا دوست واقعی ایک سچا دوست ہے۔ وہ ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ اور اگر یہ دوست ایک مرشد بھی ہے تو رحمت اور فیض ہزار گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک اتنے حسین دوست تھے، اتنے خوبصورت مرشد تھے، جو ایک دانا انسان کے سحر اور ایک گداز دل کی نرمی سے سکھاتے تھے۔ حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف تھے، یعنی وہ جو معرفت کے میدان سے واقف تھے، اور جن کو "نورِ یزدان" حاصل تھا، یعنی وہ نور جو دل کو مکمل طور سے منوّر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عارف کی آنکھوں میں "نور" ہوتا ہے، الفاظ میں "نور" ہوتا ہے، اُن کے پور پور میں نور ہوتا ہے۔ اور اُن کے دل میں نور ہوتا ہے۔ وہ "نور" میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور اس نور کو بڑی فیاضی سے اُن سب لوگوں میں بانٹ دیتا ہے، جو اُن کے پاس آتے ہیں۔ حضرت

Marfat.com

شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"جو شاخ تنے سے وابستہ رہتی ہے وہی پھل دیتی ہے۔ اور جو تنے سے کٹ جاتی ہے وہ شاخ ایک دن خشک لکڑی بن کر آگ کی نظر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو طالب اپنے شیخ سے صحیح رجوع رکھتا ہے، یعنی گمان اور خیال صحیح رکھتا ہے، اور شیخ کو اپنی یاد میں بسائے رکھتا ہے، وہ ایک دن اپنی منزل طے کر لیتا ہے۔ جس طرح درخت اپنی شاخوں کے لئے زمین سے خوراک حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ شاخوں میں پھل لگ جاتا ہے، شاخ پھر بھی درخت کے محتاج رہتے ہیں۔ اسی طرح شیخ اللہ کا "نور" حاصل کرتا ہے اور پھر بحکمِ ربی اپنے طالبوں کے قلوب تک پہنچتا ہے۔ اس "نور" کے انتقال کا نام "توجہ" ہے۔"

(صدا رہے آباد تیرا مے خانہ: صفحہ نمبر۔۱۴۲)

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ عالمِ غیب کے باسی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رجالِ نوری کی مجلسوں میں اکثر شریک ہوتے تھے اور آپ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ اُن بلندیوں کی طرف پرواز کرتے جہاں تک اللہ چاہتا۔ ایک ایسے شخص جن کی رسائی دوسری دنیا تک ہو، جو اُن مقامات پر اکثر و بیشتر آتے جاتے ہوں، جن کو اللہ نے عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے، ایسے شخص کے لئے اس عالمِ ناسوت میں مقیم رہنا ایک آزمائش ہے۔ اور زندگی کے مشکل ترین کاموں میں سے ایک۔ اس کا مقابلہ ایک ایسے شخص سے کیجئے جس نے سونے چاندی کے برتنوں میں مشروب پیتے ہوں، جو ابریشم، صندل اور گلاب کی لذت دینے

Marfat.com

والے مشروب پیتے ہوں۔ ذرا سوچئے تو کہ ایسے مشروب پینے کے بعد اس شخص کو دنیا کا ایک بے مزاح اور گدلہ پانی پینے کو کہا جاتے، اور وہ بھی ایک بھدّے سے مٹی کے پیالے میں، اُس کے لئے اِس کا نگلنا کتنا مشکل ہوگا۔

اللہ کے عاشقوں کا بلکل ایسا ہی معاملہ ہے۔ جمال کے مشاہدے کے بعد، نشاطِ حق کے بعد، بھلا کس کو اِس دُنیا کے جھوٹ سے سُرور مل سکتا ہے۔ اِس سے ایک ولی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو یہ جانتے ہیں کہ اُن کا اس دُنیا میں رہنا بھی اَز بس ضروری ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک رہنما ایک مُرشد، ایک خبر کرنے والے کی حیثیت سے انہیں کردار ادا کرنا ہے: وہ جنہیں ممکنہ طور پر ہر ایک آدمی کا ہاتھ تھام کر اسے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ اُنکے پاس غیب کے حُسن کو دیکھنے کا چشم دید تجربہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت وہ اللہ کے بارے میں دوسروں کو بتاتے ہیں تو اُن کے الفاظ زیادہ قائل کر دینے والے ہوتے ہیں، اُن میں اصلیت اور حقیقت ہوتی ہے، اور یہی چیز دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ علمِ لدّنی کے ایک عالم تھے، یعنی وہ علم جو براہِ راست اللہ سے ملتا ہے۔ وہ عالم جو دوسروں سے علم حاصل کرتا ہے اُسے ایک ایک آیت اور حدیث کو سمجھنے کیلئے راتوں کو چراغ جلا کر کئی کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ لیکن حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کو اُس علم سے نوازا گیا تھا جو سیدھے حق کی طرف سے ملتا ہے۔ وہ علم نہ فقط ظاہری معنی کا احاطہ کرتا ہے،

Marfat.com

بلکہ دین کے پوشیدہ معنوں کی گہرائی تک بھی اُترتا ہے، جو صرف اولیاء اللہ کا مقدر ہے۔

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اولیاء کے ایک خانوادے سے تھا۔ اس گھرانے نے ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے ولایت طلب کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ کئی نسلوں تک ولایت اس گھرانے کا دستور تھا۔ عام لوگوں کے بچّوں کو عموماً بہت سارے کھلونے دیئے جاتے ہیں، لیکن اُنہیں شاید ہی کبھی یہ سکھایا جاتا ہے کہ انہیں اُس کے بدلے میں کچھ دینا بھی ہے۔ اپنے بچپن میں ہی حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کرنے کے معنی سیکھ لئے تھے۔ ولادت کے وقت آپ کے والدِ بزرگوار نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا کہ: "میں نے یہ بچّہ آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ جب تک یہ نابالغ ہے، میں اپنی آمدنی کا 10% (دس فیصد) حصّہ آپکے نام پر خیرات کرتا رہوں گا۔"

یہ قول نہ صرف والد نے نبھایا، بلکہ بالغ ہونے کے بعد سے لے کر آخری سانس تک بیٹے نے بھی یہ وعدہ پورا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دسترخوان اُن سب کے لئے وسیع تھا جو آپ کے پاس آتے تھے۔ آپ کے یہاں اُمیر و غریب کا فرق کبھی بھی نہیں رہا۔ حاجت مندوں کے لئے اُن کے ہاتھ ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ اُن کے پاس کوئی آنے والا خالی ہاتھ لوٹتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے سب کے لئے کھلے رہتے تھے۔ چاہے اُن کا تعلق اللہ سے ہوتا یا دنیا سے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کے لئے اللہ کی رحمت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سب کے لئے دُعا گو تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کے لئے موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ایک رُوحانی تاثیر تھی۔ ایک ہی نگاہ میں دل تبدیل ہو جاتے اور آنکھیں مخمور ہو جاتی تھیں۔

یہ مُرشدِ کامل کی علامت ہے جن کو تجلّی اللہ سے ملتی تھی اور جو اُس کا "نُور" اپنے اِرد گرد آنے والے لوگوں میں تقسیم بھی کرتے ہیں۔
حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت آپ کے الفاظ سے باآسانی عیاں تھی، جو ہر وقت معرفت اور عشقِ الٰہی سے سرشار رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جو دُنیا کو یاد کرتے ہیں، دنیا اُن کو یاد کرتی ہے۔ جو آخرت کو یاد کرتے ہیں، آخرت اُن کو یاد کرتی ہے۔ جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتے ہیں، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو یاد کرتے ہیں۔ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اُسے پُکارتے ہیں، اللہ بھی انہیں یاد فرماتے ہیں۔ سب سے زیادہ خوش بخت انسان وہ ہے جسے اللہ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پکارلیں اور اس سے قائم مقام اِس کا ہے جسے آخرت پُکارے، اور سب سے بُرا وہ ہے جسے دنیا پکارے۔"

طریقت کے بارے میں آپ نے یہ بھی فرمایا: "طریقت باطنی امراض کا علاج ہے۔ جس طرح مریض کو علاج کی خواہش ہوتی ہے اور وہ شفا حاصل کرنا چاہتا ہے، اُسی طرح انسان کا باطن بھی بوجہ بدپرہیزی سے بیمار ہو جاتا ہے اور جب اُسے بیماری کا احساس ہوتا ہے تو وہ بھی علاج کا خواہشمند ہوتا ہے۔ ہر علاج کے لئے معالج کی تلاش ہوتی ہے۔ جسم کے امراض کے معالج حکیم کہلاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور باطن کے امراض کے معالج فقیر کہلاتے ہیں۔ جبکہ مریض حکیم سے اپنی نسبت کو سمجھ نہ لے، علاج مشکل ہوتا ہے اور جب تک مریض حکیم کا بتلایا ہوا پرہیز اختیار نہیں کرتا، تب تک علاج میں کامیابی یقینی نہیں ہوتی۔ جو طریقت کی راہ پر گامزن ہیں جب تک اس کا مقصد اور منزل نہ سمجھیں گے، کامیابی نصیب نہ ہوگی۔ انسان کے اندر برائی کا بیج ہے اور نیکی کا بھی ہے۔ طریقت نام ہے خراب صفات سے نجات حاصل کرنے کا جن کی وجہ سے انسان اپنے رب سے جُدا ہو، اور رب کو بھول گیا ہو۔ انسان تنہا ہی اِن برائیوں کو ترک کرنے پر قادر ہوتا تو انہیں غالب ہی کیوں آنے دیتا؟ اس معاملے میں وہ مغرور ہے۔ یہ پیرانِ عظام کا کام ہے کہ وہ اُسے وہ دَوا دیں جس سے اُس کا مرض ختم ہو جائے۔ احتیاط اور پرہیز مریض کے ذمّے ہے حکیم کے ذمّے نہیں۔"

جہاں ہم اولیاء اللہ کی بات کرتے ہیں وہاں ہر طرف "نُور" بکھرتا ہے۔ اس سے ایک احساسِ امن وسکون ملتا ہے، محبّت وادب کا ایک احساس ہوتا ہے، اس بزرگ کے لئے ایک نسبت اور بے قراری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ نہ صرف انسانی سماعت کے لئے ہیں، بلکہ اللہ اپنے ملائک کو بھی ایسی محفلوں میں بھیجتا ہے تاکہ وہ اُس محبّت اور اُن جذبوں کو اِکٹھا کریں جو اُس محفل میں پیدا ہوں اور انہیں اللہ کے پاس لے جاسکیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس مجموعے میں اپنی محبت شامل فرما کر اپنے اُس ولی کو دیتا ہے۔ تو آج ہم جو حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، ہم اس ذکر میں

Marfat.com

تنہا نہیں، اللہ اور اس کے بندے بھی اِس ذکر میں، اِس محبت میں اضافہ کر رہے ہیں، اور اللہ اپنے اس ولی کو اپنے اس شربتِ عشق سے تر بہ تر فرمائے گا۔ یہ کتنا حسین تحفہ ہے اللہ کے اِس خوبصورت عاشق کے لئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بے حد بلند کرے اور اُن کا سایہ ہم سب پر ابدالآباد تک قائم رکھے۔

آمین۔

Marfat.com

حَجّ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، رَبِّ کعبہ، جس کے ہیبت اور جلال کو کبھی بھی پیدا ہونے والا کوئی بھی دِل برداشت نہیں کرسکتا۔ جس کے رحمت اور فضل اُن سب پر ہے جن کو وہ چاہتا ہے؛ جس کے اسماءِ حُسنیٰ کائنات کا حُسن ہیں، اور بے شک ان اسماء کے اسرار سے صرف چند ہی لوگ واقف ہیں۔

دُرود و سلام رحمتِ الٰہی، فضلِ الٰہی، اور معصوم رحمت اللعالمین پر، جو کائنات میں وہ واحد ہستی ہیں جو اللہ کے خوبصورت ناموں کے اسرار جانتے ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بس اتنا کچھ جانتے ہیں جتنا اللہ چاہتا ہے۔

۴

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب پر جو اللہ کے دربار میں حاضر ہیں، اور بے شک حاضری اللہ کا کرم اور اُس کی عنایت ہے

ہر سال، ہزاروں مسلمان حج کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں، جو اسلام

Marfat.com

کا ایک اہم ترین ستون ہے۔ ہر سال کئی عارفیوں اور نوریوں کو بھی اللہ کے دربار کی حاضری کی سعادت حاصل ہوتی ہے جہاں وہ اپنے دلوں کا اور محبّت کا ہدیہ پیش کرتے ہیں، اور بے شک وہ سب ہدیے جو سچّے دِل سے پیش کئے جاتے ہیں، اللہ انہیں ہمیشہ قبول کرتا ہے۔

حجّ بے شمار لوگ کرتے ہیں، اور اِسے اللہ قبول بھی کرتا ہے، جو حجّ کی نیتوں کو جانتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ ہر عمل کا دَار و مَدار اُس نیّت پر ہے جس سے وہ کیا جا رہا ہے۔ اگر نیّت پاک ہے، تو عمل بھی پاک ہو جاتا ہے، لیکن اگر نیّت کو دنیا نے خراب کر دیا ہو، تو اُس عمل کا ثواب بھی دُنیا سے طلب کرنا چاہیئے۔

ایسے کئی لوگ ہیں جو اس عبادت کو ایک فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جو لوگ حجّ کے لئے زادِ راہ کی اِستطاعت رکھیں، اُنہیں اِس کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو حجّ اس لئے کرتے ہیں کہ اُن کے نام کے ساتھ لفظ "حَاجی" لگ جائے، یعنی اسلیئے کہ دُنیا اُن کو عزّت اور تکریم دے۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ انہیں حجّ کا اجر دُنیا دے۔ بعض اوقات انہیں وہ کچھ مل جاتا ہے جو وہ چاہتے ہیں، لیکن جو کچھ دُنیا انہیں دیتی ہے وہ تو صرف محدود ہے۔

پھر کچھ ایسے بھی ہیں جو حجّ کو کاروبار سمجھتے ہیں۔ گناہوں کی سیاہی کو دھونے کا کاروبار کیونکہ وہ اپنا دُنیاوی وقت ہر قسم کے گناہوں میں گزارتے

Marfat.com

ہیں اور جب حج کا وقت آتا ہے تو وہاں جانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے گناہ دھو ڈالیں۔ مگر اِس نیّت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی تو مانگتے ہیں، لیکن اُن کی نیّت یہ نہیں ہوتی کہ وہ واپس جاکر انہیں دھرائیں گے نہیں۔ اُن کی بدنیّتی، اُن کی رشوت خوری اور اُن کا ظلم سفرِ حج سے گھر واپسی پر دوبارہ جاری رہتے ہیں۔ اُن کے لئے حج کچھ دنوں کی ایک جسمانی مشقت ہے، اِس کے سِوا کچھ نہیں۔

کچھ ایسے بھی ہیں جو عرفات آکر اپنے اللہ سے بخشش کی دُعا مانگتے ہیں، اور یہ عمل وہ ایک سچے دِل سے کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی نگاہیں، اُنکے گناہوں کے باعث، مارے شرم کے اُوپر نہیں اُٹھتیں۔ اُن کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے بھی خشک نہیں ہوتیں۔ اُن کی عاجزی اور انکساری انہیں سر اُٹھانے نہیں دیتیں، اور اُن کے دِل اپنے ربّ کے آگے مسلسل حالتِ سجدے میں رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچّی نیّت کے ساتھ اپنے اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ سچے دل سے آتے ہیں، وہ عجز و انکساری کے ساتھ آتے ہیں، وہ سچّی توبہ کے لئے آتے ہیں۔ وہ اللہ کے ہیں اور اللہ اُن کا ہے، اس لئے کہ جس بات کی اہمیت ہے وہ ہے دِلوں کی سچائی۔

اور ان میں صرف مُٹھی بھر ایسے لوگ بھی ہیں جو حج کی ادائیگی کے لئے ایک خاص نیّت سے جاتے ہیں، یعنی اپنے اللہ کو ڈھونڈنے اور اُس کا جلوہ دیکھنے کے لئے۔ اس جگہ جہاں اُس کا جلالت والا گھر ہے۔ ایسے لوگوں

Marfat.com

کی تعداد صرف چند ہی ہے۔ اِن کی نظر میں کسی اور چیز کی اہمیت نہیں ہے۔ وہ وہاں تلاشِ مسلسل میں ہیں۔ وہ ایک چہرے کی تلاش میں ہیں؛ ایک ایسا چہرہ جسے وہ زندگی بھر تلاش کرتے رہے ہیں۔ جب وہ پہلی بار کعبہ کو دیکھتے ہیں تو وہ (دراصل) اُس کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ طواف کرتے وقت اُسے تلاش کرتے ہیں، اور وہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑ لگاتے وقت اُسے تلاش کرتے ہیں۔ اُن کی تلاش دوامی ہے اور وہ اس تلاش سے تھکتے نہیں ہیں۔ تلاش کے دوران اُن کی آنکھیں ہر وقت اشکبار رہتی ہیں اور اُن کے سینے میں بے آواز آہیں اور سسکیاں مچلتی ہیں۔ وہ اُس لاکھوں کے مجمعے میں موجود ہوتے ہیں، لیکن وہ اپنی باطنی کیفیت کو دوسروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ انہیں صرف اس صورت میں مل سکتا ہے اگر وہ اُسے تلاش کریں گے۔ اور وہ کرتے بھی یہی ہیں: وہ پوری زندگی اُسے تلاش کرتے رہتے ہیں۔

حجّ اُن کے لئے اس لئے خاص ہے کہ یہاں وہ اللہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں جو ہر جگہ موجود ہیں۔ حج کا ہر ایک رُکن اُن کے لئے خاص معنی رکھتا ہے اور وہ اُن ارکان کو ادا کرتے وقت محبّت و عقیدت کی گہرائی کو محسوس کرتے ہیں۔ حج سے پہلے جب وہ حجّ کی نیّت کرتے ہیں تو (مرد حضرات) سفید کپڑے کی دو چادریں اوڑھ لیتے ہیں جو حجّ کا احرام ہے۔ خواتین سادہ لباس پہنتی ہیں جو اُن کے چہرے، ہاتھ اور پیروں کے علاوہ، اُن کے پُورے جسم کو ڈھانپتا ہے۔ کھلا چہرہ حجّ کے پاکیزہ اور صاف ستھرے ماحول

Marfat.com

پر اعتماد کی علامت ہے۔

وہ اپنے دُنیاوی کپڑوں کی جگہ سادہ پوشاک اوڑھتے ہیں۔ یہ صرف اُن کا ظاہری لباس نہیں جو وہ اُتار دیتے ہیں لیکن اپنے دنیاوی لباس کو اُتارنے کے ساتھ وہ دنیا کو بھی اپنے تن سے اُتار پھینکتے ہیں۔ وہ اپنے باطن سے بھی دنیا کے سارے نشانات کو ہٹا دیتے ہیں۔

اَب وہ باقیوں کے ساتھ ایک ہو گئے ہیں۔ وہ ایک اُمّت ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت، سَب کے سَب سفید پوشاک پہنے، سَب سادہ لباس پہنے ہوئے، اُس بات کی منظرکشی کرتے ہُوئے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ۱۴۰۰ سال پہلے اپنے آخری خُطبے میں فرمائی تھی کہ: "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جس کیساتھ کوئی شریک نہیں۔ ساری خُدائی اُسی کی ہے اور تمام تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت بھی دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ واحد کے۔ اس نے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنے بندے کو فتح سے نوازا، اور اکیلے اُسی نے اسلام کے دشمنوں کے اتّحاد کو پارہ پارہ کیا۔ اے لوگو! میری بات غور سے سُنو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ آیا دوسرے سال کی ضمانت مجھے حاصل ہے کہ میں تمہارے ساتھ رہوں (یا نہیں)..... اے لوگو! اللہ فرماتا ہے: 'اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مَرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کیا تاکہ

Marfat.com

تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ احترام کے قابل تم میں سے وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ کسی عرب کو کسی غیر عرب (عجم) پر فضیلت نہیں اور کسی غیر عرب کو کسی عرب پر برتری نہیں ہے، نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت حاصل ہے، نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، سوائے تقویٰ کرنے والے کے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُخوت اور مساوات کا درس دیا، اور یہی (خوبی) اُن لوگوں کا حُسن ہے جن کی نسبت اللہ سے ہے اور جن کے کردار سے یہ ظاہر ہوتی ہے۔

حج کا لباس سب کے لئے ایک ہی ہے، چاہے وہ بادشاہ ہو یا ایک عام آدمی، کیونکہ اللہ کی نظر میں سب ایک ہیں، یہ ایک شخص کا صرف تقویٰ ہے جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ جب حاجی اپنا دنیاوی لباس اُتار لیتا ہے تو اُسے اُس کو زبانی طور بھی رَد کر دے۔ اور اُسے یہ بلند آواز میں کہنا چاہیئے اپنے تلبیہ کے الفاظ کے ساتھ۔ یہ الفاظ تسلیم واطاعت کے الفاظ ہیں، اعترافِ شکست کے الفاظ ہیں، اللہ جلّ شانہٗ سے اظہارِ وفاداری کے الفاظ ہیں۔

وہ عجز وانکساری سے یہ الفاظ ادا کرتا ہے کہ:

لَبَّيْكَ ط اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں ہاں میں حاضر

Marfat.com

لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط اِنَّ

ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک

اَلْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ

ساری تعریفیں اور ساری نعمتیں آپ ہی کیلئے ہیں اور بادشاہی

لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

بھی، آپ کا کوئی شریک نہیں

اَب ہمارا حاجی مکمل طور پر حج کے لئے تیار ہے، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ اَب وہ اللہ کی طرف سفر کیلئے تیار ہے۔ "عظیم ترین عبادت کے لئے"۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حج اپنے گھر کی آسائشوں کو ترک کرنے، اپنی محنت کی کمائی کو خرچ کرنے، دو معمولی سفید چادروں سے جسم کو ڈھانپنے اور سفر کی تکلیفوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔ یہ سب کچھ اُس مقام تک پہنچنے کے۔ لئے ہے جو تمام مسلمانوں کا مرکزِ نگاہ ہے، اللہ کے کعبہ کے قریب پہنچنا، اس کے گھر کے قریب۔ حج درحقیقت اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ ہے : یہ آپ کو دکھاتا ہے کہ اِس زندگی میں آپ کس طرح اللہ کے پاس جا سکتے ہیں۔ جبکہ دوسری عبادات اللہ کو یاد کرنے تک محدود ہیں، حج اُس تک رسائی ہے۔ جب آپ اپنے اللہ کی عبادت کرتے ہیں آپ اُسے دیکھ نہیں سکتے، لیکن حج کے دوران آپ اس کے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ یہی وہ چہرہ ہے جس کی سچے حاجی

Marfat.com

اور سچے عاشقوں کو جستجو ہوتی ہے اور یقیناً جس کی اُنہیں جستجو ہے وہ اُنہیں مِل جاتا ہے۔

طوافِ کعبہ، اللہ جلّ شانہٗ کے گرد سات (۷) چکّر لگانا ہے۔ کعبہ، اللہ کی نشانی ہے، اُس کا گھر ہے۔ آپ کا کعبہ سے محبّت کرنا، اللہ سے محبّت کرنا ہے۔ جب کبھی بھی اللہ کے عاشق کی نِگاہ اللہ کے گھر پر پڑتی ہے، اُس کے ربّ کی طرف سے ایسی ہی محبّت بھری نِگاہ اُس کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ لیکن بے شک اللہ کی محبّت اور اس کے عبد کی محبت کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کعبہ کے گرد سات (۷) چکّر لگاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی قوّت کے گرد گھُومتے ہُوئے اُس کی حِدّت اور قوّت سے لُطف اندوز ہو رہا ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سیّارے سورج کے گِرد گھوم رہے ہوں، اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی تتلی پھول کے گرد گھوم رہی ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی عاشق والہانہ انداز میں اپنے معشوق کے گِرد چکّر لگا رہا ہو، جبکہ اُس کے معشوق کے جلوے نے اُس کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہو۔ اس اندھے پن میں پُوری دُنیا اندھیرے میں ڈوب جاتی ہے، اور جو ایک چیز رہ جاتی ہے، وہ جلوہ ہے۔ رُخِ روشن محبوب ہے۔

یہ رُخِ روشن ہے جس کی جستجو طواف میں اللہ کے عاشقوں کو ہوتی ہے۔ دلِ تمنّا میں بیقرار رہتا ہے، آنکھیں شرابی ہو جاتی ہیں اور قدم ڈگمگاتے ہیں، پُورا وجود لُطفِ یار کے نشّے میں غرق ہوتا ہے۔ کون کہتا

Marfat.com

ہے کہ اُس کا طواف سات (۷) چکّروں میں ختم ہوتا ہے؛ طوافِ دل تو جاری رہتا ہے طوافِ قدم کے خاتمے کے بعد بھی۔ اور یہ طوافِ دِل ابدالآباد تک جاری رہتا ہے۔ یہی وہ حقیقی طواف ہے جس کی اللہ کے عاشقوں کو جستجو ہے۔

سفرِ حج تو دَراصل ایک داستانِ عشق ہے جسے عاشقین بیان کرتے ہیں۔ اور یہ (داستان) صرف دوسرے عاشقین کو سنائی جاتی ہے۔ دنیا والے اس کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ وہ اِسے کس طرح ہضم کرسکتے ہیں؟ یہ تو فقط ایک عاشق ہے جو عشق کی زبان کو سمجھ سکتا ہے۔

عرفات کا میدان، میدانِ حشر کی طرح ہے جہاں دُنیا کے آخری دن میزان سجایا جائے گا۔ قرآن میں اِرشادِ الٰہی ہے: "جب صُور پھُونکا جائے گا تو وہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے ربّ کی طرف دوڑتے چلیں گے۔" (۳۶ : ۵۱) اور بے شک اللہ کے ہزارہا بندے ہر طرف سے اپنے اللہ کی عظمت دیکھنے جمِ غفیر کی شکل میں آتے ہیں، اور یہ کیسا شاندار منظر ہے: تمام کے تمام سفید لباس ہیں، سب یہ الفاظ دہراتے ہوئے کہ: "حاضر ہیں ہم آپ کی خدمت میں، اے ہمارے رَبّ۔"

عرفات وہ جگہ ہے جہاں یہ کفن پوش اپنے اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اپنی غفلت کا، اس ظلم کا جو انہوں نے اپنی زندگیوں میں کیا، اِس ظلم کا جو انہوں نے اپنے نفسوں پر

Marfat.com

کیا ہے۔ اللہ کے عاشقین جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنا وقت کس طرح گزارا ہے، وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے کونسی عبادت کی ہے اور کیا اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ کبھی بھی اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی لاعلمی کو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ شیطان کے وسوسوں نے انہیں گمراہ کیا تھا اور اس کے فساد کو سننا اُن کی بڑی حماقت تھی۔ اُن کی زندگی کی پُوری ویڈیو اُن کی آنکھوں کے سامنے چلنی شروع ہو جاتی ہے۔ اُن کے سَر، مارے شرم کے جُھکے ہوتے ہیں اور اُن کی آنکھیں اَشک بار ہوتی ہیں۔ عرفات وہ دن ہے جب سچے دِل کو اللہ کی مغفرت مطلوب ہوتی ہے۔ وہ روتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، وہ سجدہ ریز ہوتے ہیں اس اُمید پر کہ: "میرے اللہ آج مجھے معاف کریں گے۔ وہ مجھے بخش دیں گے، آج وہ مجھ پہ محبت اور رحمت کی نظر ڈالیں گے۔ اس اُمید سے وہ (دُعا) مانگتے ہیں، اور وہ خلوصِ دل سے مانگتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ نہ سُنے جب اُس کا عاشق اُسے ڈھونڈ رہا ہو، جب وہ اُس کی طرف بڑھ رہا ہو، جو اُسکی رحمت اور اُس کے کرم، اُس کی مغفرت طلب کر رہا ہو۔ بے شک یہ انہیں ملے گا، بلکہ اُن کی طلب سے زیادہ ملے گا۔ اس کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ آپ کے پاس ایک سچا دِل ہو، وہ دل جو طلب گار ہو، اُس کے جلوے کا طلب گار ہو۔

دو سال پہلے سلسلۂ نظامیہ نوریہ کے عازمینِ حج نے علم الفتح،

Marfat.com

صدائے حق

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدّی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف **افضل سرکار** رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com